نسبت

باعثِ جنت

صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ زیدی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

نسبت باعث جنت

مُصنّف

صاحبزادہ سید افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-2626046

نام کتاب ——— نسبت باعثِ جنت
مؤلف ——— صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ
طابع ——— سیّد حمایت رسول قادری
کتابت ——— نذیر احمد
ایڈیشن ———
تعداد ——— ایک ہزار
مطبع ———
سنِ اشاعت ———
پروف ریڈنگ ——— قاری محمد عمر باسط - ایم اے عربی
ہدیہ ———

ملنے کا پتہ

مکتبۂ نوریہ رضویہ ○ ۱۱ - گنج بخش روڈ لاہور ○
فون -

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

○

سلسلہ ہائے طریقت

کے

اولیاء کرام کے نام

○

◎ ——— سید افتخار الحسن ◎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز

ایمان لانے کے بعد پھر اسلام کے پاکیزہ ارکان اور دین کے رنگین اور مہذب احکام خداوندی بجا لانے ـــــ قرآن حکیم کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر کاربند رہنے اور اعمالِ صالحہ پر عمل پیرا ہونے پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنی شانِ کریمی و رحیمی کے باعث ایسے مردِ مومن پر اپنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مثلاً ـــــ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ـــــ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر اعمالِ صالح کیے، ان لوگوں کو ہم جنت میں داخل کریں گے ـــ بہتی ہوئی نہروں کے ساتھ ـــ اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیئے جنت میں رہیں گے۔ اللہ کریم کا یہ وعدہ حق ہے!"

—— یا ——

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ـ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۲)

کہ " اللہ تعالیٰ نے صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں بہتی ہوئی نہروں والی جنت عطا کرے گا اور اس کرم نوازی کے ساتھ ساتھ جنت میں پاک —— ستھرا اور پاکیزہ مکان بھی دے گا۔

ایک خوبصورت جنت میں اور ان عطیات کے علاوہ اللہ کریم کی طرف سے ان پر بڑی رضا بھی دی جائے گی ——

—— یا ——

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ——
(پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۳۱)

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے نیک کاموں کا اجر ضائع نہیں کرتے ——

ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں اور ان باغوں کے نیچے بہتی ندیاں ہیں —— وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ جنت میں سبز رنگ کے گلرنگ اور چمکیلے کپڑے پہنائے جائیں گے اور وہ جنت میں خوبصورت تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ——

یا —— وہ جو ایمان لائے اور پھر ہجرت کی اور پھر اللہ کی راہ میں

مال و جان سے لڑے جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے۔ اور پھر اللہ کی راہ میں مال و جان سے لڑے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے اور انہیں کے لیئے جنت کے مہکتے ہوئے باغات اور دائمی نعمت ہے!
(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیات ۲۲)

اور ——— یا ———

پھر قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ———

جیساکہ ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :———

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ ——— (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۱)

اور یا ——— رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :———

اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۴-۴۲)

کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے ——— ———

حفیظ جالندھری مرحوم نے اس حدیث پاک کا کیا ہی ایمان افروز اور روح پرور ترجمہ کیا ہے کہ ——— ع

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید و اسلام کی روشنی میں آنے والوں اور الحاد و باطل کی تاریکیوں میں حق و صداقت کے چراغ حاصل کرنے والوں اور ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں نیکی و شرافت کی نورانی قندیل سے سرفراز ہونے والوں کے دین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان کے اعمالِ صالح کا اجرِ عظیم، ثوابِ بے بہا اور جزائے کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کرم نوازی ——— بندہ پروری اور رحمت وبخشش کے بھرپور خزانوں سے کم نہیں ہے ———

جنت میں ٹھکانہ ——— فردوس بریں میں مکان ——— باغ عدن میں رہائش اور حوروں سے دل بہلانا کوئی معمولی عنایات نہیں ہیں ———
ریشمی وفاخرہ لباس ——— سنہری اور خوبصورت پلنگ ——— صاف ستھرے اور پاکیزہ بستر ——— تروتازہ پھل ——— بہترین وخوشبودار میوے اور حوروں کی خدمت گزاری یہ انعام واکرام ہیں ایک مرد مومن کے لئے ———

لیکن ان کے علاوہ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد مومن کے علاوہ سات آٹھ اللہ تعالےٰ کی ایسی مخلوقات بھی ہیں جو آدمی کی جنس کے علاوہ بھی جنت میں داخل ہوں گی ——— ایک ———

جیساکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احسن القصص صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے ؛ ———

یَکُوْنُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعًا اَشْیَاءِ مِنْ غَیْرِ جِنْسِ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْلُ[۱] اَصْحَابِ الْفِیْلِ ——— وَکَلْبِ[۲] ——— اَصْحَابِ کَہْفِ ——— وَ ذِئْبِ[۳] یَعْقُوْبَ ——— وَ دُلْدُلِ[۴] عَلِیٍّ ——— وَنَاقَۃِ[۵] صَالِحٍ[۶] وَحِمَارِ عِیْسٰی یَا عُزَیْرَ وَ بَغْلَۃِ[۷] نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۸ میں جناب علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں اضافہ فرمایا ہے ——— یعنی ———
وَحُوْتِ[۸] یُوْنُسَ ——— وَکَبْشِ[۹] اِسْمٰعِیْلَ ——— وَنَمْلَۃِ[۱۰] سُلَیْمَانَ

وَھُدھُدُ ھٰذا بلقیس ۰

" اصحاب فیل کا ہاتھی ـــــ اصحاب کہف کا کتا ـــــ ذئب یعقوبؑ ـــــ حضرت یعقوبؑ کا بھیڑیا ـــ اور حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل ـــ اور حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی ـــ اور حضرت عُزیر علیہ کا گدھا اور حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ہُدہُد اور ہمارے نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاچی

حضراتِ گرامی !ـــ یاد رہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے اس کتاب کا نام بھی اسلئے یہ رکھا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ہے ـــــ

کیونکہ مندرجہ ذیل آدمی کی جنس کے علاوہ ان جانوروں میں سے نہ کوئی نمازی ہے اور نہ کوئی حاجی، نہ کوئی زکواتی ہے اور نہ ہی کوئی نوافلی ـــــ

بس پھر میرے نزدیک اس حقیقت کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ جانور کسی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیں گے ـ اپنے نیک اعمال کی بدولت نہیں ـ

ـــــ اور ان سب کا تعلق قرآن مجید و حدیث پاکؐ سے ہے ـ

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اچھی نسبت کے باعث یہ جانور تو جنت میں جائیں گے ـ مگر کسی نبی یا کسی ولی سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعقیدہ انسان اور کسی رسول اور کسی ولی اللہ کے بے ادب اور گستاخ لوگ جنّت کی ہوا تک نہ پاسکیں گے چاہے کوئی شیخ القرآن کہلوائے یا اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلوانا پسند کرتا ہو ـــــ

مثلاً ـــــ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۲/۶۱ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ

یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ ۔

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں یعنی کافر و مشرک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ کو ایذا دیتے ہیں ـــــ دکھ پہنچاتے ہیں اور ستاتے ہیں یہ کہکر کہ وہ تو کان ہیں، یعنی کان کے کچے ہیں کہ ہر ایک کی بات سن کر یقین کر لیتے ہیں ـــــ

اور اے میرے محبوب علیہ السلام تم فرما دو کہ کان تمہارے بھلے کیلئے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

اور وہ لوگ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور بے ادبی و گستاخی کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں، ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ـــــ

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۝

یعنی ـــــ کیا ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کو خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اسی کے لئے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کے لئے یہی بڑی رسوائی ہے ـــــ

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بے ادبی و گستاخی تو ایک طرف رہنے دو ان کے تو بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے اور ایذائے رسول ہے ـــــ مثلاً ـــــ

حاکم مستدرک کی حدیث صحیح ـــــ

فتح الکبیر جلد ۳ صـ۱۹۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :ـــــ

کہ ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ـــــ

مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ
وَزَادَ اَبُوْنُعَیْم وَالدَّیْلَمِی فَلَہٗ لَعْنَتُ اللّٰہِ مِلْ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۔
کہ جس نے میرے بال شریف کی توہین کی اس نے مجھے دکھ پہنچایا اور جس
نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی ــــــــــــ

فیض القدیر جلد ۶ صـ ۱۹ ــــــــــــ

قال صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بشعره

کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب یہ فرمایا تو بال مبارک ہاتھ میں پکڑے ہوئے
تھے! ــــــــــــ

کنزالاعمال جلد ۲ صـ ۷۸ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ــــــــــــ

سمعت رسول اللّٰہ وھو آخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ
منی شعری فالجنۃ علیہ حرام ــــــــــــ

کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی توہین کی اس پر جنت حرام ہے ــــــــــــ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئید جنید و بایزید ایں جا

اور ــــــــــــ

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ جانور اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ حیوان جو نمازی نہ ہونے ــــ حاجی نہ ہونے اور تہجد گزار نہ ہونے اور لمبی لمبی تسبیح نہ پھیرنے کے باوجود اور کسی مذہب سے تعلق نہ جوڑنے ۔

اور کسی دین سے رشتہ نہ رکھنے اور اسلام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے باوجود محض **اچھی نسبت** کے باعث جنّت کے حسین وجمیل اور سدابہار گلشن اور ہمیشہ مہکتے ہوئے باغات میں جائیں گے اور پھر تعجب اور کمال کی بات تو یہ ہوگی کہ قیامت کے دن جبکہ ہر انسان سے حساب لیا جائے گا لیکن یہ حیوانات جن کا تعلّق نہ آدمی کی نسل اور نہ انسانی برادری سے ہوگا، کسی اچھی نسبّت کی بدولت فردوس بریں کی خوشنما سیرگاہوں میں رقص کناں ہونگے ـــــ

"مجھکو نہ دیکھیئے میری نسبّت کو دیکھیئے"

ــــــ اور ــــــ

نیازی مجھ کو اب کیا ڈر

میری نسبت ہے لاثانی

یعنی حضرت شہنشاہِ ولایت ـــــ شہباز لامکانی ـــ حضرت پیر سیّد ـــ مرشدِ کامل جماعت علیشاہ صاحب لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے روضۂ اقدس کا سنہری گنبد آج بھی بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے نشانِ منزل ہے اور ان کے بعد حضرت پیر سیّد علی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک جبینِ نیاز جھکانے والوں کا فیوض و برکات سے دامن بھرپور کر دیتا ہے اور اب نقشِ لاثانی کا نقشِ ولایت و طریقت اور عکسِ فقر و درویشی حضرت پیر سیّد صاحبزادہ محمد اسماعیل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیّداں شریف ہیں جن کے لبوں کی ایک مسکراہٹ سے دلوں کے گلشن میں تازہ بہار آجاتی ہے اور مرجھائے ہوئے دماغ کھِل اُٹھتے ہیں ـــ اور جن کی صورت و سیرت میں جلوۂ لاثانی نظر آتا ہے ـــ اور آئے بھی کیوں نہ جبکہ والدِ گرامی حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ نے حج مبارک کے موقع پر سرزمینِ مدینہ منوّرہ میں جہاں صبح و شام رحمت کے فرشتوں کی آمدورفت رہتی ہے اور جس سرزمین کا مقدس خطہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل ہے، اس کی جنّت کی کیاری میں نہایت ہی شفقت و الفت سے انہیں بیعت فرماکر ساتھ ہی کشف و کرامات کا خزانہ دامن میں اُلٹ دیا اور پھر سارے مدینہ پاک میں اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی ——— "ریاض الجنّۃ"

اسلئے ——— اے قارئین کرام !

افتخار الحسن کو نہ دیکھئے ——— اُس کی نسبت کو دیکھئے !

اور ——— پھر والدِ گرامی بلند پایہ عالمِ دین ——— مناظرِ اسلام اور ——— عظیم خلیفۂ مجاز سرکارِ لاثانی ———

اور والدہ ماجدہ فقیہاء ——— شب بیدار ——— اور تہجد گزار ———

اور ——— استاذِ گرامی حضرت پیر سیّد علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف ——— **صدر الافاضل** ———

اسلئے ——— میں پھر کہتا ہوں ——— کہ

"مجھ کو نہ دیکھئے میری نسبت کو دیکھئے"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خانۂ کعبہ کے فضائل و برکات

حضرت محترم ——— آؤ اب قرآن حکیم کی روشنی میں ان نسبتوں کو تفصیل سے دیکھیں ——— پڑھیں۔ اور غور کریں جن کے باعث حیوانات ، ——— جنتِ عدن کے مستحق بن گئے۔ ———

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ ۔ فِیْہِ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ ۔ مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ ——— وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا

کہ ——— "مکہ مکرمہ میں اس خطۂ ارضی اور سرزمین پر نسلِ انسانی کی ہدایت کے لئے پہلا گھر بنایا گیا" ———

دُنیا کے بُتکدوں میں پہلا وہ گھر خُدا کا

سب سے پہلے خانۂ کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی ——— پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ——— پھر حضرت شیث علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ———

اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ [1]

یعنی ـ "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معماروں کا کام کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مزدوری کی ـــــ اینٹیں، گارا اور مٹی دیتے رہے" ـــــ

اور پھر جب یہ اللہ کا گھر تیار ہوگیا تو ندا آئی ـــــــــ

" اے میرے پیارے خلیلؑ اور ذبیحؑ! تم نے میرا گھر بنایا ہے کچھ مزدوری طلب کرلو" ـــــــــ

عرض کیا! ـــــــــ

" یا اللہ! تو نے نبوّت عطا کی ـــــ نسلِ انسانی کا امام بنایا ـ اور آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو **گل** داؤدی کے مہکتے ہوئے پھولوں کی گلزار بنا دیا ـ اور تجھ سے کیا طلب کریں!"

پھر حکم ہوا ـ کچھ نہ کچھ ضرور طلب کرنا پڑے گا! ـــــــــ

تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی اور خزانہ قدرت سے یہ کیا ـ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ـــــــ

"کہ اے ہمارے ربّ کعبہ ہم نے بنایا ہے ـ رسُول تو بھیج دے ـــــ تیرا گھر ہم نے تعمیر کیا ہے، اپنے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مبعوث فرما دے ـــ بیت اللہ شریف ہم نے تیار کیا ہے اب اسے آباد کرنے کے لئے محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بھیج دے ـــ"

دعا قبول ہوئی ـــ تو کائینات کا والی رحمتِ دو عالم بن کر امام الانبیاء ـ تشریف لے آئے ـــــــــ

---

[1] ـ تاریخ الحرمین ص۶۹ حصہ اوّل ـ الحاج عباس کرارہ مکتہ المکرّمہ

٢٠ کتابوں کے حوالہ سے کہ اصحاب رسُول نے آپ کا تعارف پوچھا تو ـــــــ
خاتم الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا :ـــــــ
اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ !
کہ جس رسُول کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تھی وہ رسُول
میں ہی ہوں ! ـــــــ

پھر تعمیر کعبہ کے بعد ارشاد ہُوا ـــــــ خلیل ؑ ـــــــ
حج کا اعلان بھی کردو ـــــــ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ
تفسیر کبیر جلد ٦ صـ ١٥٦ ـــــــ تاریخ الحرمین حصہ ١ صـ ١١٨ ارشادِ باری
تعالیٰ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی :ـــــــ
یَارَبِّ وَمَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ ـــــــ
کہ ـــــــ "اے ربِّ کریم پوری کائنات میں میری آواز کیسے پہنچے گی ؟"
تو جواب آیا ـــــــ
عَلَیْكَ النِّدَاءُ وَعَلَیَّ الْبَلَاغُ ـــــــ
کہ ـــــــ آواز دینا تیرا کام ہے اور ساری دُنیا میں تیری آواز کو
پہنچانا میرا ذمّہ ہے ـــــــ

یہ مژدۂ جانفزا سنکر خلیل اللہ علیہ السلام نے کوہِ بوقبیس پر چڑھکر
آواز دی اور بلند آواز سے پکارا ـــــــ
یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ ـــــــ
کہ ـــــ اے دُنیا میں رہنے والے انسانو ! اللہ تعالےٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔
فَسَمِعَہٗ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ـــــــ

تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس آواز اور اس اذان کو سُنا ــــ یہاں تک کہ ـــــــــ

وَاَجَابَہٗ یَوْمَئِذٍ مَنْ کَانَ فِی اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ النِّسَاءِ ـــــــــ

وہ ارواح جو ابھی والد کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی جواب دیا ـــــــ

لَبَّیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ ـــــــــ

کہ ہم حاضر ہیں اے ابراہیم علیہ السلام!

وَکُلُّ مَنْ وَصَلَ اِلَیْہِ صَوْتُہٗ مِنْ حَجَرٍ وَشَجَرٍ

اور حجر و شجر تک یہ آواز پہنچی اور حاضر ہونے کا وعدہ فرمایا ـــــــ

غلاف کعبہ ــــ سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف **تبع حمیری** نے چڑھایا جیسا کہ ـــــــــ

تاریخ الحرمین حصہ اوّل ص۴۷ ـــــــــ

اَوَّلُ مَنْ کَسَا الْکَعْبَۃَ کِسْوَۃً کَامِلَۃً تُبَّعٌ کَسَاھَا الْعَصَبَ وَجَعَلَ بَابًا یُغْلَقُ ـــــــ

پہلے چمڑے کا اور پھر دھاری دار کپڑے کا ـــــــ

اسی نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے ـــــــ

وَکَسَوْنَا لِبَیْتِ الَّذِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ
مُلَاءً مُعَضَّدًا وَبُرُوْدًا ـــ
وَاَقَمْنَا مِنَ الشَّھْرِ عَشْرًا

وَ جَعَلْنَا الْبَابَ اَقْلِيْدًا"
کہ ہم نے عزت و احترام والے بیت اللہ شریف چادروں سے ملبوس کیا —— اور اس کا دروازہ کواڑ والا بنایا ——
اور ہم وہاں صرف دس دن تک ٹھہرے اور ہم نے دروازہ کی چابی بھی بنالی۔ اور پھر ہم پرچم کو بلند کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے ——
حضرات محترم —— یہ بھی یاد رہے کہ پہلے کعبہ کا غلاف سفید رنگ کا تھا۔ پھر خضرا و صفرا —— سبز اور پھر پیلا بنا اور اب سیاہ ہے! ——
سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی کملی پہنی ہو تو اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا ہو کہ میرے کعبہ کے غلاف کو بھی سیاہ رنگ کا کردو —— تاکہ اندر کی شے باہر نظر نہ آئے اور باہر کی چیز اندر دکھائی نہ دے ——
قارئین کرام! —— تبع حمیری اسعد کا ذکر قرآن پاک میں دو بار آیا ہے —— سورۃ الدخان میں اور سورۃ قٓ میں ——
ھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ — اور اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ
یہ یمن کا بادشاہ تھا —— حمیری اور اسعد اس کے القاب تھے ——
تفسیر قادری حسینی —— تفسیر نسفی جلالہ ص ۹۹ —— تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۴۵۵ — تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۰۸ ——
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں —— کہ
کَانَ تُبَّعٌ رَجُلاً صَالِحاً —— کہ
"تبع ایک نیک آدمی تھا۔" —— اسعد الحمیری مرد مومن و صالح بود و بعیسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ و چوں حدیث و صفت رسول شنید از اہل

کتاب برسالت وے ایمان آوردہ گفت ———
کہ — اسعد الحمیری ایک مردِ مومن اور نیک آدمی تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پر ایمان رکھتا تھا لیکن جب اس نے اہل کتاب سے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ
کی صفات اور حضور اکرم علیہ السلام کے کمالات و معجزات سُنے تو آپ پر ایمان لے
آیا — اور یہ نعت پاک کہی ——

شَهِدْتُ عَلَىٰ اَحْمَدَ اِنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَادِیَ النِّسَمِ
خَلَوْ مَدَّ عُمُرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمٍّ

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی فرمایا: ———
اَوَّلُ مَنْ کَسَاءَ الْکَعْبَۃَ اَسْعَدُ الْحُمَیْرِیُّ ———

یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے نوسو سال پہلے
کی بات ہے ———

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ———
لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ اَسْلَمَ ——— کہ
تبع کو گالی نہ دو، وہ اسلام لے آیا تھا۔

اصل میں یہ تبع الحمیری اسعد چار حکماء اور علماء لے کر اور ایک بھاری لشکر
کی صورت میں مکہ مکرمہ آیا لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی اور نہ کوئی تکریم دی۔
اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا۔؟

انہوں نے جواب دیا!
ایشاں را خانۂ خدا ہست کہ آں را کعبہ گویند۔
کہ — یہاں کے لوگوں کے لئے ایک خانۂ خدا ہے جسے کعبہ کہتے ہیں اسکی موجودگی

میں یہ لوگ کسی اور کی عزت و تکریم نہیں کرتے ـــــــ
تبع نے خانہ کعبہ ڈھانے کی نیت کرلی ـــــــ
و مردمان شہر را بکشد و زنان را اسیر کند ـــــــ
اور شہر کے لوگوں مردوں کو قتل کرنے لگا اور عورتوں کو قیدی بنالیا ـــ لیکن
رب العزت بدرد سر مبتلا کرد ـــــ لیکن
رب العالمین نے اسے دردِ سر میں مبتلا کردیا ـــــ
پھر اس نے توبہ کی ـــــ اور شفاء ہوگئی ـــــ پس ـــ
کعبہ را جامہ پوشد ـــــــ اور کعبہ پر غلاف چڑھایا
پھر مکہ سے مدینہ پہنچا ـــــــ وہاں نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی شہر۔
چشمۂ آب بود ـــــــ صرف ایک پانی کا چشمہ تھا ـــــ
علمائے در کتب خوانده بودند کہ آن زمین یثرب طیبہ مقدس مہاجر رسول خدا آخر الزمان است ـــــــ

ان علماء نے پہلی کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ یہ زمینِ مقدس آخری نبیؐ کی جائے ہجرت ہے ـــــــ

بر امید دیدار رسول عربی ـــــــ علماء کرام نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی اُمید پر فیصلہ کرلیا کہ یہاں سے ہم نہیں جائیں گے ـــــــ

انہوں نے تبع کو بھی یہ صلاح دی پھر وہ بھی ایک سال تک اس خاک طیبہ پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہا ـــ پھر اس نے چار سو مکانات بنوائے۔ لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا ـــ اور

ایک عالم کو دیا کہ جب رسُولِ معظّم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہو تو انہیں دے دینا
خط کا مضمون حسب ذیل دیا جا رہا ہے

" اے پیغمبر آخر الزّماں ـــــ اے برگزیدۂ خُداوندِ جہاں ـــــ اے
روزِ شمار شفیعِ مجرماں ـــــ من کہ تبعم بتو ایمان آوردہ ام و بر ملّتِ
توام و بر ملّتِ پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مرا فراموش نکنی ـــ
ـــ در روزِ قیامت مرا شفیع باشی " ـــــ

کہ ـ اے آخری زمانہ کے آخری پیغمبر ـــ اور اے خداوند جہاں کے
برگزیدہ رسُول ـــ اور اے قیامت کے دن مجرموں کی شفاعت کرنے والے
نبیؐ ، مَیں تبع آپؐ پر لایا ہوں ایمان ـــ آپؐ کی اور آپؐ کے جدّ امجد ـ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملّت پر ہُوں ـــــ
روزِ محشر مجھے بھُول نہ جانا اور قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا ۔
پھر ان علماء کی نسل در نسل میں سے ابو یعلیٰ ایک آدمی تھا اور رسُول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے اور حضرت ابو ایوبؓ
انصاری کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو ابو یعلیٰ نے تبع حمیری کا خط پیش کیا ـــــ
جذب القلوب ـــ حضرت شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ صہ ۵۷
نزہت المجالس جلد ۲ صہ ۹۲ علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ و کتب کثیرا ـــ
یَا مُحَمَّدُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ ـــ وَاَنَا عَلٰی دِیْنِكَ ۔ فَاشْفَعْ
لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ـــــ

کہ ـــ اے محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مَیں آپؐ پر اور آپ کے رب پر
ایمان لے آیا ہوں ـــ اور میں آپؐ کے دین پر ہوں ـــ قیامت کے دن میری

شفاعت کر دینا ـــــ

قارئینِ کرام! ـــــ ذرا غور فرمائیں تبع حمیری کی اس کتابی اور قرآن مجید کی پاکیزہ کہانی پر کہ وہ نبیٔ کریم علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے نو سو سال پہلے اور حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لا رہا ہے اور پھر ساتھ ہی اعلان کرتا ہے کہ آپؐ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسُولؐ ہیں اور ساتھ ہی اس آرزو کا اظہار بھی کرتا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا! ـــــ

۱ ـــ حرم پاک میں داخل ہوتے وقت نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں ـــ بہت دُور جا کر نظر اٹھانی چاہیئے ـــــ

۲ ـــ اور بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی جو دُعا آنکھ جھپکنے سے پہلے مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی! ـــــ

۳ ـــ عِنْدَ اَوَّلِ نَظْرَۃٍ لِلْکَعْبَۃِ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابًا ـــــ

۴ ـــ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

بابؑ الی الکعبہ ـــ و بابؑ۲ الی المیزاب ـــــ و بابؑ۳ الی الحجر الاسود و بابؑ۴ الی الرکن الیمانی ـــــ و بابؑ۵ الی مقام ابراہیمؑ ـــ و بابؑ۶ الی الزمزم و بابؑ۷ الی الصفاء ـــــ و بابؑ۸ الی المروۃ ـــ

تاریخ الحرمین شریف حصہ اوّل صـ۶۰
نزہت المجالس حصہ اوّل صـ۱۸۲
فتاویٰ رضویہ حصہ دوم صـ۳۷۵، صـ۳۷۶

اِنَّ حَوْلَ الْکَعْبَۃِ ثَلٰثُمِاۃٍ مَائَۃِ نبی مِنْھُمْ بَیْنَ الْحَجَرِالْاَسْوَدِ

1113/6

وَرُکنِ الیمانی ـــــ وَقَبْرُ اِسْمَاعِیْلَ وَاُمِّہٖ فِی الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِیْزَابِ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے اردگرد تین انبیاء کرام کی قبریں ہیں، حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیانی اور میزابِ رحمت کے ایک پتھر کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کی قبریں ہیں۔

اَلَا تَرٰی اِنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ فِی الْحِجْرِ الْاَسْوَدِ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّ فِی الْحَطِیْمِ بَیْنَ الْحَجْرِ الْاَسْوَدِ وَزَمْزَمِ قَبْرُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔

ستر انبیاء کی قبریں ہیں ـــــــــ

حضرات محترم! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی اور اسکی قدرت کا تماشا تو دیکھو کہ کس بہانے ـ کسی طریقہ اور کس انداز سے اپنے کعبہ کے طواف کے ساتھ ساتھ قبروں کا طواف بھی کروا رہا ہے ـــــ

قبروں پر جانے والوں کو بدعتی اور مشرک کہنے والے مولوی حضرات کے لئے کتنا سبق ہے اسمیں ـــــ الحجر الاسود ـــــ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ساتھ لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ دیتے رہے ہیں اور چومتے رہے ہیں ـــــــــ

مسلم شریف جلد ۲ صـ ۲۴۵ ـــــ ترمذی شریف جلد ۲ صـ ۳۰۲ ـــــ

مشکوٰت شریف صـ ۵۲۴ ـــــ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر یعنی حجرِ اسود کو پہچانتا ہوں ـــــــ

پوچھا گیا حضورؐ وہ کیسے ؟

ارشاد ہوا:ـــــــ

کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ ـــــــ کہ میرے مبعوث ہونے

سے پہلے یہ پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا ـــــ

تعجب ہے کہ یہاں بدعقیدہ مولوی کسی بزرگ ـــ درویش اور ولی کامل کے ہاتھ چومنے نہیں دیتے مگر حج کے دوران سیاہ پتھر کو چومتے ہیں ـــ

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ ۱۶ ـــــ

وَفِی الْحَدِیْثِ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ فَمَنْ لَمْ یُدْرِکْ بَیْعَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَسَحَ الْحَجَرَ فَقَدْ بَایَعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ـــ

کہ حجر اسود زمین پر اللہ کا دستِ قدرت ہے کہ جو رسول اکرم علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت نہیں کر سکا وہ اس پتھر کو چھولے تو گویا اس نے اللہ و رسول کی بیعت کر لی ـــــ

فَکَانَتِ الْکَعْبَۃُ صُوْرَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالْحَجَرُ الْاَسْوَدُ صُوْرَۃَ یَدِہِ الْکَرِیْمَۃِ ـــــ

کہ ـــ کعبۃ اللہ، رسولِ معظم کی صورتِ پاک کی مانند ہے اور حجرِ اسود آپؐ کا دستِ مبارک ـــــ

وَمِنْ ھٰھُنَا نَعْرِفُ اِنَّ الْاِنْسَانَ کَامِلَ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ ـ

اور اسی وجہ سے ثابت ہوا کہ انسان کامل کعبہ سے افضل ہے ـ

۱۹۷۹ء کو جب میں امیر الحجاج بن کر حج مبارک کرنے گیا تو مولینا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا کے ہمراہ مجھے صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب نے رات ایک بجے حجر اسود کا بوسہ دلوایا ـ حیدر تخلص ہے اور محدث اعظم پاکستان کے مزار اقدس فیصل آباد کے سجادہ نشین ہیں ـ

اتنے کمالات اور فضائل ہیں کعبۃ اللہ شریف کے جنہیں مختصر طور پر لکھا گیا ـ

ورنہ ان کے لئے تو ایک مستقل کتاب چاہئے ــــــــ

بیت اللہ کی اہمیت

مسجد الحرام میں ایک دن کی پانچ، نمازیں با جماعت ادا کرنے کا ثواب ایک کروڑ اور ۲۵ لاکھ نمازوں کا اجر بنتا ہے۔

ایک نماز با جماعت پڑھنے کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ہوتا ہے اور مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کا ثواب! ــــــــ

حطیم ــــــــ بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ جہاں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات وضو فرمایا تھا اور پھر اسکی دیوار پر پائے مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے تھے! ــــــــ

گرامیٔ قدر حضرات! ــــــــ ہر انسان کے دل و دماغ میں یہ سوال بار بار ابھر کر سامنے آتا ہے کہ جب اللہ کریم کے پاس عرشِ عظیم کا تقدس ــــ بیت المعمور کی پاکیزگی اور لوح و قلم کی وسعت موجود تھی تو پھر اسے خطۂ ارض پر خانۂ کعبہ بنوانے کی کیا ضرورت پیش آئی! ــــــــ

اور اس مرکزِ زمین پر بیت اللہ شریف اور اپنا گھر تعمیر کروانے کی خواہش کیوں پیدا ہوئی؟ ــــــــ

جواب: ــــــــ تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اول صـ۹
مصنف الحاج عباس کرارہ ـ مکہ مکرمہ ــــــــ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ!

کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ زمین پر اپنا خلیفہ ـ اپنا جانشین اور اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں۔ تو فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ تو ہمارے سوا کوئی اور مخلوق

بھی پیدا کرنا چاہتا ہے جو خون ریزی کرے اور زمین پر فساد پھیلائے ۔ جبکہ صبح و شام ہم تیری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل ہمارا ہر وقت وظیفہ وظیفہ رہتا ہے ۔ پھر فسادی ۔ خون ریزی اور گناہ و معصیت کے دریا میں غرق رہنے والی مخلوق پیدا کرنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی

غَضَبَ عَلَیْھِمْ ــــــ تو فرشتوں کا یہ جواب سنکر ان پر ناراض ہوگیا ۔

فعاذوا بعرشہٖ ــ تو فرشتوں نے عرش کے نیچے پناہ لی ــــ

فَطَافُوْا حَوْلَہٗ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ ۔

پھر فرشتوں نے عرش عظیم کے اردگرد سات پھیرے لیکر طواف کیا ۔

حَتّٰی رَضِیَ عَنْھُمْ

یہاں تک کہ اللہ کریم فرشتوں پر راضی ہوگیا ــــ

اور پھر فرشتوں سے فرمایا : ــ

ابنوالی بیتاً فی الارض

کہ زمین پر بھی میرے لیئے ایک گھر بناؤ ! ــــ

یَتَعَوَّذُ بِہٖ مَنْ سَخِطْتُّ عَلَیْہِ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ ! ــ

کہ بنی آدم پر جب میں اسکے گناہوں اور بداعمالیوں کے سبب اس پر ناراض ہوؤں تو وہ اس گھر میں پناہ لے سکے ــــــ

فَطَافُوْا حَوْلَہٗ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ ۔

پھر وہ گنہگار اس گھر کی پناہ لے اور اس کا طواف کرے ۔

کَمَا طُفْتُمْ ــ

جس طرح کہ تم نے کیا ہے ــــــ

فَاَرْضیٰ عَنْہُ کَمَا رَضِیْتُ عَنْکُمْ ـــــ
پھر میں اس پر راضی ہو جاؤں گا جس طرح تم پر راضی ہو گیا ہوں ـــ
فَبَنَوْا ھٰذَا الْبَیْتَ ـــــ
پس پھر فرشتوں نے اللہ کے اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا !
حضراتِ گرامی ـــــ جناب عباس کرارہ کی اس ایمان افروز حقیقت کی تائید و تصدیق کے لیئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ پر بھی غور کیا جائے تو پھر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔
کہ اللہ کریم اپنے بندوں کی پر کتنا رحیم و کریم ہے ـــــ
کہ ـــ اپنے گنہگار بندوں کی بخشش کے لیئے کون کون سے راستے تیار کر رکھے ہیں۔
کہ ـــ بندہ ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر کے کہہ دے ـ
کہ ـــ یا اللہ ! میں گنہگار ہوں۔
تو ـــ آواز آتی ہے ـــــ گھبراؤ نہیں
میں غفار ہوں ـــ
مشکوات شریف ص ۲۲۲ - ۲۲۳
نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ـــــ
اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ ـــــ
کہ حج مبارک اور عمرہ شریف کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں ـــ
اور جو بھی وہ سوال کریں، اللہ انہیں عطا کرتا ہے ـــ
وَیَسْتَجِبُ لَھُمْ مَادَعَوْ ـــــ
اور جو بھی وہ دعا کریں وہ قبول کرتا ہے : ـــــ

وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْا غَفَرَلَهُمْ ـــــــ

اور اگر وہ بخشش طلب کریں تو وہ انہیں بخش دیتا ہے ـــــــ اور

وَاِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ـــ

کہ جب تم کسی بھی حاجی سے ملو تو اُسے سلام کہو اور مصافحہ کرو اور اسے کہو کہ

اَنْ يَّسْتَغْفِرْلَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ ـ

کہ میرے لئے گھر میں داخل ہونے سے قبل بخشش کی دعا کرے کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر واپس آتا ہے ـــــــ

نزہت المجالس جلد اوّل صـ ۱۸۱ ـــــــ

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اور حضرت سعید بن مسیّبؓ نے فرمایا کہ:۔

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا كَيَوْمِ وُلِدَتْ اُمُّهٗ ـــــــ

کہ جس نے بھی کعبہ شریف کی طرف ایمان اور تصدّیق کی نگاہ سے دیکھا وہ گناہ وخطا سے ایسے پاک ہوگیا جیسے کہ اسکی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہے

لکھاں ہین پہاڑ زمین اُتّے پر رُتبہ کسے وائیس کوہ طُور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں بخشنہار نئیں کوئی غفور جیہا

میاں صاحب مرحوم ؎

جے ویکھاں میں عملاں وَلّے کجھ نئیں میرے پلّے
تے جے ویکھاں تیری رحمت وَلّے بلّے بلّے بلّے!
کِنی وار میں توبہ بھنّی، ہاں میں بے اعتبارا
دَر تیرے تو بخشش منگاں توہی بخشنہارا

ے رحمت ربّ دی جوش پئی مار دی اے
اَج کون ایڈا گنہگار آیا
رَولا پے گیا حشر میدان اندر
او اِفتخار آیا افتخار آیا

حضراتِ محترم! ـــــــ خانۂ کعبہ کے فضائل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوں گے کہ انسان تو انسان رہے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی چالیس دن بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی ـــــــ

تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل ص ۴۷ ـــــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رُخ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی طرف پھیر دیا ـــــــ

فَدَارَتْ بِالْبَیْتِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً ـــــــ

تو چالیس دن تک بیت اللہ کا طواف کرتی رہی ! ـــــــ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ

سورۃ الفیل ـــــ اَلَمۡ تَرَ كَیۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ كَیۡدَهُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡهِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ تَرۡمِیۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۙ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ۙ

اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے نے اصحابِ فیل یعنی ہاتھیوں والوں سے کیا کیا ـــــ

اللہ تعالےٰ عجیب اسلوبِ انداز ہے۔ اس آیت کے ان الفاظ کا ـــــ کہ کیا تو نے نہیں دیکھا ! ـــــ

دیکھے تو وہ جو پیدا ہو چکا ہو لیکن وہ ذاتِ اقدس جو ابھی شکم مادر میں جلوہ گر ہے اسے کہنا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا عجیب طرزِ بیان ہے ! ـــــ

مطلب ـــــ یہی کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ شکمِ مادر میں ہونے کے باوجود بھی کائنات کی ہر شے کو دیکھتے رہتے ہیں

اور سنتے رہتے ہیں ــــ کیا شکمِ مادر میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوحِ محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز نہیں سن لی تھی ؎۱

ہاں سن لی تھی ــــــ تو اصحابِ فیل کے ساتھ ربِّ دو جہاں نے جو کیا۔ وہ سب کچھ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، شکمِ مادر میں دیکھ رہے تھے۔ ورنہ "الم تر" کا کیا مطلب! ــــــ

ابرہہ ــــــ نامی یمن کا ایک ظالم و جابر حکمران تھا جس کے پاس انسانوں کے عظیم لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کا بھی ایک خطرناک گروہ تھا۔ اور اپنی سواری کے لیے ایک سفید ہاتھی رکھا ہوا تھا ــــ

اور اس ابرھہ نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک خوبصورت "کلیسا" بنا رکھا تھا تاکہ لوگ اس میں حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی پرستش کریں تاکہ خانہ کعبہ کی عزت و تکریم کم ہو جائے ــــ مگر اسے اس گھناؤنی چال میں کوئی کامیابی نہ ہوئی ــــــ نہ کلیسا میں عوام کا ہجوم ــــــ نہ پرستش کرنے والوں کی رونق اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی طرف رغبت ــــ یہ بے رونقی اور عوام کی جانب سے یہ بے رُخی دیکھ کر اسے شیطان نے یہ پٹی پڑھا دی کہ مکہ مکرمہ میں جو خانہ کعبہ ہے اسے جب تک نہ ڈھاؤ گے اور جب تک وہاں سے سنگِ اسود کو یہاں نہ لاؤ گے اور جب ابراہیمؑ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ کو مسمار نہ کرو گے اس وقت تک تمہارے اس خوبصورت کلیسا میں کوئی نہیں آئے گا ــــ کوئی رونق نہیں ہوگی۔ اور کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو بوسہ نہیں دے گا ــــ

بس پھر کیا تھا ــــ شیطان کے بہکانے ــــ عوام کے بھڑکانے اور مکار و عیار لوگوں کے زور دکھانے پر ابرہہ نے فیصلہ کر لیا کہ بیت اللہ شریف کو گرا کر

ح۱: خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۵۳ ۔ نزہت المجالس جلد ۲ ص ۱۰۸

اور ابراہیمی عبادت گاہ کو مسمار کر کے ہی دم لوں گا۔ اور پھر وہ اپنے بہادر فوجیوں اور خونی ہاتھیوں کے لشکر پہ ناز کرتا تھا، جنگ کا طبل بجاتا ہُوا اور شادیانے بجاتا اور رقص کرتا ہُوا، اللہ تعالٰے کے گھر کو مسمار کرنے کے لئے یمن سے چل پڑا ———

اور

ادھر حضرت عبدالمطلب یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد کے اونٹ مکہ کی چراگاہ میں چر رہے تھے اور خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکمِ مادر میں ہی رونق افروز تھے۔

ابرہہ ظالم کے لشکریوں نے اور بہت سی خرمستیاں کرنے کے ساتھ، ساتھ حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی پکڑ لیئے۔

مگر آج کل کی سعودی عرب کی حکومت کی طرح عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے بہادر جوانوں نے کسی غیر ملکی کو امداد کے لئے نہیں پکارا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ابرہہ خونی ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب کو پتہ چلا تو چند قریشی نوجوان اپنے ساتھ لیکر ابرہہ کے پاس گئے۔

ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ پر جاہ وجلال کو رقص کرتے دیکھا تو درباریوں سے پوچھا ——— یہ کون شخصیت ہے؟

اسے بتایا گیا کہ یہی مکہ مکرمہ کا سردار، کعبۃ اللہ کا متولی اور قبیلہ قریش کا سربراہ ہے اور ان کا نام عبدالمطلب ہے۔

ابرہہ نے بڑے احترام سے حضرت عبدالمطلب کو اپنے پاس تخت پر بٹھا کر پوچھا!

کیوں آئے ہو ؟

فرمایا ــــــ میرے اونٹ واپس کردو !

ابرہہ نے حیران ہوکر کہا کہ میں تو تمہارا خانہ کعبہ گرانے اور ابراہیمی عبادت گاہ کو مسمار کرنے آیا ہوں، مگر تم عجیب آدمی ہو کر کعبہ کی تمہیں کوئی فکر نہیں اور چلے آئے ہو اپنے اونٹ مانگنے ! ــ

تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَھُوَ رَبُّ الْبَیْتِ یَحْفَظُہٗ ۔

کہ اونٹوں کا مالک میں ہوں اور بیت اللہ کا مالک ربّ تعالیٰ ہے ــــ بیتُ اللہ کا محافظ وہ اللہ ہے وہی اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ــــــ کہ

کریگا حفاظت اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

ابرہہ نے اونٹ واپس کردیئے اور اگلے دن جنگ کا نقارہ بجا کر مکّہ والوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا ــــــ

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ۲ ـ تفسیر کبیر جلد ۸ صـ۴۸۲

اَسنیٰ المطلب فی نجاۃِ ابی طالب رضی اللہ عنہ صـ۱۹۰ از حضرت احمد بن دحلان مکی ــ مفتی مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی بھی ہیں ــــــــ

اور ــــــ اور بہت سی کتابوں کے حوالوں کے علاوہ دیوبندی مسلک کے مشہور و ممتاز عالم دین اور دیوبندی حضرات کے پیر و مرشد اور مذہبی راہنما

حضرت مولٰینا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی کتاب "نشر الطیب کے صـ۱۶ پر اس واقعہ کو نہایت ہی ادب و احترام اور عقیدت و محبّت سے لکھا ہے کہ ــــــ

" حضرت عبد المطلب نے جب ابرہہ کی طرف جنگ کے نقارہ کی آواز سُنی تو سجدہ میں گر گئے اور بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا کی ــ اس دعا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔ "

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ رِحْلَہٗ

فَامْنَعْ رِحَالَکَ

کہ اے اللہ ہر انسان و بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ــ تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر ــــ

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ صَلِیْبِ

عَابِدِیْہِ الْیَوْمَ اٰلَکَ

اور اہل صلیب پر غالب آنے کے لئے اپنے بندوں کی مدد فرما ــــ

یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْلَھُمْ سِوَاکَ

یَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْھُمْ حِمَاکَ

اور اے میرے ربّ میں تیرے گھر کے دشمنوں کے بارے میں تیری ذاتِ اقدس کے سوا اور کسی دوسرے کوئی اُمید نہیں رکھتا ــــ

یا ربّ اپنے گھر کی حفاظت فرما ۔ ــــــ

یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْمَحْمُوْدُ

وَاَنْتَ رَبِّیَ الْمَلِکُ الْمَعْبُوْدُ

اور ــــ تو ہی مالکِ دوجہاں ہے اور محمُود ہے اور تو ہی معبودِ برحق ہے ؛

دعا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور آمین حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہی ـــــ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ـــــ جدِ امجد اور یہ محبوبِ خدا علیہ السلام کی والدہ گرامی پھر دعا قبول کیوں نہ ہوتی۔

دعا کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب چند قریشی جوان کر جبلِ ثبیر پر چڑھ گئے پھر اسی وقت نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالمطلب کی پیشانی گول بطورِ ہلال کے نمودار ہوا

نورِ محمدیؐ آگیا

چودھویں کے چاند کی طرح

اور خوب درخشاں ہوا ـــــ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی ـــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پھر چلو ـــــ

کیونکہ کعبہ کو بچانے والا نورِ محمدیؐ آگیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انشاءاللہ ہم غالب رہیں گے ـــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازِ نبوت کو دیکھیئے کہ ابھی شکمِ مادر میں جلوہ افروز ہے اور چمکتا دادا کی پیشانی میں ہے اور روشن کرتا ہے دیواریں کعبہ ـــــ پھر وہ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہے؟ ـــــ

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خاندانِ نبوت میں سے کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تھا ـــــ نہ ماں ـــــ نہ باپ ـــــ نہ دادا ـــــ نہ ہاشم اور نہ ہی ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ـــــ

اس ایمان افروز واقعہ کو حفیظ جالندھری مرحوم نے اپنی مشہور کتاب

نشر الطیب ص۱۶ مولانا اشرف علی تھانوی۔

"شاهنامۂ اسلام" میں نہایت ہی دلچسپ اور دلکش انداز میں یوں پیش کیا ہے ــــ
کہ حضرت عبدالمطلب نے کوہِ ثبیر پر سے دیکھا کہ ابرہہ ظالم، بہادر انسانوں کے لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کی فوج بھی کعبہ شریف کو گرانے اور تباہ کرنے کے لئے ایک سفید ہاتھی پر سوار حملہ کرنے آرہا ہے۔ جس کی نس نس میں تکبّر و غرور کے آثار ــــ چہرہ پر قہر و غضب کی بجلیاں ــــ پیشانی پر غم و غصّہ کی لکیریں اور ہاتھوں میں فولادی تلوار ــــ

قارئین کرام! ــــ بڑے ہاتھی کا نام **محمود** تھا۔[1]

ع
اٹھائی تیغ اب غصّے میں عبدالمطلب اُٹھے
فدائے کعبہ ہو جانے کو باغیظ و غضب اُٹھے
مگر اُٹھتے ہی ان کو اور ہی نقشہ نظر آیا
جلال ربِ کعبہ کا عجب جلوہ نظر آیا
حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے رُک گیا ہاتھی

کہ ــــ کعبہ شریف کو ٹکر مار کر ڈھانے والا ہاتھی، کعبۃ اللہ کے جاہ و جلال کے آگے سجدہ ریز ہے اور بیت اللہ شریف کے رُعب و دبدبہ کو دیکھ کر ابرہہ کا خونی ہاتھی بے بس ہو گیا ہے اور اللہ کے گھر کو ٹکر مار کر گرانے والا ہاتھی، اللہ کے گھر کی عظمت و ہیبت دیکھ کر خود سجدہ میں گر گیا ہے ــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ قدرتِ الٰہی کا کرشمہ اور اپنے مظہرِ الٰہی پوتے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجازِ نبوّت دیکھا تو کوہ ثبیر پر سے بلند آواز سے پکار اُٹھے ــــ اَللّٰہُ اَکْبَر ــــ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ

[1] تفسیر روح البیان جلد ۴ تفسیر نسفی جز ۴ صفحہ ۲۸۰ - ۲۸۱

وَاَنْتَ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ ـــــ
اور ابرہہ کے خونی ہاتھی نے جب رسولِ معظّم علیہ السلام کی یہ غیر فانی اور رُوح پرور آواز سُنی تو ـــــــــ

نَظَرَ اِلَى الْفِيْلِ الْاَبْيَضِ الْعَظِيْمِ اِلٰى وَجْهِهٖ فَبَرَكَ وَخَرَّ سَاجِدًا وَاَنْطَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْفِيْلَ ـــــــــ

اس ہاتھی نے حضرت عبدالمطلّب کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو چنگھاڑ کر سجدہ میں گر گیا ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اور سفید ہاتھی کو زبان عطا فرما دی۔ تو وہ پکار اُٹھا ـــــــ

اَلسَّلَامُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِىْ فِىْ ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ ـ

کہ ـ اے عبدالمطلّب تیری پُشت یا پیشانی پر جو نور چمک رہا ہے میرا سلام ہو اس نورِ مبارک پر ـــــــــ

تو قارئینِ کرام! ـــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ـــ یہ ہے ـــــ اچھی نسبت جس کی بدولت ابرہۃ کا سفید ہاتھی جنّت میں جائیگا۔ کہ اس نے امام الانبیاء جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا ـــــ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا ـــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا کہ جنگل کا بڑا حیوان ہاتھی اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر ـــــ سلام کہے اور سجدہ کرکے جنّتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبیؐ پاک علیہ السلام کا وفادار اُمتّی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرلے تو کیوں جنتی نہیں ہو سکتا؟ ـ ـ جیسے کہ اہلسنّت وجماعت بریلوی حضرات ہیں!

تو قارئینِ کرام ـــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ـــ یہ

المواہب الدنیہ صفحہ ۱۸ ـ ۱۹ علامہ یوسف نبہانی

ہے اچھی نسبت جس کی بدولت ابراہہ کا سفید ہاتھی جنت میں جائے گا ____ کہ اس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا ____ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا ____

سیّد افتخار الحسن زیدی سے کہنا ہے کہ جنگل کا ایک بہت بڑا اور جسیم جانور ہاتھی اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر ____ سلام کہہ کر اور سجدہ کرکے جنتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبیٔ پاک علیہ السلام کا وفادار اُمتی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرے کیوں جنّتی نہیں بن سکتا ، جیسے کہ اہلسُنّت وجماعت بریلوی حضرات ہیں ! ____

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ابابیلوں کا لشکر

حضرات گرامی ـــــــ فضائے آسمانی پر ابابیلوں کے لشکر کا سیاہ بادلوں کی طرح اور بہادر پائلٹوں کی مانند چھا جانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ اس خدائی فوج کا دشمن کے مقابلہ کے لئے حاضر ہونا حضرت عبدالمطلب کی دُعا کے سبب تھا جو انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ کے کُنڈے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر مانگی تھی اور جس کے مستجاب ہونے کا انہیں پورا ایمان و ایقان تھا۔

حضرات محترم! ـــــــ یہ بھی یاد رہے کہ اگر حضرت عبدالمطلب نعوذ باللہ کافر ہوتے تو نہ دعا میں اثر ہوتا ـــــــ اور نہ ہی فطرت الٰہی جوش میں آتی اور نہ ہی قدرت خداوندی کا ظہور ہوتا اور نہ ہی خونی ہاتھیوں کے مقابلہ میں ابابیلوں کا لشکر آتا اور نہ ہی ننھی مُنّی چڑیوں کی فوج خُدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ بن کر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر پر چھا جاتی ـــــــ

تفسیر نسفی جلد ۴ صـ ۲۸۰ - ۲۸۱ ـ تفسیر کبیر جلد ۸ صـ ۴۹۲ ـ تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ ۷۰۳ ـ تفسیر حسینی مع ترجمہ تفسیر قادری جلد ۲ صـ ۶۵۰ ـ مع کل طائر حجر فی منقارہ و حجران فی رجلیہ ـــــــ

اور ہر پرندہ کے پاس تین کنکر تھے ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں ۔

وعلیٰ کُلِ حجرٍ اسمُ مَن یقعُ علیہِ ــــــ

اور ہر پتھر پر اس ہاتھی کا یا ابرہہ کے اس فوجی کا نام لکھا تھا جس پر ابابیلوں نے مارنا تھا ! ــــــ

فَکَانَ الحجرُ یقعُ علیٰ رَاسِ الرَّجُلِ فیخرجُ مِنْ دُبرِہٖ ــ

اور پتھر آدمی کے سر پر پڑتا اور پیٹھ سے نکلتا تھا ـــــ یا اللہ یہ کنکر تھے یا کلاشن کوف کی گولیاں یا بم کے گولے ـــــ

اَسقطَ انَامِلُہٗ وَ اعضاءُہٗ ـــــ

کہ ـــ ابرہہ کی کٹی انگلیاں ، ان کنکروں کے پڑنے سے گر گئی تھیں اور اسکے بدن کے اعضاء کٹ گئے تھے ـــــ

جب ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کا لشکر ننھی منّی چڑیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس کے لشکری جب ابابیلوں سے شکست کھا گئے تو ابرہہ فرار ہو کر حبشہ کی طرف بھاگا ، لیکن ـــــ

وَ طَائِرٌ یُحلِّقُ خوقہ حتیٰ بلغ النجاشی ـــ

ایک پرندہ اس کے سر پر اڑتا جا رہا تھا ـــ یہانتک کہ وہ حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں پہنچا ــــــ اور سارا قصّہ اس کو سنایا ـــــ

نجاشی از روے تعجّب پرسید کہ چگونہ مرغاں بودند ـــــ

نجاشی نے بڑے ہی تعجّب سے اور حیران ہو کر ابرہہ سے پوچھا کہ وہ پرندے کیسے تھے ؟

ابرہہ نے بتایا کہ یہ ہے ـــ ان میں سے ایک پرندہ جو میرے سر پہ منڈلا رہا ہے ـــــ

فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ ـــــ فَلَمَّا اَتَمَّهَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْحَجَرُ

فَرَمِيْتًا بَيْنَ يَدَيْهِ ـــــ

ابرہہ نے قصّہ بیان کیا اور جب اُس نے قصّہ ختم کیا تو پرندہ نے اسکے سر پہ پتھّر مار دیا جس سے ابرہہ شاہِ حبشہ کے سامنے ہلاک ہو گیا ! ۔

خُدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ ـــــ ہاں ہاں دفاعی مورچہ نہیں تو اور کیا کہیئے کہ ایک طرف ہاتھیوں کا لشکر اور دوسری طرف ابابیلوں کی فوج اور چھوٹی چھوٹی اور معصوم چڑیوں کی یلغار اور حضرت عبدالمطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا نتیجہ ـــــ

ایسے ہی اللہ کریم کا **دفاعی مورچہ** اس وقت بھی کام آیا جب کہ امام الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ جاتے ہوئے راستہ میں جب اندھیری غارِ ثور میں آرام فرما تھے، تو ایک طرف کفّار و مشرکین مکّہ کی فولادی تلواریں ـــــ آہنی برچھے زہر میں بجھے ہوئے تیر اور سراقہ کا جنگی گھوڑا ـــــ اور دوسری طرف **مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے** ـــــ اور کسے کہتے ہیں دفاعی مورچہ؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے کی خاطر ابابیلوں کو بمبار طیارے ـــ ننّھی مُنّی چڑیوں کو خطرناک راکٹ اور چنے کے برابر کنکریوں کو دشمنوں کے خونی اور پہاڑ جیسے ہاتھیوں کے لشکر پہ حملہ آور ہونے کے لئے ٹینکوں سے برسنے والے گولے بنا دیا ـــــ اور اس طرح ـــــ اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَيْتِ رَبٌّ يَحْفَظُهٗ سچ ثابت ہو گیا ۔ حضرت عبدالمطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ پاک سے نکلی ہوئی بات ایک حقیقت بن گئی ـــــ اور ـــ

اذن فی الناس حج کی ندائے ابراہیمیؑ کی لاج رہ گئی ـــــــ

ارشادِ نبوی ہے کہ الکفر ملتہ واحدۃ ـــــــ کہ

کفر ایک ہی جماعت ـــــ ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے ـــ مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کو قرآن ـ خدا اور رسُول نے بھائی بھائی کے مقدس رشتہ سے منسلک کیا ہے وہ ایک المسلم ملتہ واحدۃ نہ بن سکے ـــ ایک تسبیح کے دانے نہ بن سکے اور ایک جماعت ـــ ایک تنظیم اور ایک گروہ کا رُوپ نہ دھار سکے اور مصر کے جمال الدین افغانی کے ایک مسلم بلاک کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ کر سکے ـــــــ

اگر جمال الدین افغانی کے نظریہ کے پیشِ نظر اور اقبال مرحوم کے نقشہ کے مطابق عربی و عجمی ریاستوں کا ایک بلاک بن گیا ہوتا تو آج بیت اللہ شریف کی رکھوالی کے لئے اور حجازِ مقدس کی حفاظت اور سعودی عرب کی حکومت کو بچانے کے لئے نہ امریکی عیسائیوں کے ناپاک قدم عرب کی خاکِ مقدس کو پامال کرتے ـــــ نہ اسرائیل کے یہودی بیت المقدس میں گھوڑے باندھتے اور نہ ہی مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی جسارت کرتے اور نہ ہی یاسر عرفات کی کمزور حکمتِ عملی اور بزدلانہ سیاست اور نااہل قیادت کے باعث فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ـ اور نہ ہی آج امریکہ اسلام دشمنی کے پیشِ نظر عراق پر حملہ آور ہوتا اور اس کو تباہ و برباد کرتا ـ اقبال مرحوم نے کہا تھا ـــــــ کہ ؎

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

مطلب یہ کہ اگر عرب ریاستیں مل کر ایک بلاک اور المسلم ملتہ واحدۃ کی عملی تصویر بن

جاتیں تو آج خانہ کعبہ کی پاسبانی کے لئے شاہ فہد کو امریکہ ۔ برطانیہ ۔ اٹلی ۔ فرانس اور دوسری کافر حکومتوں سے امداد طلب نہ کرنا پڑتی ـــــ غرضیکہ سعودی ۔ شارجہ مسقط ۔ بحرین ۔ کویت اور دوسرے اسلامی ممالک مصر سے لیکر درۂ خیبر تک آپس میں بھائیوں کی طرح ایک تسبیح کے دانے بن جاتے تو آج دنیا کے نقشہ پر اسلامی ملک کے سوا کسی کافر اور غیر مسلم حکومت کا پرچم نہ لہراتا ـــ

اقبال مرحوم پھر کہتا ہے ۔ ع

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں : ـــــ

آج سے پندرہ روز پیشتر عراق کے صدر جناب **صدام حسین** نے کویت پر قبضہ کر لیا ، یہ سمجھ کر اور یہ کہہ کر کہ کویت عراق کا حصّہ ہے ۔ یا یہ سوچ کر کہ کویت نے تیل کے تمام کنوئیں اور سارے چشمے امریکہ کے پاس گروی رکھ دیئے ہیں اور اگر امریکہ کویت کے تیل پر قابض ہو گیا تو پھر میرے لئے یہ دردِ سر بن جائے گا ۔ مَیں پہلے ہی کیوں نہ اس آنے والی بیماری کا علاج کر لوں ـــــ

ابھی ایران کے خلاف سات سالہ ہولناک جنگ سے فارغ ہُوا ہی تھا کہ صدر صدام حسین کو ایک اور خوفناک جنگ میں کودنا پڑ گیا ـــــ

اور یہ جنگ اب اتحادیوں اور عراق کے درمیان ہو رہی ہے ـــــ اتحادیوں میں برطانیہ ۔ اٹلی ۔ سعودی عرب ۔ اسرائیل ۔ فرانس ، شام و مصر

اور دنیا کی سُپر پاور امریکہ بھی شامل ہے ——— مگر جس بہادری — جرأت ثابت قدمی اور حوصلہ سے صدر صدام، دنیا کی ۲۸ ترقی یافتہ ملکوں کی افواج سے وہ اکیلا لڑ رہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنانے والے جھوٹ کہتے ہیں، حقیقت میں اسلام کا مضبوط قلعہ عراق ہے جس کے محافظ بہادر اور سرفروش صدر صدام ہیں ———

عقل حیران ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا اور یہ کفر کی اتحادی طاقتیں اسلام کے ایک چھوٹے سے خطہ پر قبضہ کرنے کیلئے کیوں اکٹھی ہو گئی ہیں ———

تو احباب کرام ——— صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک اس جنگ کی بنیاد سعودی عرب کے اس خدشہ کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ کہیں عراق سعودی عرب پر اکویت کے بعد حملہ نہ کر دے۔

بس صدام حسین جونہی کویت پر قبضہ کر لیا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے غیر اللہ کو مدد کے لیئے پکارا اور وہ بھی کافروں کو ———

بس پھر کیا تھا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات حقیقت بن کر دُنیا کے سامنے آ گئی ——— کہ

الکفر ملۃ واحدہ ——— کہ

کُفر ایک جماعت، ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے ———

مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کے متعلق قرآن و حدیث نے آپسمیں بھائی بھائی فرما دیا ہے وہ قوم اسطرح بکھری ہوئی ہے جیسے تسبیح ٹوٹ جانے پر اسکے دانے۔

اور اَلمُسْلِمُ مِلَّۃٍ وَاحِدَہ نہ بن سکے۔ عراق اور امریکہ کے درمیان

محض جنگ ہی نہیں ۔ کفر و اسلام کے درمیان ایک جہاد ہے اور ساری دنیا کے مسلمان خصوصاً پاکستانی عوام کا صدام حسین کے حق میں جلسے ۔ جلوس اور قربانی کے جذبہ سے سرشار پیشکش قابل تحسین و آفرین ہے ۔

دُنیا کے بڑے فوجی جرنیلوں کی عقل حیران ہے کہ امریکہ کی طرف سے ایک ایک دن اور رات میں دو ہزار فضائی حملے بھی ابھی تک عراق کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور نہ ہی صدر صدام حسین کی جنگی حکمت عملی پر اپنی فوجی برتری حاصل کر سکے ہیں ۔ اور نہ ہی اتحادی فوجیں عراق کے فوجی ٹھکانوں کو تباہ کر سکے ہیں ـــــ شہری آبادیوں پر وحشیانہ بمباری تو کوئی بہادری نہیں ہے ! ـــــــــ

اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عرب و حجاز کے عیاش حکمران اور ان کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے والے پاکستان کے نااہل کارندوں نے قرآن حکیم کی سورۃ الفیل کی تفسیر کو بھول چکے ہیں اور اس کے نتائج کے رموز و اسرار کو نظر انداز کر چکے ہیں کہ خداوند کریم نے بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کو بچانے کی خاطر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیلوں اور ننھی منی چڑیوں سے مروا دیا تھا اور وہ چنے کے برابر چھوٹی سی کنکریوں کو بندوق کی گولیاں اور خطرناک بم بنا کر انہیں تباہ کروا سکتا ہے ـــــــــ

سعودیہ کے حکمرانوں اور پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم سے کوئی پوچھے کہ کیا اب کوئی اور خدا ہے جسے تمہاری امداد اور دُنیا کی بیس سے زائد کافر بادشاہوں کے بمبار طیاروں ـــــ خوفناک ٹینکوں اور خطرناک توپوں کے گولوں کی ضرورت ہے کہ جن سے اپنے گھر کی حفاظت کر سکے ـــــــــ

اور بیشک عرب کی سرزمین بیت اللہ شریف اور گنبد خضرا کے فیض و برکات

کے دریا بہہ رہے ہیں تو کیا سرزمینِ عراق میں مقاماتِ مقدسہ نہیں ہیں ——
کیا بغداد شریف میں پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک نہیں ہے اور کیا نجف اشرف اشریف میں شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کا مزار مقدس نہیں ہے —— اور کیا امام موسیٰ رضا اور کربلائے معلیٰ کی خاک پاک نہیں ہے۔ ؟

ہمارے ہر دلعزیز وزیرِ اعظم نے اپنی نشری تقریر میں کئی بار عوام کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ عراق نے کبھی پاکستان کی مدد نہیں اور اس کے مقابلہ میں سعودی عرب ہماری کئی بار امداد کر چکا ہے ——

اللہ جانے وہ کون سی امداد تھی اور کس طریقہ سے اس امداد کی عملی صورت سامنے آئی۔ اس لئے کہ ارضِ حجاز کے پاس سونے چاندی کے پہاڑ اور تیل کے جو دریا بہہ رہے ہیں، ان کی آمدنی تو عرب کے شہزادوں کی عیاشی پر خرچ ہوتی چلی آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ پورے خطۂ عرب میں کوئی کارخانہ —— کوئی اسلحہ کی فیکٹری —— کوئی گولی بنانے کا سامان اور کوئی بمبار طیاروں اور موجودہ طرز جنگ کا کوئی گولہ و بارود کا نام و نشان نہیں ملتا ——

جنگی بیڑے —— جنگی ہوائی جہازوں —— جنگی ساز و سامان اور کیمیاوی ہتھیار بنانا تو درکنار پورے سعودی عرب میں تو ٹافیاں بسکٹ بنانے والی فیکٹری تک موجود نہیں ہے ——

آج اگر شاہ فہد اور اس کی حکومت کے مدہوش اور بیس بیس بیگمات رکھنے والے وزراء کے پاس کوئی اسلحہ ساز اور طیارہ شکن توپوں کا کوئی کارخانہ ہوتا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں کو غیر اللہ سے مدد مانگنے کی ہرگز ضرورت پیش نہ آتی یعنی امریکہ —— برطانیہ —— فرانس —— اٹلی

اسرائیل اور پورا کفرستان ———

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ مندرجہ بالا طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں اسلام کا ایک شیر دل جرنیل اور دین کا ایک سرفروش سپاہی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور کا جانثار رکھوالا اور حضرت علی علیہ السلام کے مزار پُرانوار کا نڈر محافظ پورے کفر کے مقابلہ میں ڈٹا ہُوا ہے ۔ اور دس گھنٹوں میں عراق کو تباہ کر دینے کا دعویٰ کرنے والوں کو صدر صدام حسین نے اپنی جنگی حکمتِ عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں حیرت میں ڈال دیا ہے ———

شاباش اور زندہ باد — صدر صدام حسین ! ———

اسلئے کہ ——— ع

لاکھ تنکے ہوں مگر ان کو بہانے کے لئے
موجِ طوفان کا اک ریلا ہی بہت ہوتا ہے

اپنی کثرتِ تعداد کو تم نے سمجھا ہے کیا
شیر جنگل میں اکیلا ہی بہت ہوتا ہے

ہمارے ہر دلعزیز اور بے نظیر کاڈٹ کر مقابلہ کرنے والے وزیرِ اعظم جناب نواز شریف صاحب پچھلے دنوں امن مشن لے کر کئی اسلامی ریاستوں کے سربراہوں سے ملے تا کہ کسی صورت جنگ بند ہو جائے اور پتہ چلا ہے کہ کل یعنی ۲/۹۱ ۹ کو دوبارہ دورہ پہ جا رہے ہیں ! ———

اپنی بہادر مسلح افواج کے جوانوں کو پہلے ہی سعودی عرب یہ کہکر بھیج چکے ہیں تا کہ حرمین الشریفین کی حفاظت ہو سکے اور بعد میں خود امن مشن کی تجاویز لے کر نکل کھڑے ہوئے ——— مگر سیّد افتخار الحسن کو یہ سب کچھ پسند نہیں ہے اسلئے

آج سے پندرہ سال پہلے جب اسرائیل کے ظالم سپاہی بیت المقدس پر گولے برسا رہے تھے اور مسجد اقصلے کو آگ لگا رہے تھے اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو اس وقت ہماری حکومت کو نہ تو بیت المقدس کی حفاظت کا خیال آیا اور نہ ہی اس وقت کی ہماری حکومت کو اسکی رکھوالی کا خیال گزرا۔ نہ ہی فلسطین کے مسلمانوں کے قتل عام بند کروانے کی کوئی کوشش کی اور نہ ہی پاکستان کے شیر دل فوجی ان مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے۔

وہاں آج بھی بیت المقدس جو انبیاء کرام کا کعبہ ہے اور وہ مسجد اقصیٰ جہاں شب معراج کو تمام انبیاء کرام صلی اللہ علیہم الصلوٰۃ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی، گھوڑے باندھے جاتے ہیں اور وہاں آذان دینی تو درکنار ادھر سے گزرنا بھی موت کو آواز دینے کے مترادف ہے۔

جناب نواز شریف امن مشن کا پہلا دور اسی لئے ناکام ہو گیا کہ ہر اسلامی مملکت کے سربراہ نے یہی کہا کہ صدام کو کویت خالی کر دینا چاہیئے اور اپنی فوجیں وہاں نکال لینی چاہئیں۔ مگر جناب وزیر اعظم صاحب کسی بھی اسلامی سلطنت کے سربراہ سے اتنا نہ کہلوا سکے کہ ———

اسرائیل۔ بیت المقدس۔ مسجد اقصلے اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور وہ اپنی فوجیں وہاں سے واپس بلالے ———

یہی بات صدر صدام حسین کہہ رہے کہ اسرائیل۔ بیت المقدس۔ مسجد اقصیٰ اور مقبوضہ علاقے خالی کر دے تو میں اپنے فوجی کویت سے نکال لوں گا اور جنگ بند کرنے کا اعلان بھی کر دوں گا! ———

قارئین کرام! ——— اب آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث

پاک سُنیے اور فیصلہ کیجئے کہ حق پر کون ہے! ——

مشکوٰت شریف ص۳۵۵ بحوالہ مسلم شریف و بخاری شریف باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ——

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ——

نحن فی المسجد خرج النبیّ صلیّ اللہ علیہ وسلم ——

کہ ہم مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ اچانک نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فقال انطلقوا الی الیھود —— اور فرمایا کہ

میرے ساتھ یہودیوں کے پاس چلو ——

ہم گئے تو ایک مدرسہ میں بہت سے یہودی جمع تھے انہیں مخاطب کرکے رسُولِ معظم صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

یا معشر یھود اسلموا تسلموا —— کہ

اے یہُود کے گروہ اسلام لے آؤ تو سلامتی پا جاؤ گے ——

اعلموا ان الارض للّٰہ و رسولہٖ

اور جان لو کہ یہ زمینِ عرب کا جزیرہ اللہ اور اس کے رسُول کیلئے ہے اور اپنا اپنا سامان لے جانے کی تم کو اجازت ہے ——

۲:— حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ——

اخبرنی عمر ابن الخطاب —— کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی —— کہ

انہ سمع رسُول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم —— کہ

انہوں نے رسولِ اکرم علیہ السلام سے سنا —— بقول

فرماتے ہیں ——

لاخرجن الیھود والنصارٰی من جزیرۃ العرب حتی لاادع

فیھا الامسلماً —— (رواہ مسلم)

کہ انشاءاللہ میں یہود و نصاریٰ کو عرب کے جزیرہ سے نکال کر دم لوں گا اور اس مقدس خطہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی غیر مسلم کو نہیں رہنے دوں گا!

عرب کے شہزادو —— اور بحرین — شارجہ — مسقط — ایران — مصر — اردن اور دوسری اسلامی ریاستوں کے شیوخ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مذکورہ بالا احادیث پر غور کر کے آنکھوں سے بغض و عناد کی پٹی اتار کر اور دوسرے سے نفرت و عداوت کے گرد و غبار کو اپنے دل و دماغ سے جھاڑ کر سمجھنے کی کوشش کرو، اور اس زندہ حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو اور جو درس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اسے سینہ سے لگا کر سوچو کہ ہمارا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو یہود و نصاریٰ کو عرب کے جزیرہ سے نکالنے کا خواہشمند دکھائی دیتا ہے اور سوائے مسلمانوں کو اس مقدس خطہ کو کافروں کے ناپاک قدموں سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اور تم اسلام کے دشمنوں — دین کے مخالفوں اور حق و صداقت کے باغیوں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کو امداد کے لیئے دعوت دیکر بلا رہے ہو۔

خدا کے لئے ایک ہو جاؤ —— اور صدام سے ہی نہ کہو کہ کویت خالی کر دے آپ سب شیوخ مل کر اسرائیل پر دباؤ ڈالو کہ وہ بیت المقدس کو خالی کر دے۔ اور امریکہ پر بھی زور دو کہ اسرائیل سے کہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے اپنی فوجیں نکال لے۔ صدام پر ہی زور نہ دو —— اسلیئے کہ —— ع

سب مجھ کو ہی کہتے کہ تو نے اسے کیوں تاکا
کوئی اس سے نہیں کہتا کہ تو بام پہ کیوں آیا

وزیراعظم پاکستان صاحب ــ آپ دوبارہ امن لے کر جا رہے ہو اللہ کرے آپ کا یہ امن مشن اور جنگ بندی کی کوشش کامیاب ہو اور اس کا سہرا آپ کے سر پر ہی سجے ۔ لیکن اپنے عوام کو یہ بتلا کے جانا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سعودی عرب کے کتنے فوجی دستے ۔ کتنے ٹینک اور کتنے جنگی طیارے پاکستان کی مدد کے لئے آئے تھے ۔

اور یہ بھی شور مچا تھا کہ امریکہ کا بحری بیڑا ہماری مدد کو آرہا ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۵ء سے لے کر آج تک وہ بیڑا ابھی تک واہگہ نہیں پہنچا بلکہ ہمارا بیڑا ضرور غرق ہو گیا کیونکہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر ہم سے الگ کیا جا چکا ہے ۔

ہاں البتہ ــ پاکستان میں کبھی زلزلہ یا سیلاب آئے تو دوسرے ملکوں کی طرح سعودی عرب کی حکومت بھی صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ فنڈ میں سے پاکستان کے گداگروں کو بھی کچھ نہ کچھ ان کے دامن میں ڈال دیتی ہے ! ــ

ہڑتالوں اور سفارتی مذاکرات سے نہ کشمیر بنے گا پاکستان اور نہ ہی امریکہ اور عراق کی جنگ بندی ہو گی ــ

ہاں البتہ ــ بھارت اور اتحادیوں کے خلاف حکومت کی طرف عام جہاد کا اعلان کیا جائے اور ساری ملت اسلامیہ طاغوتی طاقتوں کے خلاف ٹکرا جانے کا عزم لے کر میدان عمل میں نکل آئے اور اس خطۂ ارض پر ایک بار پھر صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دے تو ہماری ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے ــ ہر مصیبت ٹل سکتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گی اور جس طرح ــ الکفر ملتہ واحدہ ــ کہ کفر ایک جماعت ہے ۔ اسی طرح

مسلمان ـــــ المسلم ملتہ واحدۃ ـــــ کی زندہ اور عملی تفسیر بن کر علامہ اقبال مرحوم کے نظریہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو آسمانوں سے جنگ بدر و حنین کی طرح فرشتے آج بھی ہماری مدد کو آ سکتے ہیں ـــــ کہ

ع ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

اور پھر یہ کتنی ستم ظریفی ہے اور دنیائے عیسائیت کے لئے کتنے شرم کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام کہ قرآن حکیم نے جس یہودی قوم کے متعلق فرمایا ہے کہ ـــــ ویقتلون النّبیّین بغیر الحق

کہ یہودی ایسی ظالم و جابر اور احمق و جاہل قوم ہے کہ جو گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کر دیا کرتی تھی اور آج بھی دنیائے عیسائیت اس بات پر متفق ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا تھا تو پھر کیا امریکہ جیسی سپر پاور کے لئے یہ سب کچھ باعث لعنت نہیں ہے کہ جس قوم نے ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلا وجہ۔ بلا قصور اور ناحق پھانسی کے تختہ پر لٹکایا تھا۔ اور ان کی معصوم والدہ ، پاکیزہ اور صدیقہ ماں حضرت مریم علیہا السلام پر کئی قسم کے فحش الزامات لگائے تھے۔ اس قوم یعنی اسرائیل کی حمایت کر رہی ہے اور ایسی ظالم قوم کو دنیا کی عظیم طاقت بنانے کی کوشش کر رہی ہے !ـــ

امریکہ کے صدر بش صاحب عراق کی شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری کرنا اور بے گناہ و نہتے لوگوں پر اندھا دھند فضائی حملے کر کے انہیں موت کی نیند سلا دینا کوئی بہادری نہیں ہے ـــ اگر تم میں اور تمہارے فوجیوں میں کوئی عیسائیت کی قدر و قیمت ہے تو پھر عراق کے مسلمانوں پر ایک رات میں دو دو ہزار

حملے کر کے وہاں کے مقاماتِ مقدسہ پر گولے برسانے کی بجائے ظالم و جابر اور انسانیت کی باغی قوم اسرائیل سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے کر دنیائے عیسائیت کی لاج رکھ لو اور عیسائی مذہب کی عزت و آبرو کو قائم رکھنے کیلئے خاطر عراق کی طرف سے منہ موڑ کر اسرائیل پر فضائی حملوں۔ راکٹوں اور ٹینکوں سے حملہ کر کے اسرائیل کا دنیا کے نقشہ سے نام و نشان تک مٹا دو۔ اور پھر برطانیہ ـــــ فرانس اور دوسری عیسائی حکومتوں کو بھی ساتھ ملا کر اسرائیل کو نیست و نابود کر دو ـــــــــ

ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم کو بھی برطانیہ ۔ فرانس اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات میں ان عیسائی حکومتوں کی توجّہ اسطرف بھی مبذول کروانی چاہیئے تاکہ شاید ان میں مذہبی غیرت اور عیسائیت کے احترام و وقار کی لگن پیدا ہو جائے اور یہ بھی عراق کے صدر صدام حسین کے نظریہ کو قبول کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف اتحادی بن کر اس وحشی قوم سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی ولادت گاہ یعنی بیت المقدس اور بیت اللحم کو اسرائیل کے خونخوار درندہ صفت اسرائیلوں سے آزاد کروا کر اپنے صاحبِ معجزات نبیؑ ۔ کوڑھیوں کو شفاء بخشنے ـــ مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرنے اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے اور غیب کی خبریں دینے والے رسول حضرت عیسٰی علیہ السلام سے دادِ تحسین حاصل کریں کہ اے عیسائیو تم نے اچھا کیا کہ ایک مدّت کے بعد مجھے قتل کرنے کی سازش کرنے والوں اور میری ماں مریم پر گندے الزامات لگانے والوں سے انتقام لے لیا ـــــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلبِ اصحابِ کہفؓ

پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ کئی جانور و حیوانات اچھی نسبت کے لحاظ سے جنت میں جائیں گے جیسے کہ ابرہہ کا سفید ہاتھی جس نے حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کو دیکھ سلام کیا تھا اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو گیا تھا اور اِن تین نسبتوں کے باعث وہ ہاتھی جنت میں جائے گا ____

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی نظریہ کے پیشِ نظر اب قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں اور مستند تفاسیر کے مطابق یہ ثابت کیا جائے گا کہ اصحابِ کہف کا کتا بھی اچھی نسبت کے لحاظ جنّت میں جائے گا۔

قرآن پاک میں اس قصّہ کو یوں بیان کیا ہے :____

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ____

کہ غار اور جنگل کے کنارے والے اصحاب ہماری عجیب و غریب نشانیوں

میں سے ہیں !

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۷۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

کانوا سبعۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ وہ سات اصحاب تھے جن

کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں :۔۔۔۔۔

یملیخا ۔ مکسلمینا ۔ کشفوطط ۔ یوانس ۔ یونس ۔

تبیونس ۔ والسابع الراعی ۔ اور ساتویں کا نام راعی تھا ۔

اصل اور پورا قصہ یوں ہے کہ ساتوں اصحاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

کے ماننے والے صاحب ایمان حضرات تھے ۔۔۔

اس زمانہ میں دقیانوس بادشاہ حکمران تھا جو خود بھی بُت پرست تھا اور

لوگوں کو بھی جبراً بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا ۔ لیکن یہ ساتوں اصحاب چونکہ اولیا اللہ

تھے اس لیۓ بادشاہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے ۔ بت پرستی سے بچنے

اور اپنے ایمان کی دولت کی حفاظت کیخاطر ۔۔۔۔۔

وَهَرَبوا لَيْلاً مِنْ مُلْكِهِمْ وَمَعَهُ كَلْبٌ ۔

وہ ایک رات اپنے ملک سے اور اپنے شہر سے نکل پڑے ۔ راعی کے

پاس ایک وفادار کتا تھا ، وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا ! ۔۔ اور وہ سات چونکہ

اللہ کریم کے اولیاء اللہ تھے اسی لئے انہیں عجیب نشانیاں فرمایا گیا ہے ۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ اگر خداوند کریم مکہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں

صفا اور مروہ کو شعار اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں فرما سکتا ہے تو یہ سات اصحاب

تو آدمی تھے اور اولیاء اللہ بھی تھے اگر انہیں ان کی ولایت اور فقر و درویشی

کا لحاظ رکھتے ہوئے عجیب نشانیاں فرما دیا تو اسمیں حیران ہونے اور پیچ و تاب

کھانے کی کیا ضرورت ہے ۔

انہوں نے یعنی ان اللہ کے سات اولیاء کرام نے اپنے ساتھ کُتّے کو جاتے دیکھا تو اسکو مارنے اور دھتکارنے لگے کہ یہ بھونکے گا تو ہم پکڑے جائینگے۔

مگر ــ کُتّے کو خدا نے زبان عطا کردی ــــــ تو

فَقَالَ لَهُمُ الْكَلْبُ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنِّيْ وَلَا تَخْشَوْا مِنِّيْ اَنَا اُحِبُّ اَحِبَّاءَ اللّٰهِ ــــــ

کُتّے نے ان اولیائے کرام سے کہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اور مجھ سے ڈریں کیونکہ میں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں ــــ اور

فَنَامُوْا وَاَنَا اَحْرُسُكُمْ ــــــ

اور ــــــ تم سو جایا کروگے تو میں پہرہ دیا کروں گا ــــــ

اور اگرچہ میں کتا ہوں ــــ ناپاک اور نجس ہوں ــــ مگر چونکہ آپ اولیاء اللہ ہیں اسلیئے میں آپ پر نہیں بھونکوں گا ــــ

دیکھیئے حضرات محترم وہ کتا ہو کر کہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ پر نہیں بھونکوں گا۔ لیکن آج کل کے ضلالت و گمراہی کے زمانہ میں بدعقیدہ اور بدمذہب مولوی اولیا اللہ پر کس طرح بھونکتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ــ افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے لوگ کتوں سے بھی بدتر ہیں ــــ

قارئین کرام ــــــ دیکھو اور قرآن کریم کے اس ایمان افروز قصہ مبارک پر غور کرو کہ ایک کُتّا جو ناپاک اور نجس ہے، اور نہ نمازی ہے نہ حاجی نہ لمبی لمبی تسبیح پھیرنے والا کوئی فقیر اور نہ رات کو نوافل پڑھنے والا کوئی درویش مگر پھر بھی جنتی ہے، اسلیئے کہ نسبت اچھی رکھتا تھا ۔ یہی نسبت کہ اللہ کے

ولیوں سے محبت کرتا تھا اور دوسری اولیاء اللہ کا پہرہ دار تھا ! ——

اور پھر قرآن مجید نے اس کُتے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ——

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

کہ وہ اولیاء اللہ جب دقیانوس بادشاہ کے ظلم وستم سے بچنے اور بت پرستی کی لعنت سے دُور رہنے اور اپنے دین و ایمان کی دولت کی حفاظت کی خاطر شہر سے رات کو نکل کر پہاڑ کی ایک اندھیری غار میں جاکر چھپ گئے تو ان کا وفادار کُتا اپنے پنجے کھلا کر غار کے منہ پر بیٹھ گیا اور ان اولیاء اللہ کا پہرہ دیتا رہا۔ اور تین سو نو سال تک بیٹھا رہا —— قرآن پاک کے اس نورانی قصہ میں جہاں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے وہاں ان کے وفادار کُتے اور بے زبان پہرے دار کی بھی بڑی تعریف کی گئی ہے ! ——

کیوں —— اسلئے کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا ہونے کے باوجود ان کا بے ادب اور گستاخ تھا اور وہ کُتا اولیاء کرام کا وفادار اور پہرے دار تھا اور ان سے محبت کرنے والا تھا۔ ——

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایک نجس اور ناپاک کُتا اگر اولیاء اللہ سے محبت کرکے جنتی بن سکتا ہے تو ایک انسان کیوں نہیں —— ؟

وَاسْمُهُ قِطْمِيرٌ —— اسی کُتے کا نام قطمیر تھا۔ !

آج بھی بڑے بڑے لوگ اپنی کوٹھیوں اور بنگلوں کی چوکیداری کیلئے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کُتے کو بھی رکھتے ہیں ——

اسلئے کہ کُتے میں وفاء و خدمت گذاری کا جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن اور دوست کی پہچان کا خاص وصف بھی بدرجۂ اتم موجود ہوتا ہے ——

اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ :-

" میں نے ایک کُتّے کو دیکھا جو اپنے مرے ہوئے مالک کی لاش پر بیٹھا رو رہا ہے تو میں نے کُتّے سے کہا" ------ ع

کیوں لاش پہ آقا کی روتا ہے
ہوٹل کی طرف جا کہ غذا بھی ہے کوئی چیز

تو کُتّے نے میری طرف نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جواب دیا۔

ع کہ ------ جو تو نے کہا مجھے تسلیم ہے اے دوست
لیکن میرے نزدیک وفا بھی ہے کوئی چیز

مولینا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب" امداد المشتاق " ص۱۰۲ میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جامع مسجد میں رونق افروز تھے اور اردگرد مریدوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم تھا کہ ایک کُتّا مسجد کے دروازہ کے سامنے سے گذرا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر و درویشی کی نگاہ اور ولایت و ہدایت کی نظر اِس کُتّے پر ڈالی تو اس کُتّے کو بستی کے کتوں کا پیر بنا دیا۔ اور پھر ساری بستی کے سارے کُتّے اس کُتّے کے ساتھ چلنے لگے اور جہاں وہ کُتّا بیٹھا تھا تمام کُتّے حلقہ باندھ کر بڑے ہی ادب و احترام سے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے --- اس لیئے کہ بستی کے سارے کُتّے جان گئے تھے کہ یہ کُتّا ہمارا پیر ہے۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کُتّے تو اپنے پیر کو پہچانتے ہیں لیکن آجکل کے بدعقیدہ مولوی پیرانِ پیر کو نہیں پہچانتے اور ان اولیائے اللہ کو غار کا راستہ خدا تعالیٰ نے خود بتایا تھا اور اللہ کریم نے پھر ان کی اس انداز سے حفاظت کی کہ سورج کے طلوع و غروب کے وقت ان کے دائیں اور بائیں

جانب سے گذر جاتا ہے تاکہ وہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہیں ——

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۔

اور جب وہ ایک طرف لیٹے لیٹے تھک جاتے تو خداوندِ کریم خود اُن کی کروٹیں بدلتا رہتا ——

اعلیٰحضرت جناب شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں استاذی المکرم حضرت سید محمد نعیم الدین صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کنز الایمان میں لکھا ہے ۔ کہ اصحاب کہف کے اسمائے گرامی کا تعویز بنا کر اپنے پاس رکھا جائے تو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے ——

① ـــ سفر میں مال و جان کی حفاظت ـــ

② ـــ قیدیوں کی رہائی ـــ

③ ـــ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھکر آگ میں ڈالدیں تو آگ بجھ جائے گی ۔

④ ـــ دریا میں کشتی غرق نہیں ہوگی ۔

⑤ ـــ بھاگا ہُوا شخص واپس آجائے گا ـــ

⑥ ـــ مکان میں رکھا جائے تو اسمیں چوری نہیں ہوگی ۔

حضرات محترم ـــ دیکھو اور دل و دماغ سے بدعقیدگی کے گرد و غبار کو جھاڑ کر غور کرو اور آنکھوں سے اولیاء اللہ کے خلاف نفرت و عداوت کی پٹی اتار کر سوچو کہ ـــ اولیائے کرام کے اسمائے گرامی میں کتنے فیوض و برکات چھپے ہوئے ہیں اور کس کس مشکل میں اور مصیبت میں کام آتے ہیں ——

اور انہی اولیائے کرام کی برکت اور شان ولائیت کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۹ ـــ قرآن پاک کے فضائل

میں سورۂ الکھف کے متعلق فرمایا : ــــ
مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ ـــــــــــــــ کہ
جو بھی سورۂ کہف کو جمعہ کے دن پڑھے گا اگلے جمعہ تک اس کے لئے نور ہی نور ہو گا جس کی نورانی چادر تنی رہتی ہے ۔
اللہ کی رحمت کی چادر ــــ خدا کی بخشش کی چادر
نورِ ایمان کی چادر ــــ دین و اسلام کی چادر
حق پرستی ۔ حق گوئی اور حق بینی کی چادر ــــــ
تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ۲۷ عمدۃ التحقیق صـ۱۸۶ ــــ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابراہیم العبیدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ : ــــــ
قربِ قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے ــــ تو ـــــــ
فَيَكُوْنُ حَوَارِيْهِ اَصْحَابُ الْكَهْفِ ـــــــــــ تو ـــ
یہی اصحابِ کہف یعنی اولیائے کرام ان کے حواری ہوں گے ۔
صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ان دونوں مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحابِ کہف یعنی وہ اولیائے کرام قیامت تک زندہ رہینگے!
اور ــــ اِنَّ الْمَهْدِيْ اِذَا خَرَجَ يَسْتَصْحِبُ ۔
اصحاب الکہف ـــــــ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے تو اصحابِ کہف بھی اُن کے ساتھ ہوں گے ـــــــ

اب میں مرزائی قادیانی جھوٹے — کذّاب اور مرتد انسان سے پوچھتا ہوں کہ تو کہتا ہے کہ میں مہدی اور عیسٰی ہوں —— تو پھر بتا کہ تیرے حواری اور مصاحب کون ہیں؟ ——

عمدۃ التحقیق ——— ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم

سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یَّرَاہُ اَصْحَابَ الْکَھْفِ —

کہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں سوال کیا کہ مجھے اصحاب کہف دکھلائے جائیں ———

تو جواب آیا ———

اِنَّکَ لَنْ تَرَاھُمْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا —

کہ آپؐ اس دُنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکتے —

ہاں البتہ —— جس غار میں وہ آرام فرمارہے تھے، اپنے چار اصحابہ کرام کو وہاں بھیج کر ان کی اطلاع پالو ——— چنانچہ حضرت ابوبکر صدّیق — حضرت عُمر فاروق — حضرت علی اور حضرت ابُوذر غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس سلسلے میں تیار کیا گیا ——— اور ———

محبُوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عرض کی یا اللہ پاک میرے اصحابہ کرام کو تو اس پہاڑ کی غار تک جانے کا راستہ نہیں معلوم ———

تو جواب آیا ———

فَاَمُرْ رِیْحَ سُلَیْمَانَ ——— کہ حضرت سلیمان کی ہوا کو حکم دیں کہ وہ انہیں غار تک پہنچا دے ———

اُدھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو حکم فرمایا — تو ادھر اللہ تعالےٰ نے ہوا سے فرمایا ———

اَنْ تُطِیْعَکَ ـــــ کہ میرے محبوبؐ علیہ السلام کی اطاعت کر اور محبوبؐ کے اصحابہؓ کرام کو غار تک پہنچا دے ـــــ

تو ہوا نے اپنی دوش پر انہیں اٹھایا اور ـــــ

فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَابِ اَلْکَھْفِ ـــــ

غار کے دروازہ تک پہنچا دیا ـــــ

فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْبَابِ قَلَعُوْا مِنْہُ حَجَرًا ـــــ

جب اصحابہ کرام غار کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے غار کے منہ کے آگے سے اس پتھر کو ہٹایا جو دقیانوس ظالم و جابر بادشاہ نے غار کے منہ پر رکھوا دیا ہوا تھا کہ یہیں بھوکے پیاسے اور سانس گھٹنے سے مر جائیں گے مگر وہ ظالم نہیں جانتا تھا کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم اور نہ یہ کھانے پینے کے محتاج ہیں اور نہ ہی دم گھٹنے کے وہ مرنے کی فکر سے بھی آزاد ہیں کیونکہ ان کا نگہبان اللہ خود ہوتا ہے اور ان کی حفاظت بھی خود کرتا ہے ـ

امداد المشتاق صـ ۱۱۳ ـــــ مولینا اشرف علی تھانوی ـ

" فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے " ـ

فَقَامَ اَلْکَلْبُ یَنْبَحُ عَلَیْھِمْ ـــــ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ کر کتا کھڑا ہو گیا اور بھونکنے لگا ـــــ

ایک چوکیدار یا کسی پہرہ دار کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ رات کو کسی مشکوک اور اجنبی آدمی کو دیکھکر شور مچائے اور اس آدمی سے پوچھے کہ وہ کون ہے ؟ کہاں سے آیا ہے اور کس کے پاس جانا ہے اور رات کو ادھر ادھر کیوں پھر رہا ہے ! اگر کوئی چوکیدار کو معقول جواب دے دے تو بہتر ورنہ پولیس کے حوالے ـــ

یہ اصحابہ کرامؓ اس پہرے دار کُتّے کے لئے اجنبی تھے اس لئے وہ بھونکا اور جب کُتّے کو پتہ چلا کہ یہ تو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور صحابہ کرامؓ ہیں تو اُس نے گردن جھکا دی اور دم ہلا ہلا کر عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اور پھر کُتّے نے اشارہ کیا کہ غار کے اندر چلے جاؤ تو پھر اصحابِ رسولؐ غار کے اندر چلے گئے ——

فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ —— انہیں سلام کہی —!

فَقَامُوْا — اصحاب کہف نے بھی تعظیم کی اور کھڑے ہو گئے۔

وَقَالُوْا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ ـ

اور کہا تم پر اور حضرت محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا بھی سلام ہو۔

ثُمَّ جَلَسُوْا وَیَتَحَدَّثُوْنَ —— پھر بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے ——

فَاٰمَنُوْا بِمُحَمَّدٍ وَتَبِلُوْا دِیْنَھُمْ ——

پھر وہ اصحاب کہف یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی اُمت کے اولیاء کرام ، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپؐ کے دین کو قبول کر لیا ——

ثُمَّ قَالُوْا اَبْلِغُوْمِنَّا السَّلَامَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ——

پھر کہنے لگے کہ ہمارا سلام بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا ——

اب آخر میں اولیائے کرام کے وفادار اور پہرہ دار کُتّے کو جو اللہ تعالٰے کی طرف سے **اچھی نسبت** کے باعث جو انعام ملا وہ یہ ہے — کہ وہ کُتّا

جس کا نام قرآن پاک میں قطمیر ہے ـــــ فَاِذَا صَارَ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَمَنَعَہٗ رِضْوَانُ الْجَنَّۃِ ـــــ

اور جب وہ کُتّا جنت کے دروازہ تک ان اولیائے کرام کے ساتھ پہنچے گا تو جنت کا دربان اسے روک لے گا ـــــ

فَیَخْرُجُ النِّدَا دَعْہُ یَدْخُلْ مَعَھُمْ وَیَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ رَوْضَۃً فِی الْجَنَّۃِ ـــــ

تو ہاتفِ غیبی سے یعنی اللہ کریم کی طرف سے آواز آئیگی کہ اس کُتّے کو اصحابِ کہف یعنی اولیائے کرام کے ساتھ جنّت میں جانے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کُتّے کے لئے جنّت میں ایک خوبصورت اور ہمیشہ مہکنے والا ایک باغ تیار کر رکھا ہے۔

عرض کی گئی یا اللہ ـــــ کُتا ـــ نہ نمازی ـــ نہ حاجی ـــ نہ کوئی نیکی نہ کوئی اچھا عمل ـــ نجس اور ناپاک پھر اس کے لئے جنّت میں باغ ؟

جواب آیا ـــــ ہاں ـــــ اسلیئے کہ اسے نہ دیکھیے، اس کی نسبت دیکھیے ! ـــــ

اس مسلمہ حقیقت کے پیش نظر صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی سچ کہتا ہے کہ :ـــ

نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ہے !

دُنیا کے تمام مشروبات مشرقی ہوں یا مغربی یعنی کوکا کولا سے لیکر پیپسی کولا سیون اپ ـ جام شیریں ـ روح افزا اور حافظ شفاخانہ کا شربت مفرح، ان کے لئے حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے جائیں یہانتک کہ عام پانی بھی ـــــ

لیکن آبِ زمزم کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے کھڑا ہو کر اور قبلہ کی

طرف منہ کرکے پینا چاہیئے حالانکہ سب مشروبات ایک ہی جیسے ہوتے ہیں لیکن آب زمزم کے لیئے یہ انوکھا اور نرالہ حکم کیوں ہے۔؟ اسلیئے کہ اس کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک سے ہے کہ جب بچپن میں اسماعیلؑ اوران کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو مکّہ مکرّمہ کے صحراِ بے آب وگیاہ ریگستان اور صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ابراہیم علیہ السلام اکیلے چھوڑ کر چلے گئے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شدّت پیاس میں تڑپتے ہوئے اپنی ایڑیاں پتھر پر رگڑیں تو نیچے سے آبِ زمزم کا چشمہ نکل آیا تھا ——

بس اسی نسبت کے لحاظ سے آبِ زمزم کو کھڑے ہوکر اور قبلہ کی طرف منہ کرکے پینے کا حکم ہے ۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ :-

نسبت اچھی ہو تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وذئب یعقوب علیہ السلام

یعنی ـــــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ـــــ اور اس بھیڑئیے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ایمان افروز اور دلکش انداز میں موجود ہے ـــــ جس کی تفصیل اور تفسیر کچھ اس طرح ہے ـــــ کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو سنہری خواب میں چاند۔ سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا جب ان کا پتہ اس کے بھائیوں کو لگا تو وہ نفرت و عداوت کی آگ میں جل اُٹھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف حسد و بغض کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ـــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا کر منت و سماجت کر کے اور کئی طرح کے حیلوں بہانوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا یقین دلا کر سیر کرانے کے بہانے کندھوں پر اٹھا کر جنگل میں لے گئے پھر ظلم و ستم پر اُتر آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ مگر یہودا کے سمجھانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں پھینک کر

ایک بکری ذبح کرکے اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض مبارک ڈبو کر اور رنگین کرکے عشاء کے وقت روتے پیٹتے باپ کے پاس آ گئے ۔ میری مشہور زمانہ کتاب " ماہ کنعان " میں پوری تفسیر کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے ، یہاں مختصر طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ جنگل کا ایک خونخوار درندہ کونسی اچھی نسبت کے باعث جنتی بن گیا ———

بیٹے قریب آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا ——— نور نظر بیٹا ——— لخت جگر ——— دل کا قرار اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف علیہ السلام نظر نہ آیا تو پوچھا ———

اینے یوسف ——— کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے ؟

مولوی غلام رسول مرحوم اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں کہ ———

ع یوسفؑ کتھے دسدے نائیں میرا نور خزانہ
وچہ تساں او شمع نہ دسدی دل جس دا پروانہ

تو ——— بیٹوں نے اپنے والد کے کئی سوالوں کا ایک ہی جواب دیا ۔

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ———

کہ ——— اسے بھیڑیا کھا گیا ہے ——— (القرآن)

بیٹوں نے کہا کہ ہمارے پاس یوسفؑ کی قمیض خون میں ڈوبی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے ! ———

فَقَالَ اَيْنَ الْقَمِيْصُ ۔

فرمایا ——— وہ قمیض کہاں ہے ۔ ؟

بیٹوں نے وہ پیش کردی ———

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ خون آلود قمیض پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھی اور رو دیئے یہانتک کر ان کا چہرۂ مبارک قمیض پر لگے خون سے رنگین ہو گیا۔ اور وہ بول اُٹھے ــــ

کر اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کر جس نے میرے بیٹے یوسف کو کھایا مگر قمیض نہیں پھاڑی ــــ

ان درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال صاحب مرحوم نے اسطرح بیان کیا ہے ــــ کہ

ہتھ پکڑ قمیض رنگ دار خونی نبیؐ سچ دا قول پکار دا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون تئیں یوسفؑ دلدار دا اے
اوہ گرگ دی کیڈا رحیم ہیسی جامہ نال پیار اتار دا اے
کھا گیا یوسفؑ سر پیر تائیں اے پر کُرتے نوں دند نہ مار دا اے
پیرے بدن نوں لوے بچا کرتہ ایہہ کم نئیں گرگ خونخوار دا اے
مینوں مکر سازی نظر آوندی اے نئے فریب کیسے فریب کار دا اے

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا نَأْتِي بِذَٰلِكَ الذِّئْبِ ـ

بیٹوں نے جواب دیا ــــ ابا جان ہم اس بھیڑیئے کو پکڑ کر لے آتے ہیں ــــ

قال نعم ــــ فرمایا۔ ہاں! وہ بھیڑیا پکڑ کر ضرور لاؤ ــــ اور بیٹے جنگل سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے ــــ اور اس کے دانت توڑ ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جائے کہ اس بھیڑیئے نے ضرور میرے یوسفؑ کو کھایا ہو گا ــــ!

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھیڑیئے کی گفتگو - تفسیر کنز الایمان - نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۱۵۱ - علامہ عبد الرحمٰن صفوریؒ - احسن القصص صفحہ ۴۹ امام غزالیؒ - تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ -

بیٹوں نے جب زنجیروں سے باندھکر بھیڑیئے کو باپ کے سامنے پیش کیا تو باپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا -

یَا اَیُّهَا الذِّئْبُ بِئْسَمَا مَا فَعَلْتَ جِئْتَ اَکَلْتَ وَجْهًا کَالْبَدْرِ الْمُنِیْرِ ـــــ کہ

اے بھیڑیئے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسفؑ کو کھا بہت برا کیا ـــــ

مَا رَحِمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ الصَّغِیْرِ -

تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا ؟ ـــــ

وَمَا اَشْفَقْتَ عَلَی الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ ـــــ

اور تجھے میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا ؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس بھیڑیئے کو قوت گویائی عطا ہو گئی !

قَالَ اَکَلْتُ اَنْتَ یُوْسُفَ .

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے کہا ـــ کیا تو نے میرے بیٹے یوسف کو کھایا ہے ؟

قَالَ لَا -

بھیڑیئے نے جواب دیا ـــــ نہیں، یعنی میں نے نہیں کھایا !

قَالَ فَاخبرنی اولادی ـــــ

فرمایا میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے !

قَالَ ـــــ لاَ ـ بھیڑیئے نے پھر زبان کھولی اور جواب دیا۔ نہیں آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے۔ !

قَالَ ـــ وَلِمَ قَالَ ـــــ

فرمایا تیرے نہ کھانے کی دلیل ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ بھیڑیئے کا کلام کرنا کرامت ہے ـــــ اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔ ـــــ

اور اگر میں نے یوسف کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی ! ـــــ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لُحُوْمُ الْاَنْبِيَاءِ حَرَامٌ عَلَيْنَا

اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر حتمی جواب دیا کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے !

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا !

مِنْ اَیْنَ اَنْتَ !

کہ تو کہاں سے آیا ہے ـــ یا تو کہاں رہتا ہے ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ میں مصر سے آ رہا ہوں اور سرزمین شام جا رہا ہوں ! ـــ

اُطْلُبُ اَخَانِی بِاَرْضِ الشَّامِ ـ اپنے بھائی کی تلاش میں ـ !

اور مجھے سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رہائی کے لئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں سے میں نے کچھ نہیں کھایا۔! ——

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑئیے سے پھر پوچھا؟ —

اے بھیڑئیے تجھ کو میرے بیٹے یوسف علیہ السلام کی خبر ہے؟ —

جواب دیا ——— ہاں!

قَالَ اَخْبِرْنِی بِہٖ ——— کہ مجھے اس کی خبر دے۔

قَالَ۔ اَلنَّمَّامُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔

جواب دیا کہ چغلخور جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔!

اور مجھے بھیڑئیوں نے خبر دی ہے کہ وہاں کے بادشاہ نے میرے بھائی کو پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے!۔

قَالَ۔ اَنَا اَشْفَعُ فِی اَخِیْكَ عِنْدَ الْمَلِكِ۔

فرمایا کہ میں تیرے بھائی کی رہائی کے لئے وہاں کے بادشاہ سے سفارش کروں گا! —

قَالَ۔ اَنَا اَسْاَلُ رَبَّكَ اَنْ یَجْمَعْ بَیْنَكَ بَیْنَ یُوْسُفَ۔

بھیڑئیے نے عرض کی کہ میں بھی رب سے سوال کروں گا کہ آپ کا اور آپ کے بیٹے یوسف علیہ السلام کا ملاپ ہو جائے۔!

اور اللہ تعالیٰ کی قسم ——— مَا رَاَیْتُ وَجْہَ اِبْنِكَ قَطُّ۔

میں نے آجتک آپ کے بیٹے کی صورت پاک نہیں دیکھی ——

قارئین کرام! —— صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ —— بھیڑئیے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں۔ ———

پہلا:۔۔۔۔ لُحُوْمُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْنَا حَرَامٌ۔
کہ ہم پر انبیاء کرام علیہم السلام کا بدن مبارک کھانا حرام ہے!
مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی کا رنگ دے کر اسے اور بھی رنگین بنا دیا ہے کہ

ع۔ آتش، آب، درندیاں ہر شے مُڈھوں حکم ربانا
پیغمبراں دا بدن مبارک روانئیں اساں کھانا

حضرات گرامی ۔۔۔۔ غور کرو تو مولوی غلام رسُول نے بھیڑئیے کی خوب ترجمانی کی ہے کیونکہ اگر آگ پر کسی نبی کے بدن مبارک کو جلانا جائز و حلال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت اور گُل داؤدی کے پھولوں کی گلزار نہ بن جاتے! ۔۔۔ اور اگر پانی پر کسی نبی کے بدن مبارک کو ڈبونا حلال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفانی لہروں سے نکل کر فرعون کے شاہی محلات میں نہ پہنچ جاتے!

اور اگر جنگل کے درندوں پر کسی نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست اور جائز ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت و تاج کے وارث نہ بنتے! اور آتش ۔۔۔ آب اور درندے تو رہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں دفن ہوں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی جیسا کہ سید المرسلین علیہ السلام نے فرمایا: ۔۔۔
مشکوٰۃ شریف ص ۔۔۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔۔۔

کہ اللہ کریم نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم مبارک کو کھائے ہر نبی اپنی اپنی قبر شریف میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے!
دوسرا:۔۔۔۔ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لیئے مصر سے شام جا رہا ہوں۔

قارئین کرام! ـــــ جنگل کے ایک خونخوار بھیڑیئے کے یہ کہنے میں اور ان الفاظ میں کتنا درد اور کتنا سوز ہے کہ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لئے، مصر سے شام جا رہا ہوں اور ان سترہ دنوں کے سفر کے دوران کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔

دیکھو ـــــ کہ ایک درندہ بھیڑیا اپنی نسل کے دوسرے بھیڑیئے کو بھائی کہہ رہا ہے لیکن یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن وحدیث نے بھائی بھائی کہا ہے۔ یعنی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ـــــ یہ ایک دوسرے کے دشمن اور جنگل کے درندے یعنی خونخوار بھیڑیئے بن چکے ہیں ـــــ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی پر گولیاں برسا رہا ہے کسی کے سینے میں خنجر پیوست کیا جا رہا ہے ـــ کسی کے مکان کو آگ لگائی جا رہی ہے اور کسی مسلمان کے معصوم بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے ـــ

کیا سعودی عرب کی حکومت اور عراق کی حکومت آپس میں مسلمان نہیں ہیں اور کیا شاہ فہد اور صدر صدام حسین اسلام کے رشتہ میں منسلک نہیں ہیں اور ایک دوسرے کیلئے مسلمان نہیں ہیں؟ ـــــ

ہیں ـــــ اور ہیں ـــ لیکن دونوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں۔ اور سینے سیاہ ہو چکے ہیں ـــ محبت والفت کی چادر تار تار ہو چکی ہے اور نفرت وعداوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے ـ

ایک دوسرے کا خون خرابہ ـــ قتل وغارت ـــ فضائی حملے اور ٹینکوں سے گولے برسائے جا رہے ہیں ـــــ فرق صرف اتنا ہے کہ صدر صدام کو اللہ و رسول پر بھروسہ ہے اور **شاہ فہد** کو امریکہ، برطانیہ

فرانس اور اسرائیل کا سہارا ہے ۔

صدر صدام حسین نے اپنی مدد کے لئے خدا و رسول کو پکارا ہے اور فہد نے امریکہ کو آواز دی اور اب اس کے نتیجہ میں دو اسلامی عرب ممالک تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں ۔

اللہ کرے ہمارے وزیر اعظم کا **امن مشن** کامیاب ہو جائے تاکہ دونوں مسلمان ریاستیں جنگ بندی کر کے امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں ۔ اسرائیل ، بیت المقدس اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور امریکہ اپنی فوجیں واپس لیجائے اور شاہ فہد اور صدر صدام حسین اور دوسری مسلمان ریاستیں یعنی شارجہ ۔ کویت ۔ بحرین ۔ مسقط ۔ ابوظہبی ۔ لیبیا ۔ مصر شام اور اردن کے حکمران اکٹھے بیٹھکر ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ کر اور اسلام کے رشتہ میں منسلک جان کر کوئی فیصلہ کر لیں کہ جھگڑا کس بات کا ہے اور اس تصادم کا حل کیا ہے ۔

حضرات گرامی ۔ صاجزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ چونکہ جنگل کے اس بھیڑئیے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مکر و فریب اور ان کے جھوٹے خون کی نشاندھی کرنے کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپکا فرزند یوسفؑ زندہ ہے اور بھیڑئیے نے حضرت یعقوبؑ کو سلام کرتے ہوئے کہا تھا السلام علیک یا نبی اللہ تو مذکورہ بالا کئی نسبتوں کے باعث اس بھیڑئیے کو جنت کا مستحق بنا دیا گیا ۔

امام غزالیؒ ۔ علامہ صفوریؒ اور افتخار الحسن سچ کہتے ہیں کہ ۔

نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں !

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وحوتِ یونس علیہ السلام

جنابِ امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اور ان دونوں متبحر علمائے کرام کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی اور یاد رہے کہ اس مچھلی کا ذکر بھی اللہ کریم نے کئی بار کیا ہے اور قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرمایا ہے!

مثلاً ـــ پارہ ۲۳ ـــ سورۃ الصّٰفّٰت ـــ آیت ۱۳۹-۱۴۰ اور آگے

وَاِنَّ یُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ـ اِذۡ اَبَقَ اِلَی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ـ فَسَاهَمَ فَکَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِیۡنَ ـــ

ترجمہ اعلیحضرت ـــ بیشک یونسؑ پیغمبروں میں سے ہیں ـــ جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا! ـ تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں سے ہوا! ـــ

فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَهُوَ مُلِیۡمٌ

پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا!

تفسیر کبیر ـ جلد ۵ ص ۲۹ ـ تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۱۹ ـــ
ترجمہ اعلیٰحضرت ص ۲۱۶ ـــ تفسیر خزائن العرفان ـ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

موصل شہر کے قریب ایک بستی کا نام تھا نینوا ۔ لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوگی

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ !

وہ لوگ بتوں کی پرستش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی گمراہی وضلالت میں بری طرح لتھڑے ہوئے تھے، کفر وشرک کے اندھیروں میں گم تھے ۔ اور جب ان لوگوں کی بت پرستی حد سے بڑھ گئی اور ان کی عیاشیوں اور فحاشیوں کی انتہا ہوگئی اور ان کے کفر وشرک کے اندھیرے اور زیادہ گہرے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو انہیں کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور اسلام کی روشنی کی طرف لانے اور ان کی بت پرستی کے جال کو توڑنے اور ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کا درس دینے اور انہیں عیاشی وفحاشی اور ضلالت وگمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر نیکی وشرافت اور رشد وہدایت کے نور کی طرف لانے کے لئے بھیجا

حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو دن رات توحید واسلام کی دعوت دی

دَعَاهُمْ اِلَى التَّوْحِيْدِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

اور انہیں چالیس سال تک توحید واسلام کی دعوت ، نیکی وشرافت ، کا درس اور خلق وشرافت کا پیغام دیتے رہے — اور کفر وشرک کی دیواروں کو پاش پاش کرتے ۔ ایمان کی چار دیواری میں پناہ گزیں ہو جانے پر زور دیتے رہے مگر ان لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی کسی بھی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور آپکی تکذیب ہی کرتے رہے اور آپ کی تبلیغ کو رد کرتے رہے ۔

آخرکار حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر انہیں اللہ کے دردناک عذاب کی علامات بھی بتادیں ـــــ کہ

پہلے سیاہ بادل چھا جائیں گے اور پھر کالا دھواں چھا جائے گا ـــــ اور پھر تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

ان بُت پرستوں اور دن رات عیاشی و فحاشی کی لعنت میں گرفتار لوگوں میں سے چند ایک نے کہا کہ یونس ؑ کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔ یہ بھی بات ضرور صحیح ثابت ہوگی۔ صبح دیکھیں گے۔ انہوں نے کہا، اگر وہ شہر میں موجود ہوئے تو عذاب نہیں آئے گا اور اگر حضرت یونس ؑ شہر سے نکل گئے تو عذاب ضرور آئے گا۔

جب صبح ہوئی تو انہوں حضرت یونس علیہ السلام کو غائب پایا ـــــ پھر انہیں خوب اچھی طرح انہیں تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔

بات یہ ہوئی کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی گمراہ قوم کو خدا کے عذاب اور اس کی علامتیں بتانے کے بعد عذاب الٰہی کا انتظار کرتے رہے اور جب عذاب الٰہی کی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ ایک رات شہر نینوا سے نکل کر بحر قلزم کو عبور کرنے کیلئے ایک کشتی پر سوار ہو گئے ـــــ

مگر جونہی کشتی دریا کے درمیان میں گئی تو چلنے سے رک گئی

ملاحوں نے اپنے طور پر بڑی کوشش کی مگر کشتی آگے نہ چلی۔ تو ملاحوں نے کہا کہ آج اس کشتی میں کسی آقا کا غلام جو کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے اور ایسی صورت میں ہماری کشتی نہیں چلا کرتی ـــــ

چونکہ ایسے غلام کا بھی ظاہری طور پر پتہ کرنا مشکل تھا اسلئے ملاحوں نے تین بار قرعہ اندازی کی تو تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا ـــــ

اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عوام کی دزدیدہ نگاہوں سے بچنے کے لئے بحرِ قلزم میں خود چھلانگ لگا دی یا ملاحوں نے انہیں غرق کرنے کی غرض سے دریا میں پھینک دیا۔!

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کنز الایمان میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام نے اقرار کیا کہ وہ اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام ہے تو انہیں دریا میں ڈال دیا گیا، کیونکہ اس زمانہ کا یہی دستور تھا کہ ایسے بھاگے ہوئے انسان کو کشتی چلانے کے لئے دریا میں غرق کر دیا جاتا تھا۔

قارئین کرام! ——— اب ذرا حضرت یونس علیہ السلام کے اعجازِ نبوّت اور اللہ کریم کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ یمن کے کسی دریا کی مچھلی کو حکم ہوا کہ فوراً اور ایک آن واحد میں بحرِ قلزم میں جا کر میرے پیارے اور مخلص پیغمبر کو اپنے منہ میں نگل لو ——— اور اپنے پیٹ میں اسے محفوظ رکھو۔

اور ہاں ——— یاد رکھنا۔

اِنِّی لَمْ اَجْعَلْہُ لَکَ رِزْقًا وَّ لٰکِنْ جَعَلْتُ بَطْنَکَ لَہٗ دِعَاءً

کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرے لیے خوراک نہیں بنایا۔ لیکن تیرے پیٹ کو ان کے لئے پناہ گاہ بنا دیا ہے۔

فَلَا تَکْسِرِیْ مِنْہُ عَظْمًا۔ وَلَا تَقْطَعِیْ مِنْہُ وَصْلًا۔

اور میرے پیغمبر علیہ السلام کی ہڈی اور کوئی تار تک نہ کٹنے پائے۔

اور پھر اسطرح حضرت یونس علیہ السلام چالیس[۴۰] روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

و آں ماہی ہفت دریا را بگذشت!

اور پھر وہ مچھلی ساتوں دریاؤں میں پھرتی اور تیرتی رہی۔ اور اللہ کریم نے مچھلی

کو ایک صاف و شفاف آئینہ بنا دیا تاکہ حضرت یونس علیہ السلام دریاؤں کے عجیب و غریب نظاروں سے لطف اندوز ہو سکیں ——

اور اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں دن رات اللہ کا ذکر پاک خدا کی حمد و ثنا اور صبح و شام باری تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تسبیح کے کلمات طیبات یہ تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اور پھر قرآن پاک میں اللہ کریم نے حضرت یونس علیہ السلام کو ذَا النُّوْن بھی فرمایا ہے یعنی مچھلی والا! اور پھر خداوند قدوس نے اس مچھلی کی قسم بھی کھائی۔

ن —— والقلم

قسم ہے مجھے مچھلی کی! ——

تفسیر کبیر جلد ۸ صـ۱۸۳ —— النون هو السمكة ومنه ذكر یونس مثلاً —— وَذَا النُّوْن!

کہ مچھلی سے وہ مچھلی مراد ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر وابستہ ہے!

وَاِنَّهٗ قَسَمُ اللّٰهِ بِالْحُوْتِ الَّذِیْ اَحْتَبَسَ یُوْنُسَ فِیْ بَطْنِهٖ۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی قسم کھائی ہے جس نے اپنے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو رکھا اور پھر کمال اور اس مچھلی کی عظمت ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس انعام کے بدلہ مچھلی کو بغیر ذبحہ کئے حلال قرار دے دیا! ——

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ۴۲۸ —— فاكرم الله ذلك الحوت بان اقسم به واحل جنسه من غير ذكاة

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کو نعوذ باللہ کافرہ اور جہنمی کہنے والے بے ادب و گستاخ لوگو! جس مچھلی کے پیٹ میں اللہ کا ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں وہ مچھلی تو قیامت تک کے لیئے چھری کے عذاب سے محفوظ رہے اور جس بطن مادر مبارک میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نو مہینے تک رہیں وہ ماں جہنم کی آگ سے کیوں محفوظ نہیں رہ سکتی ـــــ

مشکوٰۃ شریف صـ۵۳۰ ـ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپؐ سے تین سوالات ایسے کرنا چاہتا ہوں جن کے جوابات نبی کے سوائے اور کوئی بھی آدمی نہیں جانتا ـــــ کہ

۱ :۔ قیامت کی پہلی نشانی کونسی ہے ؟ ـــــ اور

۲ :۔ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ـــــ اور

۳ :۔ کبھی کوئی بچہ باپ پر ہوتا ہے اور کوئی ماں پر ـــــ ؟

قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ بِهِنَّ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا ـــــ

مجھے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی وقت مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے ـــ

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اسلیئے نہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب آتے نہیں تھے بلکہ اسلیئے کہ اگر کوئی سوال کرے تو جواب خدا تعالیٰ یا حضرت جبرئیل علیہ السلام دیں گے ـــــ

قارئین کرام ! ـــــ کتاب کے موضوع کے اعتبار سے کہ ـــــ

" نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ! ـــ اور پھر الوالحامد

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے پیش نظر جو آدمیوں کی جنس کے علاوہ اللہ کی مخلوق جنّت میں جائے گی، ان میں حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی شامل ہوگی ـــــ اسلئے مَیں نے حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے واقعات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ذرا، تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں بیان کردی ہیں۔ یعنی مچھلی کو حکم ہوتا کہ میرے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں نگل لے ـــ مگر اس کی ہڈی اور پسلی نہ ٹوٹنے پائے۔ اور مَیں نے اسے تیرے لیئے خوراک نہیں بنایا بلکہ آبگینہ بنایا ہے تاکہ میرا یونس علیہ السلام سات سمندروں کے عجائبات اور میری پانی کی مخلوق کا نظارہ کرسکے!ـــ

حضرات گرامی ـــــ ادھر حضرات یونس علیہ السلام نے کشتی میں سے بحرِ قلزم میں چھلانگ لگادی اور ادھر آپ کی قوم نے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا کیا؟ ـــــ

اب اس کی تفصیل سُنیئے ـــــ کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور کسطرح نافرمان۔ عیاش اور بُت پرست قوم کو بخش دیا ـــ معاف کردیا۔ اور جہنمی لوگوں کو جنتی بنادیا ـــــــــــ

درویش لاہوری علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے! ؎

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چُن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اور سیّد وارث شاہ مرحوم بھی اس شعر میں کتنا ذوق اور لطف پیدا کرتے ہیں ـــــــ کہ

ع لکھّاں ہین پہاڑ زمین اندر پر رُتبہ کسے دا نئیں کوہ طور جیہا
وارثؔ شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں تے بخشنہار نئیں ربّ غفور جیہا

اور مراد شاہ وارثی نے بھی خدا کی رحمت کا اظہار کرتے ہوئے خوب کہا ہے کہ ع

اے میرے مولا میں تیرے پرستاروں میں ہوں
تجھ سے اِک دن پھول لوں گا اسلئے خاروں میں ہوں
عرض کی میں نے کہ مولا میں گناہ گاروں میں ہوں
بول اٹھی رحمت نہ گبھرایئں مددگاروں میں ہوں

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن عرض کرتا ہے۔ ع

رحمت ربّ دی جوش پئی ماردی اے
اج کون ایڈا گناہ گار آیا
رولا پے گیا حشر میدان اندر
اوہ افتخار آیا اوہ افتخار آیا

پارہ۔ ۱۱۔ سورۃ یونس ؛۔ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ الْخِزْیِ۔ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔

اور پھر جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے اُن پر سے ذِلّت اور رسوائی والا عذاب اُٹھا لیا ــــــــ

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی نافرمان اور بُت پرست قوم سے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے میری پیش کردہ دعوت و ہدایت کو قبول نہ کیا تو چالیس دن کے اندر اندر توحید اور حق پرستی [illegible] نہ کرنے کیصورت میں ذلت اور رسوائی والا عذاب

نازل ہو جائے گا ــــــ

فَلَمَّا مَضَتْ خَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ لَيْلَةً ظَهَرَ فِي السَّمَاءِ غَيْمٌ اَسْوَدُ شَدِيْدُ السَّوَادِ فَظَهَرَ مِنْهُ دُخَانٌ شَدِيْدٌ ــــــ

پس جب ۳۵ دن اور راتیں گزر گئیں تو عذاب کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ آسمان پر کالے بادل ــ سیاہ دھواں اور ہلاکت خیز آندھی ــــ

فَخَرَجُوْا اِلَى الصَّحْرَاءِ ــ وَفَرَّقُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

تو عذاب الٰہی کو آتا دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے سچ کہا تھا تو پھر وہ بوسیدہ کپڑے پہن کر ــــ بال بکھیر کر اور چہروں پر خاک مل کر صحرا میں چلے گئے ــــــ

فَحَنَّ وَكَثُرَتِ التَّضَرُّعَاتُ وَاَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ وَالتَّوْبَةَ وَتَضَرَّعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَكَشَفَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ ــــــ

اور پھر وہ اپنے گناہوں ــ بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی پیش کردہ ہدایت کو ٹھکرانے پر گڑگڑا کر رونے لگے

یونس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور کثرت کے ساتھ گریہ زاری کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے ــــ بس تو اللہ کریم نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا اور اپنی رحمت و بخشش کے دروازے ان پر کھول دیئے ــــ

ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ تمام گناہ معاف ہو گئے اور حضرت یونس علیہ السلام کی نافرمان قوم۔ جو بت پرستی۔ عیاشی و فحاشی کے جال میں پھنسی قوم کو صرف سچی توبہ کرنے اور معافی مانگنے پر جہنم سے نکال کر جنت کا وارث بنا دیا گیا۔

وَقِيلَ خَرَجُوا إِلَى شَيْخٍ مِّنْ بَقِيَّةِ عُلَمَاءِ هِمْ وَقَالُوا قَدْ نَزَلَ بِنَا الْعَذَابُ عَنْهُمْ ۔۔۔۔۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے اپنے علمائے کرام کے پاس گئے۔

علماءِ کرام کی شان

انہوں نے علماء کرام سے کہا کہ ہم پر عذاب نازل ہونے والا ہے اس رسوائی اور ذلت والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہماری توبہ قبول ہو جانے کے لئے کوئی راستہ دکھا دیں یا کوئی وظیفہ بتا دیں۔!

تو ان علماء کرام نے ان کو مندرجہ ذیل وظیفہ بتا دیا:۔۔۔۔

قَالُوا يَا حَيُّ حِينَ وَيَا مُحْيِيَ الْمَوْتَى وَيَا حَيُّ ۔۔۔۔۔

قارئین کرام!۔۔۔ دیکھا آپ نے اور غور کیا آپ نے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور نافرمان قوم نے بھی توبہ کرنے سے پہلے اپنے علماء کرام سے توبہ و استغفار کے لئے رجوع فرمایا اور ان سے توبہ قبول کروانے کا وظیفہ حاصل کیا ۔۔۔۔۔

حضرات گرامی! تفسیر کبیر کے اسی حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر قوم، خدا تعالےٰ سے اپنے گناہ معاف کروانے اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے بچنے اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے علماء کرام سے رجوع کرتے رہے ہیں اور ان سے وظیفہ سیکھتے رہے ہیں ۔۔۔۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کی دُنیا میں خصوصاً پاکستان میں حضرات علماءِ کرام کا نہ تو کوئی احترام ہے اور نہ ہی کوئی پاسِ ادب ۔۔۔ بلکہ ہمارے عوام نمازیں بھی انہی علماءِ کرام کے پیچھے پڑھتے ہیں، جمعے بھی اور عیدین بھی ۔ مرنے کے بعد ان

کا جنازہ بھی علمائے کرام ہی پڑھاتے ہیں بلکہ بعض بستیوں میں تو غسلِ میت دینا بھی علمائے کرام کے ذمہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود علمائے کرام کا احترام نہیں کیا جاتا اور انہیں نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں —— اور اگر کوئی عالمِ دین الیکشن میں کھڑا ہو جائے تو اسے ووٹ بھی نہیں دیتے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر پچھلے الیکشن میں مقبولِ عرب و عجم خطیب صاحبزادہ سیّد شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی کیوں کامیاب نہ ہوئے اور مولانا صاحب نوری کیوں شکست کھا گئے اور مولانا سید حامد علی شاہ صاحب کاظمی ملتان والے کیوں نہ جیت سکے۔ اور اسی طرح مولانا سیّد پیر محمد یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے —— اور شیخ الحدیث مولانا سیالکوٹی کا دامن ووٹوں سے کیوں نہ بھر گیا! —— اور اس الیکشن میں جناب علامہ طاہر القادری کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہو سکا اور نہ ہی محدّث پاکستان کا لختِ جگر جناب حاجی فضل کریم صاحب فیصل آباد سے کامیاب نہ ہو سکے —— پھر اگر ان علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومے جاتے ہیں یا ان کے حق میں نعرے بلند کئے جاتے ہیں اور یا کسی جلسہ میں ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں تو یہ ایک مکارانہ چال اور وحشیانہ منافقت ہے۔

اور یہی امیر اور سرمایہ دار لوگ اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی پر اور الیکشن میں لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر جس عالمِ دین نے کسی جوڑے کو نکاح کے بندھن میں باندھ کر دولہا پر بیوی کو حلال کر دیا، اسے نہ کپڑوں کا جوڑا اور نہ کوئی معقول اور با احترام نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:—— ——

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ

کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والی جماعت علماءِ کرام کی ہے۔

اور پھر فرشتوں کے مقابلہ میں اللہ کریم نے ایک عالم دین یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر اپنی خلافت کا سنہری تاج رکھ کر نسلِ انسانی کی نمائندگی۔ عوام کی سیادت اور اپنے بندوں پر سرداری کا مستحق بنانے کے ساتھ ساتھ نبوت کے سچے موتیوں کا ہار بھی ان کے گلے میں پہنا دیا۔

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وُجُوْہِ الْعُلَمَاءِ عِبَادَۃٌ

کہ علماءِ کرام کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے !

بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "ھیر" میں لکھا ہے کہ جب قاضی شمس الدین مرحوم کو ہیر کا نکاح سید اکھیڑے کے ساتھ پڑھانے کے لئے بُلایا گیا تو ہیر اور قاضی کے درمیان بہت سے سوال وجواب ہوئے اور اس مکالمہ کے آخر میں ہیر نے ایک فیصلہ کُن بات کہی ۔۔۔ کہ

پوے قہر خُدا دا جھوٹیاں تے لعنت ربدی اے کاذبین قاضی
مونہوں بول اولڑے بولنا ایں دے توں رد ہویں مشرکین قاضی
رانجھے ربّ دے وچہ جے وتھ جاناں وچے عشق کیوں ڈھین قاضی
حسُن چاکدا تے جلوہ ذات ربی ہیر ویکھیا نال یقین قاضی

اور رانجھا دید شہید حسین مینوں
کھیڑا شمر یزید لعین قاضی

تو ھیر کا یہ سوال سنکر قاضی صاحب غضبناک ہو گئے اور ہیر کو جواب دیا۔

نال عالماں دے سانواں بولنی اے
نامعقول — مجہول — مرتد ہیرے
ویکھن عالماں دا زیارت نبی دی اے
جیہڑے ہون منکر سوئی ردّ ہیرے
تینوں شرع شریف دی قدر ناہیں
لنگ توڑسیں ٹپ نہ حد ہیرے
شرع نبیؐ اتوں جان قربان کیتی
سیس شاہ حسین سرمد ہیرے
شرع نبیؐ دلوں جیہناں منہ پھیرے
روز حشر ہوسن شکل بد ہیرے
وارث شاہ کی عمل وکھادیں گی توں
جدوں پوسی حضور توں سد ہیرے

اور پھر مشکوٰۃ شریف صـ ۴۹۵ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے — حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ — کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت تین جماعتیں شفاعت کریں گی —!

اول ———— الانبیاء

دوم ———— العلماء

سوم ———— الشہداء

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ علماء کرام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ لوگو اور علمائے دین کے مقابلہ میں عیاش امیروں — بدکار سرمایہ داروں کو اور دھوکے باز مکار دولت مندوں کو ووٹ دے کر کامیاب کرانے والے بدفطرت انسانو! اگر قیامت کے دن تمہاری شفاعت نہ کی تو تم جہنم کی آگ میں ایندھن بن جاؤ گے! ————

خُدا کے نافرمان بندو! کیا علمائے کرام کی یہ غلطی ہے کہ تمہارے گناہ کرنے کے تمام راستے بند کرتے ہیں۔ یہ تمہیں سیدھی راہ بتلاتے ہیں۔ یہ —— اور ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں رشد و ہدایت کے چراغ جلاتے ہیں یہ!
اور عیاشی و فحاشی کے ظلمت کدوں سے نکال کر تمہارے لئے نیکی شرافت کی شمع روشن کرکے تمہیں صحیح راستہ دکھلاتے ہیں یہ ————

بتاؤ مجھے —— کیا ان کی یہ غلطی ہے —— کیا یہ ان کا قصور ہے۔
اور ان کی یہ زیادتی ہے —— نہیں —— اور ہرگز نہیں —— تو پھر ان سے نفرت کیوں؟ —— ان کی مخالفت کیوں؟ —— اور ان سے تمہیں عداوت کیوں؟ ————

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر قومی کھیل میں دو ریفری اور دو ایمپائر ہوتے ہیں۔
کھیل ہاکی کا ہو یا کبڈی کا —— اور کھیل فٹ بال کا ہو یا کرکٹ کا ————
کھیل کے میدان میں اگر کسی کھلاڑی سے کوئی غلطی ہو جائے تو ریفری فوراً سیٹی بجا کر اس کھلاڑی کو اس کی غلطی کا یا اسکے فاؤل کا بتاتا ہے تاکہ وہ محتاط ہو جائے اور آئندہ وہ غلطی نہ کرے اور کھیلوں کی دنیا اور ہر کھیل کے میدان میں ریفری کو سیٹی بجا کر کھلاڑی کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور یہ اسکا حق ہوتا ہے ——

تو یہ سوچ کر کہ یہ علمائے کرام کی مقدس جماعت ایک ریفری کی طرح

ہی ہے ـــــــ

ان کا حق ہے کہ تمہاری ہر غلطی پر اور تمہارے ہر فاؤل پر یہ قرآن و حدیث کی سیٹی بجا کر تمہیں خبردار کریں کہ تم فاؤل کرنا چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرنا چھوڑ دو گے تو سیٹی بجانا چھوڑ دیں گے۔!

لیکن پاکستان کے غیر ملکی ایجنٹ اور انگریزی حکومت کے پروردہ امیر زادے اور خانہ کعبہ پر گولیاں برسانے والے فرنگیوں کے انعام یافتہ جاگیردار اور لینڈ لارڈ، سر اور خان بہادر کے خطاب حاصل کرنے انگریزوں کے پٹھو نواب زادے اور ٹامیوں کی کاسہ لیسی سے بننے والے دولتمند، قوم اور ملک کو لوٹ کھانے والے سرمایہ دار علمائے کرام کے بارے میں کتنے گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کیوں نہیں شرماتے؟

بقول شاعر

شرم تم کو ـــــــ مگر نہیں آتی

جن علمائے کرام کی ہم توہین کرتے ہیں، نمازیں تو ان کے پیچھے دست بستہ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ " پیچھے اس امام کے۔"

جو نمازیں تمہارا امام ہو وہ باہر تمہارا کمی کیوں؟ یہ تو انبیاء کا وارث ہے۔ اور پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کی نورانی جماعت قابلِ احترام نہیں ہے کہ ان گندے۔ مندے اور ناپاک لوگوں کے مرنے کے بعد انہیں غسل دے کر پاک و صاف کر کے اور نیا سفید لباس کفن کی صورت میں پہنا کر اور پھر نماز جنازہ میں یہ دعا کر کے ـــــــ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ـــــــ

کہ اے اللہ ہمارے اس مرنے والے کو بخش دے ـــــ یہ اس قوم پر علماء کرام کا احسان نہیں تو اور کیا ہے ـــــ مگر یہ سب جانتے کے باوجود بھی یہ لوگ برملا کہتے ہیں کہ یہ مولوی لوگ تو ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور وطن کے گلشن کے کانٹے ہیں ـــــ

کیا پچھلے دنوں امریکہ میں پیدا ہونے والی ـــ برطانیہ میں پڑھنے والی اور انگریزی تہذیب و تمدن کے جال میں پھنس جانے والی اور بے پردہ اور بے حجاب اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم ـــــ

بے نظیر نے نہیں کہہ دیا تھا کہ ـــ "مولوی سب جھوٹے ہوتے ہیں"۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چلو یارو ہم کانٹے ہی سہی لیکن یاد رکھو۔ کہ جو سچ پوچھو تو کانٹے ہی پھولوں کی حفاظت کرتے ہیں ـــ بھلا گلاب کے خوبصورت پھول کے ارد گرد کانٹوں کی باڑ کیوں؟ ـــــ

اسلئے کہ پھول توڑنے والے گلچیں یا مالی کے دامن کو پکڑ لیں اور الجھ پڑیں۔ ملک کے چمنستان کے پھولو یہ علمائے کرام کانٹے ہی سہی ـــ لیکن یہ بھی یاد رہے ـــــ

کہ ـ تم نے خود ہی چھانٹے ہیں پھول ہیں یا کہ کانٹے ہیں۔
ہار نہیں تو باڑھ بنا لو کانٹے بھی بیکار نہیں

مطلب یہ کہ اگر کسی کے ظالم ہاتھوں نے اس گلشنِ پاکستان کے پھولوں کو توڑنے کی کوشش کی تو یہی علمائے کرام جنہیں تم کم علمی اور جہالت کے سبب کانٹے کہتے ہو یہ کانٹے اس ظالم انسان کے دامن سے اُلجھ پڑیں گے ـــ اس کے دامن کو پھاڑ دیں گے اور اس کے ہاتھوں میں چبھ کر انہیں زخمی کر دیں گے اور اپنے پاکستان

کے گلشن کے پھولوں کی حفاظت کریں گے اور کسی دشمن کو اس کا پھول توڑنے نہیں دیں گے۔
مگر افسوس کہ ایسے متعصب لوگ علمائے کرام کو نہیں مانتے ــــ عوام تو عوام رہے۔
پاکستان کے ججوں اور مجسٹریٹوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ ہم مولویوں کے ساتھ بیٹھ کر کام
نہیں کریں گے ــــــ

لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ عجیب حُسنِ اتفاق ہے کہ ۱۸۵۷ء
میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والا بھی ایک مولوی تھا ــــ یعنی مولانا
فضل حق خیر آبادی ــــ ۱۹۳۱ء میں لندن جاکر انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی
کا پروانہ مانگنے والا بھی ایک مولوی تھا ــــ یعنی مولانا محمد علی جوہر اور پھر ۱۹۴۰ء
کو قرار دادِ پاکستان پیش کرنے والا بھی ایک مولوی تھا یعنی مولانا فضل حق بنگالی
اور پھر آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں ہندوستان کے پانچ ہزار علمائے کرام نے
پاکستان حاصل کرنے کی خاطر اپنا تن۔من اور دھن لٹانے کا عہد کیا تھا اور اس سے
بھی زیادہ یہ کہ کلکتہ کے مسلم ہال میں مولانا تمیز الدین۔ مولانا فرید احمد ــــ ناظم الدین
سہروردی اور بہادر یار جنگ کی موجودگی میں پنڈت جواہر لعل نہرو۔ پٹیل۔ راجندر پرشاد
دوسرے مہابھائی اور کانگریسی لیڈروں کو جواب دیتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن
نے پاکستان کے حق میں پہلی تقریر کی تھی ــــــ

اور ان مسلمہ حقائق کے باوجود بھی یہ گندے لوگ اگر پھر بھی علمائے کرام
کے دشمن ہیں تو پھر میں ان سے کہوں گا کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اس پاکستان
سے نکل جاؤ ــــــ

قرآن پاک میں ہے: ــــــ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ــــ

محبوبؐ ـــ فرما دو کہ علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔
یعنی نہیں! ـــ عالم و جاہل کیسے برابر ہو سکتے ہیں ـــ
اور پھر علمائے حق پرست ـــ حق گو ـــ حق بین اور حق شناس علمائے دین کی اس سے زیادہ اور شان و عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک عالمِ دین کسی بستی کے قبرستان سے گزر جائے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک کا عذاب اس قبرستان سے اٹھا لیتا ہے۔ ـــ

جیسا کہ نزہت المجالس جلد ۲ صـ۸۱ میں علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ تفتازانی کی کتاب شرح العقائد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ
نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ
اِذا مَرَّ الْعَالِمُ اَوِ الْمُتَعَلِّمُ عَلٰی قَرْیَۃٍ رَفَعَ اللّٰہُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَتِہَا اَرْبَعِیْنَ یَوْماً! ـــ

حضراتِ محترم ـــ معاف رکھنا۔ بات سے بات نکلتی گئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور عیاش قوم، خدا تعالیٰ کے رسوائی اور ذلّت کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے اور اسے توبہ و استغفار سے ٹالنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہوئے اپنے ہی عُلمائے کرام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ادب و احترام سے ان کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر ان سے وظیفہ طلب کیا ـــ راستہ پوچھا اور راہنمائی حاصل کی ـــ
بہر حال علمائے کرام کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت یُونس علیہ السلام کی نافرمان قوم سے عذابِ الٰہی ٹل گیا ـــ
اس عجیب و غریب کرشمہ سازی کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی

قوم میں واپس آگئے تو

وحی آمد بوے فلاں مردِ فخارے را بگو

حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ بستی کے فلاں مٹی کے برتن بنانے والے کمہار سے کہو کہ اس سال کے دوران بنائے گئے تمام برتنوں کو توڑ کر تباہ کر دے ——

ہمہ بشکند و بتلف آرد ——

حضرت یونس علیہ السلام یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں اس کمہار پر اپنی رحمت کے لئے سفارش کی اور کہا —— !

بارِ خدایا رحمت می آید براں مردِ کہ

یک سالہ عمل وے تباہ خواہی کرد ——

کہ —— اے خدا اس کمہار پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے کہ وہ اپنی سال بھر کی کمائی برباد نہ کر دے ! ——

اللہ تعالےٰ گفتند —— اے یونسؑ ! تجھے اس کمہار پر تو رحم آگیا۔

لیکن —— از بندگان من بخشا یشے ننمودی ——

میرے بندوں کے لئے تو نے کوئی بخشش اور معافی کی کوئی درخواست نہ کی۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲ - صفحہ ۳۱۹)

قارئین کرام ! —— مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا انہیں سات سمندروں کی سیر کرائی اور ان کے بدن مبارک کو محفوظ رکھا۔ بس ان اچھی نسبتوں کے باعث وہ مچھلی بھی جنت میں جائیگی۔ جناب امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے کہ "نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں" ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وکبش اسمٰعیل علیہ السلام

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ اور جناب علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور ان کی تحقیق کے مطابق جس طرح اصحاب الفیل کا ہاتھی ـــــ اصحاب کہف کا کُتا اور حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی اچھی نسبت کے سبب جنّت میں جائے گی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیگا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس دُنبہ کی اچھی نسبت کی تفصیل سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیائے کرام علیہم السلام صالحین کے اعلیٰ مرتبہ پہ فائز ہیں ـــــ

اور صالحیت کے عظیم مقام سے بھی سرفراز ہیں! ـــــ

مثلاً ـــ پارہ ۷ ـ سورۃ الانعام ـ آیات ۸۵ - ۸۶

اسحٰق ـ یعقوب ـ داؤد ـ ایوب ـ عیسٰی ـ الیاس علیہم السلام "کُلٌّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ" ـــــ

کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت صالحین میں شامل ہے اور یا

پارہ ــ ۱۷ ــ سورۃ الانبیاء ــ آیات ۷۰ تا ۷۴

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ـ

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا ـ جَعَلْنَا صَالِحِينَ

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ــــ اور ــ یا

پارہ ــ ۲۰ ــ سورۃ العنکبوت ــ آیت ــ ۲۷

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ

اور ــــ یا

پارہ ــ ۱۳ ــ سورہ یوسف ــ آیت ــ ۱۰۱

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی صالحین کی جماعت میں شامل ہونے کی دعا کی تھی ــــ

أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

کہ اے اللہ تو ہی اس دنیا اور اس آخرۃ میں میرا مددگار ہے ــ اور مجھے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت میں موت دے اور مجھے اپنے صالحین بندوں کی مقدس جماعت میں شامل کرلے ــــ

اور ــــ یا پھر ــــ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی صالحین کے پاکیزہ گروہ میں داخل ہونے کی دعا کی تھی ــــ

پارہ ــ ۱۹ ــ سورۃ الشعرا ــ آیت ــ ۸۳

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ــــ

پارہ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء۔ آیت ۸۴۔ ۸۵

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور یا پھر ۔۔۔

پارہ ۷۔ سورۃ الانعام ۔۔۔ آیت ۹۷۔

وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔

اور پھر اسے حسن اتفاق سمجھیئے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کشف اور اعجاز نبوت کہ اپنے لئے دعا کرتے ہیں تو رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ کہتے کہ یا اللہ مجھے حکم عطا فرما اور مجھے اپنے صالحین کے گروہ میں داخل کر لے اور جب اپنے فرزند ارجمند کے لئے بارگاہ خداوندی میں درخواست کرتے ہیں تو ۔۔۔۔۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

کہ ۔ اے ربّ کریم مجھے ایک صالح ۔۔۔ نیک ۔۔۔ فرمانبردار اور والدین کا خدمت گزار اور اطاعت گزار لڑکا عطا فرما دے۔

اور پھر اس دعا کے نتیجہ اور درخواست کے قبول ہو جانے کی صورت میں ۔۔۔۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔

کہ ہم نے انہیں ایک حَلِیْمُ الطَّبع ۔۔۔۔ متحمل مزاج اور بردبار لڑکے کی خوشخبری سنا دی ۔۔۔۔

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے :۔

کہ ۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو (۱۰۰) کی ہو گئی اور حضرت

مائی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ایک سو سال کی ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے ___ نسلِ انسانی کے امام ہونے اور حج مبارک کے موذّن ہونے اور آذر کے عظیم بُت خانہ کو توڑ کر توحید باری تعالیٰ آذان دینے کے باوجود ابھی تک اولادِ نرینہ یعنی لڑکے کی رونق سے دامن خالی ہے اور ابھی تک یہ گلشنِ خلیلؑ ایک سدا مہکنے والے پھول سے محروم ہے۔

آخر ایک دن بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کر ہی دی ___

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔

جواب آیا ___ پیارے خلیل ___ سو سال کے بعد یاد آیا ___

عرض کی مولا تیری رحمت کے خزانہ کی طرف دیکھتا رہا ہوں اور تیری ___ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی لازوال اور حقیقی قدرت کا انتظار کرتا رہا ہوں! ___

اور جب میں نے دیکھا کہ تیری طرف سے دیر ہے اندھیر نہیں ہے اور کسی مصلحت کی بنا پر مجھے اولادِ نرینہ سے محروم رکھا جا رہا ہے تو دستِ سوال دراز کر ہی دیا اور تیرے دربار میں دامن پھیلا ہی دیا ___

اور ___ یا اللہ ___ میں اس قابل نہیں کہ بچہ پیدا کر سکوں اور نہ ہی بیوی اس قابل ہے کہ کسی فرزند کو جنم دے سکے۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ مجھے جوان کر کے لڑکا عطا کرے گا یا اس عمر یعنی بڑھاپے میں ___

اور اگر جوان کر کے لڑکا عطا کرے تو تیری قدرت کا اظہار ہوگا اور میرے اعجازِ نبوّت میں شمار ہوگا ___

حضراتِ محترم ___ یہ کبھی نہیں ہُوا کہ نبی کوئی دعا کرے اور خدا تعالیٰ

قبول نہ کرے ـــــــ
غور کرو ـــــ کہ تعمیرِ کعبہ کے بعد جب اللہ تعالےٰ نے کوئی انعام
دینا چاہا تو پوچھا ـــــــ
خلیل ؑ ـــــ کیا چاہتے ہو ؟
عرض کی ـــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً
کہ مکان میں نے بنایا ہے ـ اب اس مکان کو زینت بخشنے والا رسول تو بھیج دے ـــــ کیونکہ ! ؎

میرے دل میں جو تو ہے اس لئے عرشِ اعظم ہے
مکانوں کی جو رونق ہے وہ ہوتی ہے مکینوں سے

اور پھر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ سے تعارف چاہا تو آپؐ نے فرمایا ـــ
اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ ـــــ کہ
مَیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا نتیجہ ہوں یعنی جس رسول کے لئے اللہ تعالےٰ سے خلیلؑ نے دعا کی تھی وہ رسول میں ہی ہوں ـــــ

صاجزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جس نبی ـــ خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہو کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، عدم کے پردے سے نکل کر ہست کے نور میں جلوہ گر ہو جائیں اور جب وہی خلیل اللہ علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے دعا کریں تو خدا تعالےٰ ان کی دُعا کو کیسے رَدّ کر سکتا تھا ـــ

اِدھر دعا ہوئی اور اُدھر ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سے باغِ خلیلؑ میں

تازہ بہار آ گئی ـــــ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ ! ـــــ

کہ ـــ ہم نے ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دے دی ! ـــــ

اور پھر اللہ کریم کی طرف سے دونوں باپ اور بیٹے کو انعامات اور فضائل عطاء ہوئے ـ وہ ایک مسلمان کے دل و دماغ اور مسلک وعقائد کا ایک روشن مینار ہے کہ جس کو دیکھکر بھٹکا ہوا ـ انسان بھی سیدھا راستہ پا سکتا ہے ـ

مثلاً ـــــ باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیٹا یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے محاسن وکمالات اور دونوں کی ایک نسبت دیکھیئے ـــ

کہ ـــ باپ بھی حلیم اور بیٹا بھی حلیم اور باپ بھی صالحین میں شمار اور بیٹا بھی صالحین میں داخل ـــــ

مثلاً ـــ پارہ ۱۲ ـــ سورۃ آیت باپ کے لئے

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ـــــ

اور بیٹے کے لئے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ ـــــ

اور باپ یعنی حضرت ابراہیم کے لیئے ـــــ

وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ـ اور بیٹے یعنی اسماعیل ؑ کے لئے

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ـــــ

تفسیر کبیر ـــ جلد ۴ ص ۱۰ کہ جب تمام انبیا علیہم السلام صالحین ہیں اور قرآن پاک نے انکے صالحیہ ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے ـ تو پھر یہ ماننا پڑے گا ـــــ کہ

وَذٰلِكَ يَدُلُّ اَنَّ الصَّلَاحَ اَشْرَفُ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ ـ

کہ انسانی صفات میں سے سب سے افضل صفت صالح ہونا ہے ـ

حضرت شیخ سعدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ——— ع

صالح ترا صالح کند ——— طالع ترا طالع کند

حضراتِ گرامی قدر ——— یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جناب بی بی ھاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے جو اس زمانہ کے ایک مشہور بادشاہ جس کا نام صادوق بن صادون تھا اور وہ قبطی تھا۔ لیکن اپنے ظلم وستم اور جبروتشدد کی وجہ سے وہ جبّار کے لقب سے دور دور تک مشہور تھا ——— تفصیل یہ ہے۔

مشکوات شریف ص۵۰۶ متفق علیہ کے حوالوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہؓ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں اس جبار نامی بادشاہ کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ پولیس کی سرحدی چوکی والوں نے اپنے ظالم وجابر بادشاہ جبار کو اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آیا ہے ——— وَمَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ۔

اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نسلِ انسانی میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے! ———

اور وہ ظالم اتنا گمراہ، عیاش اور بدمعاش ہو چکا تھا کہ اپنے علاقے سے گزرنے والے مردوں کی بیویوں کو پکڑ کر ان سے زیادتی کرتا تھا۔ ہاں البتہ ایک بات تھی اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا تو اسے وہ کچھ نہ کہتا اور انہیں وہ چھوڑ دیتا تھا ——— اور شاید یہ اسلئے کہ وہ مجوسی یعنی آتش پرست تھا اور اس کے مذہب میں بہن کی عزت وتکریم اتنی تھی کہ مرد کی بہن کو اپنی شہوانی ہوس کا نشانہ نہ بنایا کرتا تھا ———

اور پھر جب اس جبار بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حسن وجمال کی تعریف سنی تو اس نے اپنے آدمی بھیج کر حضرت ابراھیم علیہ السلام سے حضرت سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ ——

قَالَ اُخْتِیْ —— فرمایا یہ میری بہن ہے! ——

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے کہا —— کہ اگر اس ظالم جبار کو پتہ چل گیا کہ تو میری بیوی ہے تو تجھ پر یہ غالب آجائے گا۔ اس لئے —— فَاِنْ سَأَلَكِ فَاَخْبِرِیْهِ اِنَّكِ اُخْتِیْ۔ اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ —— اگر تجھ سے یہ ظالم لوگ پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ ہاں میں ان کی بہن ہوں ——

لَیْسَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرِكِ۔

کیونکہ اس وقت زمین پر میرے اور تیرے سوا اور کوئی مومن نہیں ہے!

اشکال :—— حاشیہ ۵ یَكُوْنُ لُوْطًا یُشَارِكُ فِی الْاِیْمَانِ

کہ —— اس وقت حضرت لوط علیہ السلام بھی مومن تھے ——

جواب :—— بِاَنَّ مُرَادُهَا الْاَرْضُ الَّتِیْ وَقَعَ فِیْهَا ——

کہ اس سے مراد وہ زمین کا ٹکڑا ہے جس پر یہ وقوعہ ہو رہا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت سارہؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد تھیں جیسا کہ مشکوٰت شریف میں ہے —— ص۵۰۶ وَهِیَ زَوْجَتُهٗ بِنْتُ عَمِّهٖ۔

آخر کار حضرت بی بی سارہؓ کو اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں پیش کیا گیا۔

قَامَ اِبْرَاهِیْمُ یُصَلِّیْ۔

تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔

یہ دعا کرنے کے لئے کہ یا اللہ سارہؓ تیرے پیغمبر اور تیرے خلیل کی بیوی ہے۔ اس کی عصمت و آبرو کو اس ظالم جبار سے محفوظ رکھ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کر میرے گلشنِ نبوّت پر خزاں چھا جائے اور بی بی سارہؓ کی عزت و ناموس کے سچے موتی پامال ہو جائیں ———

فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ——— اور پھر جب حضرت سارہؓ اس جبار بادشاہ کے پاس گئیں اور اس ظالم نے بُری نیت سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ———

نَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ۔

تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے ———

اس ظالم نے بہت کوشش کی کہ زمین اس کے پاؤں چھوڑ دے مگر کسی رسُول کی بیوی کی طرف بُرے ارادہ سے جانے والا ایسے دردناک عذاب میں مبتلاء نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا؟ ———

فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ وَلَا اَضُرُّكِ۔

ظالم نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ زمین میرے پاؤں چھوڑ دے تو میں تجھے کوئی دُکھ نہیں دوں گا ———

حضرت سارہ نے دعا فرمائی تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے بدعقیدہ اور گُستاخ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دعا قبول نہیں ہوتی ———

مگر سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی و رسُول تو بہت بڑے مقام اور مرتبے والے ہوتے ہیں اور یہاں تو نبی کی بیوی کی دعا شرفِ قبولیت کا درجہ پا لیتی ہے — ایسا تین بار ہُوا — یعنی وہ جبار بُری نیت سے حضرت سارہؓ

کی طرف آتا رہا اور زمین اسکے پاؤں پکڑتی رہی ـــــ پھر وہ دعا کرواتا رہا۔ اور زمین اسے چھوڑتی رہی ـــــ

اور جب قدرت الٰہیہ نے جبّار بادشاہ کی فحاشی اور عیاشی کا مظاہرہ کرنے والی قوّت سلب کر لی اور اسے ایک برگزیدہ پیغمبر اور اپنے پیارے خلیلؑ کی مقدس اور عفت مآب بیوی کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے اس ظالم کے تمام راستے بند کر دیئے۔ اس نے جب اپنے آپ کو ہر طرف سے لاچار پایا۔ تو بے بس ہو کر حضرت سارہؓ کے سامنے تائب ہو گیا اور اپنی ایک لڑکی ـــــ

فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَہ ـــــ

حضرت ہاجرہ ان کی خدمت کے لئے پیش کر دی جن کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے ـــــ

اور پھر جب حضرت سارہؓ واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں ـــــ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي ـــــ تو وہ نماز میں کھڑے تھے ـــــ خاوما بيده ـــــ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے نماز کی حالت میں ہی ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ ـــــ

حضرت سارہؓ نے جواب دیا اور کہا ـــــ

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِي الْحَرَامِ ـــــ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کافر کے دل اور سینہ سے ہر قسم کی گندگی۔ عیاشی اور بدمعاشی کے جراثیم نکال دیئے ہیں۔ اور میرے قریب تک نہ پہنچ سکا اور اس کے مکر و فریب کے تمام تار و پود بکھیر دیئے اور میرے سامنے وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر چکا ہے اور میں ہر طرح محفوظ رہا ہوں آپ کے پاس آگئی ہوں۔ وَاَخْرَجَ هَاجَرَ

اور میری خدمت کے لیئے اس نے مجھے یہ ھاجرہ بی بی عطا کی ہے !
قال ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تلک امکم یا بنی اسماء
حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری ماں ۔ اے آسمان
کے پانی کی اولاد ـــــــ

مطلب یہ کہ جس طرح آسمان کا پانی پاک ہوتا ہے ، اسی طرح تم بھی اے
اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک و مطہر ہو ـــــــ
اشعت اللمعات جلد ۴ - بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۵۹ ـ حضرت
ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ؛ ـــــــ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھاجر ابراھیم
بسارۃ ـ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ
السلام حضرت سارہؓ کے ساتھ ہجرت کر کے ظالم بادشاہ جبّار کی سلطنت میں پہنچے
تو اللہ تعالےٰ نے جب سارہ کو اس عیاش و بدمعاش اور ظالم جبّار کے ہاتھوں
ان کی عصمت ـ طہارت اور پاکیزگی کے سچے موتیوں کی لڑی کو محفوظ رکھا تو ـــ
وَاَخذَ وَلِیدَۃً ـــــ تو اپنی بیٹی ھاجرہؓ ، سارہؓ کی خدمت
کے لیئے دے دی ـــــــ
فَاَخدَمَھَا ھَاجَرۃُ ـــــ

قارئین کرام ! بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے ان الفاظ
سے حضرت شیخ القرآن والحدیث والتفسیر جناب علامہ محمد عبد اللہ صاحب
قصوروالے حضرت ھاجرہؓ کو جبّار بادشاہ کی بیٹی ثابت کرتے ہیں وَلِیدَۃً !
اور آج سے کوئی چھ سال پہلے میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے

متعلق پوچھا تھا تو آپ نے یہ حدیث مجھے لکھوا دی تھی —

حضراتِ گرامی — یہ یاد رہے کہ چونکہ مولینا محمد عبداللہ صاحب دنیائے سُنّیت کے ایک ممتاز عالمِ دین اور بلند پایۂ مناظرِ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کے مہتمم بھی ہیں اور انہوں نے ہی علامہ طاہر القادری کے اس ہنگامہ کا جواب دیا ہے کہ عورت کی دیت بھی مرد کے برابر ہے — تو ان کا جواب یہ ہے کہ نہیں عورت کی دیّت مرد کی دیت سے آدھی ہے ——

اور پھر مولینا صاحب خوش اخلاق اور مہمان نواز ہونے اور ایک متبحر عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ایک عظیم نعمت بھی ہیں — ان حالات کے پیشِ نظر اگر انہوں نے بخاری شریف کی اس حدیثِ مبارکہ اور ولیدہ کے لفظ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ھاجرہؓ جبّار بادشاہ کی حقیقی بیٹی تھی، تو تسلیم کرلینا چاہیئے!

حضراتِ محترم! — صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھئے اور قرآن پاک میں انبیاءِ کرام کی اولادِ ذرِیہ کے لیئے دعاؤں پر غور فرمائیں تو پتہ چلیا ہے کہ اولادِ ذرِیہ یعنی فرزندارجمند اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے کہ جس کے حصُول کی خاطر کبھی حضرت ذکریا علیہ السلام بارگاہِ خداوندی کے دروازہ پر یہ دستک دیتے نظر آتے ہیں ——

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ——

کہ۔ یاربّ اپنے رحمت کے خزانوں میں سے ایک نیک سیرت اور پاک فطرت اور فرمانبردار لڑکا عطا کردے اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ دعا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ——

کہ ___ اے رب! اپنے لطف وکرم کے گلشن میں سے ایک پھول صالح اور نیک اور اطاعت گزار بیٹے کی صورت میں میرے دامن میں ڈال دے!۔

دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تحفہ کی بشارت سنائی گئی ___

قرآن مجید کے ان مسلمہ حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس دولت کے خزانے ___ رنگین بنگلے ___ شاہی ساز وسامان اور ہر قسم کی شان و شوکت موجود ہونے کے باوجود اگر اس کے رنگین بنگلے میں کسی لڑکے کی رونق نہیں ہے تو وہ رنگین بنگلہ ماں باپ کے لیئے ایک ظلمتکدہ بن جاتا ہے!۔

اور ___ اگر ماں کی جھولی اور باپ کا دامن بیٹے کے کھلونوں سے خالی ہے تو دونوں کی زندگی کے چمنستان میں کبھی بہار نہیں آسکتی ___

احبابِ کرام! یہی حال میرا تھا ___ ہم دونوں کی اولادِ نرینہ کے بغیر اداس دن اور غم والم کی تاریک راتیں بس یہی دعائیں کرتے ہوئے گزر جاتی تھیں۔ مگر ہماری شام وسحر کی دعائیں شرفِ قبولیت نہ کر سکیں ___

گوجرہ شریف کا عرسِ مبارک شہنشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا آگیا جو خطیب پاکستان جناب صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں منعقد ہوا کرتا ہے۔ پیرو مرشد حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف نے مجھے بلایا ___ اور پوچھا!۔

گھر کا کیا حال ہے؟۔

عرض کی حضور ___ سب ٹھیک اور سب اچھا ہے ___

مگر وارث شاہ مرحوم نے سچ کہا ہے کہ۔ ؎
ساڈے بھاہ دے پیر فقیر مرگئے ہویاں رانجھیا الٹ خدایاں وے
یہ مصرع زبان پر تھا اور آنکھوں میں آنسو ! ——
حضورؒ کے مزاجِ اقدس میں انقلاب آیا اور بڑے ہی نرالے اور خوشگوار انداز میں کروٹ بدلتے ہوئے فرمایا ——

افتخار الحسن اپنا دامن پھیلاو —— !

میں نے پھیلا دیا —— آپ نے دعا فرمادی ! اور پورے ایک سال کے بعد اگلے عرس مبارک پر اور **عین ختم شریف** کی روحانی محفلِ پاک میں تار آئی کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے ——

تار دینے والا صاحبزادہ سیّد فیض الحسن تھا !

اور مجھ تک پہنچانے والے مولینا محمد فاضل صاحب تھے ! —— مگر افسوس کہ وہ شہزادہ انوار الحسن شاہ مرحوم عین شباب اور بھرپور جوانی کے عالم میں بجلی کا جھٹکا لگنے سے اس جہانِ فانی سے موت کی آغوش میں جالیٹا ——

پھر چھوٹے بھائی سیّد مختار احمد مرحوم کی وفات اور بزرگوار مردِ قلندر حضرت پیر سیّد محمود الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کے صدمہ نے مجھے اتنا نڈھال کر دیا اور ساتھ ہی بیماری نے کمزور کر دیا کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا جس کے باعث کسی واقعہ کو احاطۂ تحریر میں لانا اور کسی نئی کتاب کا سرِ ورق لکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا ——

دل و دماغ میں یہ شوق ضرور تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے جو کچھ میرے پاس علمی

خزانہ ہے وہ کتابی شکل میں عوام تک پہنچ جائے تو حضرت سیّد پیر زاھد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اور مولانا حکیم عزیز احمد صاحب نے ڈھارس بندھائی — حوصلہ دیا۔ اور پورے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ تو پھر اپنے علمی موتیوں کے خزانہ میں سے کئی قیمتی اور سچے موتی کتابی شکل میں بکھیرنے کا ارادہ کر لیا اور پھر اس طرح **"گستاخ رسُولؐ کی سزا"** — اور — **"اچھّی نسبت باعثِ جنّت"** دو کتابیں منظرِ عام پر آ گئی ہیں —

حضرات گرامی —— سیرت اسماعیل علیہ السلام میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ربِّ کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ھاجرہؓ اور اپنے معصُوم بچّہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر عرب کے صحرا سے گذر کر مکّہ مکرّمہ کی دو پہاڑیوں کے قریب اور عرب کے بے آب و گیاہ خطہ میں آ گئے ! ——

اور ان دونوں کو ایک دو دن کا سامانِ خورد و نوش دے کر خود واپس چلے گئے ——

آفرین ہے ایسی فرمانبردار اور وفادار بیوی یعنی حضرت ھاجرہؓ پر کہ جو صرف یہ پوچھ کر خاموش ہو گئیں اور آگے آنے والے مصائب کے پہاڑوں کا عزم کر کے چپ ہو گئیں کہ اے اللہ کے خلیلؑ ! ——

آپؑ جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے ؟ ——

فرمایا —— ہاں ! ——

حفیظ جالندھری مرحوم نے خوب کہا ہے کہ ؎

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر ٭ معزز جس نے ہونا تھا زمین و آسماں پر

خورد و نوش کا توشہ ختم ہوگیا اور پھر حضرتِ ھاجرہؓ کو فکر ہوئی۔ اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک پتّھر کے سائے میں لِٹا کر خود پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں ——

مگر ان پہاڑیوں کی وادی اور چٹانوں کی بستی اور غیر ذی ذرعہ یعنی بے آب وگیاہ خطّہ میں پانی کہاں ——

عجب دردناک منظر تھا اور عجیب بے تابی کا سماں تھا کہ ایک طرف پانی کی تلاش اور دوسری طرف معصوم بچّہ کی پیاس! ——

اور پھر مصمّم ارادہ کر کے پورے یقین اور پانی کی آس اور اُمید کے ساتھ حضرت ھاجرہؓ نے کوہِ صَفا اور مَروہ کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کر دیا ——

کبھی وہ مروہ سے صَفا کی طرف اور کبھی صَفا کی طرف مروہ کی جانب دوڑتی تھیں —— مگر جب بچّے کا خیال آتا تو واپس لوٹ آتی تھیں —

ایک گھڑی اس دوڑ دھوپ میں ایسی بھی آئی کہ بچّہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا تو ماں کا کلیجہ پھٹ گیا —— بیتابی سے یہ فاصلہ دوڑ کر طے کیا — بچّہ کو دیکھا تو آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی اور دل کو سکون مِلا — پھر اُٹھیں — بچّے کو سینے سے لگایا — بوسہ دیا اور اس کی تلیوں کو آنکھوں سے لگایا اور پھر دوڑنے لگیں ——

کہ اس قیامت کی گھڑی میں بچّہ کے شدّتِ پیاس سے بلکنے کی آواز آواز آئی تو ماں نے سمجھا کہ موت کی آخری ہچکی ہے —— واپس لوٹ کر دیکھا تو جس پتّھر کے سایہ میں بچّہ کو لٹایا گیا تھا وہ پتّھر آگ کی طرح تپش ریز ہو رہا ہے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر کی اس تپش سے بچنے کیلئے کبھی ادھر کبھی اُدھر کروٹیں بدل رہے ہیں! ــــ اور شدتِ پیاس سے تنگ آ کر ایڑیاں رگڑ رہا ہے، بس پھر کیا تھا ــــ ماں کی مامتا تڑپ اٹھی کہ جان و جگر کا ٹکڑا ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہے جو کہ تڑپتا ہوا مر جائے گا ــــ

انتہائی حزن وملال کے عالم میں معصوم اسمٰعیلؑ کو اپنے مقدس ہاتھوں میں اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا۔! **یا اللہ المدد!**

بس پھر کیا تھا ــــ ادھر بی بی ھاجرہ کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھے تو ادھر! ــــ بقول حفیظ جالندھری مرحوم! ــــ ع

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبرائیلؑ کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسمٰعیلؑ کو پایا
ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارا نظر آیا
قریب پائے اسماعیلؑ فوارہ نظر آیا!

سیّد افتخار الحسن یوں کہتا ہے ــــ کہ

یہاں آکر خُدا کی شان کا جلوہ نظر آیا
جہاں پتھر ہی پتھر تھے وہاں چشمہ نظر آیا۔

آبِ زمزم ــــ کا چشمہ جاری ہو گیا ــــ

جناب ھاجرہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے!

"زمزم"

ٹھہر جا ــــ لیکن چشمہ کا پانی اُبلنے لگا اور پھیلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ نے اِسکے گردا گرد مٹی اور پتھروں کی باڑھ بنا کر اسے پھیلنے سے روکا۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ـــــ کہ اگر حضرت ھاجرہؓ پانی کو نہ روکتیں تو آج ساری دنیا - آب زم زم ہی پیتی ! ـــــ

قدرت خداوندی کی کرشمہ سازی ادھر یہ ہوئی کہ اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے آب زمزم کا چشمہ جاری ہوگیا ! ـــــ

اور ادھر حضرت ھاجرہ کو بیٹے کے لیئے پانی کی تلاش میں کوہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنے اور ادھر ادھر جانے کا یہ انعام ملا کہ خدا تعالیٰ کو ان کا دوڑنا بڑا ہی پسند آیا اسلیئے قرآن مجید میں یہ فیصلہ فرمادیا : ـــــ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

کہ - صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ـــــ

اور قیامت تک کیلئے بی بی ھاجرہ کی بھاگ دوڑ ارکانِ حج مبارک میں شامل کردی اور جب تک حاجی ان صفا و مروہ کے درمیان اسی طرح جس طرح اماں ھاجرہ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے نہ پورے کرے اس کا حج قبول نہیں ہوتا - چاہے کوئی عام مسلمان ہو یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

طوافِ کعبہ کے بھی سات چکر اور صفا و مروہ کے درمیان بھی سات پھیرے لازمی ہیں ـــــ

قارئینِ کرام ! ـــــ یہ یاد رہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان فاصلہ ایک طرف کا ۷۵۰ ذراع ہے ـــــ

تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل ص ۲۲۶/۲۲۷ الحاج عباس کرارہ ـــــ

عن جابر رضی اللہ عنہ ـ قال ـ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ مَاءُ زَمْزَمِ لِمَا شُرِبَ لَهُ ـ

کہ ـــ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے ! ـــــــ

یعنی ـــــ اِنْ شَرِبْتَ بِسْتَشْفِی شَفَاكَ اللّٰہُ ـــــــ

کہ اگر تو اُسے شفاء کی غرض سے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دیگا۔

وَاِنْ شَرِبْتَہٗ یُشْبِعُكَ اللّٰہُ ـــــــ

اور تو بھوک دُور کرنے کے لیے پیئے گا تو اللہ تیری بھوک دور کردیگا اور اگر پناہ کے لیے پیئے گا تو اللہ تجھے پناہ دے گا ـــ

دارقطنی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ : ـــــ

اِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَم ـــــــ

کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آب زمزم پیتے تو یہ دعاء کیا کرتے تھے ۔ـ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ ـ

کہ اے اللہ ـ میں تجھ سے نفع دینے والا علم کا سوال کرتا ہوں اور اور وسیع رزق کا سوال کرتا ہوں اور ہر قسم کی بیماری کی شفاء کے لئے سوال کرتا ہوں !ـ ـــــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آب زمزم میں اتنے کمالات ہیں اور اتنی صفات اور بیماریوں کے لیے شفا ہی شفا ہے ـ پناہ تلاش کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ اور ہر مقصد کو پورا کرنے کا نسخہ ہے ـ ! ـــــــ

یہ سب کچھ معصوم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی برکت کی بدولت حاصل ہوئے اور ان کے پاؤں کی ایک ٹھوکر کے صدقہ میں اتنی صفات پیدا ہوگئیں۔

اور پھر ابن ماجہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ آیَتہٖ مَابَیْنَ وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَتَمَیَّلُوْنَ مَاءَ زَمْزَمَ۔

کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی ایک نشانی آب زمزم بھی ہے کیونکہ منافقین آب زمزم کم پیتے ہیں جیسے آج کے شہزادگانِ عرب آب زمزم کی بجائے فرانس کا پانی پیتے ہیں!

اور پھر آب زمزم کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو گی کہ دوسرے پانی اور شربت تو بیٹھ کر پینے کا حکم ہے مگر آب زمزم کیلئے حکم یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر پیا جائے اور حاجی کے لئے حکم ہے کہ وہ آب زمزم کثرت سے اور پیٹ بھر کر پیا جائے۔

وَاَنْ یَقْصِدْ بِشُرْبِہٖ الشِّفَاءَ مِنْ اَمْرَاضِ الْجَسَدِ وَالْقَلْبِ

اور اس قصد اور اس غرض سے پیا جائے تاکہ جسم اور دل کی بیماریوں کو شفاء حاصل ہو ــــــ
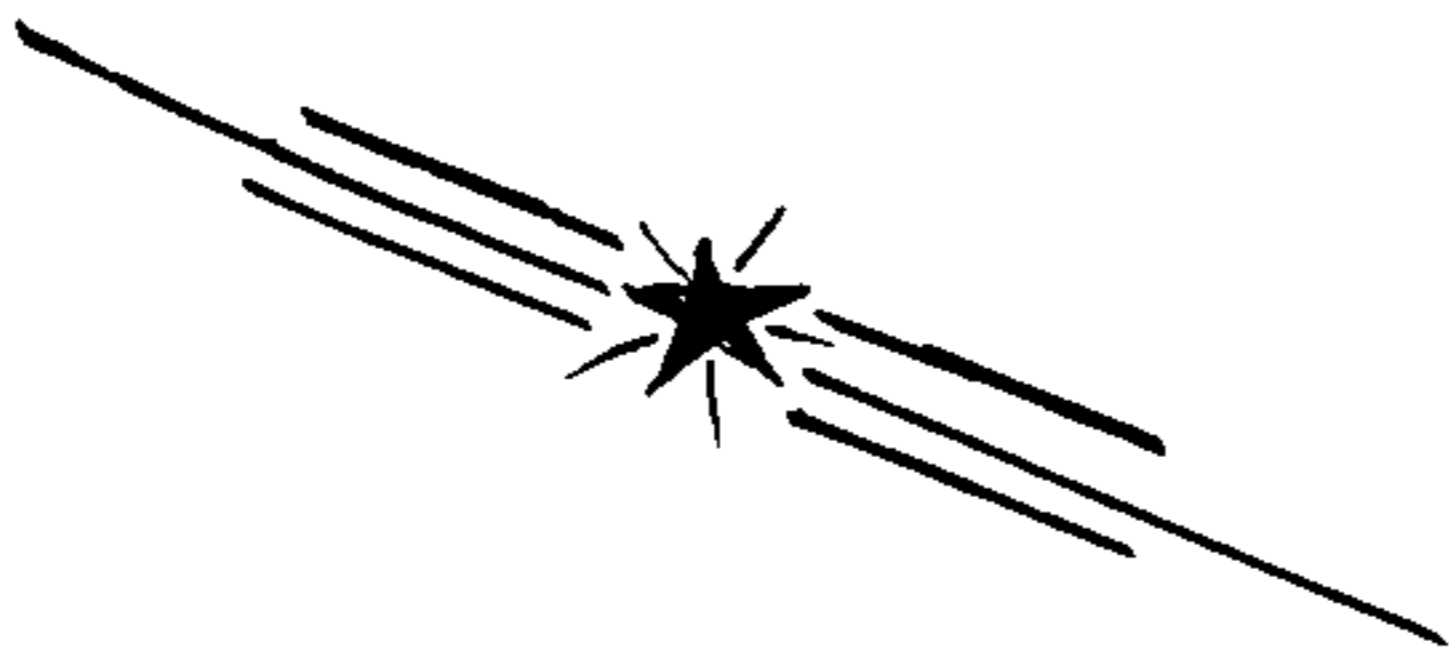
بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

وفدینٰہ بذبح عظیم!

اور ہم نے ایک بہت بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا! ـــــــ

قارئین کرام! آپ اِک اچھی نسبت کو دیکھئے جس کے باعث حضرت اسماعیل علیہ والسلام کا دُنبہ جنت میں جائے گا ـــــ

ایک حلیم لڑکے کی اللہ کی طرف سے خوشخبری پانے کے بعد ـــ جب وہ حلیم فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ جوان ہوئے تو اللہ کے خلیل ؑ کو اچانک رات کو سوتے میں ایک خواب آئی کہ ـــــــ

اے اللہ کے خلیل ؑ اٹھو اور اپنے بیٹے کو میری راہ میں اور میری رضا حاصل کرنے کے لیئے قربانی کردو ــــ تین راتیں یہی خواب آتی رہی کہ کوئی اچھی اور پیاری شئے قربان کردو ـــــ

حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوتے تو بھیڑ، بکریاں اور اونٹ قربان کرتے لیکن تیسری رات اور تیسرے حکم میں صاف کہدیا گیا کہ میں ربِّ دوجہان ہوں بھیڑ بکریاں۔ گائیں اور اونٹ لے کر راضی نہیں ہونگا ـــ میری رضا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں ہے!

انبیاء کا خواب حق اور وحی ہوتا ہے

حضرات محترم ـــــ غور فرمائیے کہ قربان کر دینے کا حکم براہ راست بیداری میں نہیں دیا گیا بلکہ خواب کے ذریعہ۔

اس کی دو وجوہات ہیں : ـــــــ

پہلی ـــــــ یہ کہ دنیا کو پتہ چل جائے ـــــــ کہ رویا الانبیاء حق ـــــ کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب حق اور وحی ہوتی ہے!۔

دوسری ـــــ یہ کہ اپنے لخت جگر کو جس کو آخری عمر کے حصے میں خدا تعالیٰ سے التجائیں کر کے حاصل کیا گیا اور جب وہ بڑھاپے کا سہارا بننے کے لائق ہوا تو اسکو خود اپنے ہاتھ سے قربان اور ذبحہ کرنا ایک باپ کے لئے کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ یہ منزل بڑی ہی دشوار ہوتی ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا خلیل کسی وسوسہ کے جال میں پھنس جائے ـــــــ

اور پھر خواب میں بھی بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ خود ذات خداوندی نے ارشاد فرمایا تاکہ اگر جبریل علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم خلیل اللہ علیہ السلام کو میرا پیغام دے دو کہ وہ اپنے لخت جگر اسماعیل کو ذبحہ کر دو راہ خدا میں رضائے الٰہی کے لیئے تو ہو سکتا ہے کہ جبریل امین یہ کہکر خاموش ہو جائے کہ یا اللہ جس حلیم بیٹے کی بشارت تو نے مجھ سے اپنے خلیلؑ کو دلائی تھی اور اب اسی بیٹے کو ذبحہ کرنے کا حکم میں کیسے دوں ! ـــــ

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر کوئی حزن وملال اور نہ ہی دل و دماغ میں کوئی وسوسہ تھا ـــــــ نہ بدن میں کوئی اداسی اور آنکھوں میں کوئی بیکسی کی کوئی جھلک تھی ـــ بلکہ خوشی و مسرت

میں جھوم رہے تھے کہ اگر میرا پروردگار میرے فرزند کی قربانی سے راضی ہو جائے تو میرے لیئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے ——

اپنی وفا شعار بیوی سے فرمایا کہ آج ہمارے بیٹے کو اچھی طرح بناؤ، سنوارو، غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ کیونکہ آج ہم اپنے پیارے اسمٰعیلؑ ایک اچھی جگہ گھمانے لے کر جائیں گے ——

وفا شعار و جانثار بیوی نے حکم کیمطابق بچہؓ کو غسل کرا کے خوب بناؤ سنگھار کر کے تیار کر دیا —— اس کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک رسّی اور ایک تیز چھری لی اور کوہ بوقبیس کے منٰی کے مقام پر پہنچ گئے ——

حضرت اسماعیل صاف ستھرا لباس پہنے قریب ہی پہاڑ پر اپنی بکریاں چرا رہے تھے —— کہ

ع۔ پہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیلؑ ادھر آؤ
ادھر آؤ خدائے پاک کا ارشاد سُن جاؤ
پدر کی یہ صدا سُنکر پسر دوڑا ہُوا آیا
رُکا ہرگز نہ اسمٰعیلؑ گو شیطان نے بہکایا

بیٹا حاضر خدمت پدر ہُوا۔ —— اور عرض کی:۔
ابّا جان حکم! ——

فرمایا! بیٹا میں نے آج رات ایک ایسا سہانا خواب دیکھا ہے اور یہ خواب میری زندگی کی کتاب کا ایک سنہری باب ہے!
عرض کی ابّا حضور کھل کر بیان کریں ——

فرمایا:—— ع

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آج تجھ کو ذبحہ کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

بس پھر کیا تھا فرزندِ ارجمند نے نہ سوچا، نہ سمجھا، نہ تأمل، نہ گھبراہٹ اور نہ کوئی پریشانی ——— فوراً - ع

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزاری پر

اور ہوتے بھی کیوں نہ جبکہ وہ کوئی پاکستانی کا نافرمان بیٹا نہیں تھا۔ ماں باپ کا بے ادب اور گستاخ لڑکا نہیں تھا بلکہ حضرت خلیل اللہ کا اطاعت گزار۔ فرمانبردار اور حلیم لختِ جگر تھا ———

بڑے ہی تحمل مزاجی سے جواب دیا ———

ابا جان پھر دیر کیسی جو کچھ حکم ملا ہے کر گزریئے! ———

سَتَجِدُنِیْ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ـ

انشاء اللہ آپ ہر حالت میں مجھے صابر پائیں گے ——— حلیم ہونے کے ساتھ اگر مجھے صابر ہونے کا رتبہ بھی مل جائے تو مجھے اور کیا چاہیئے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے اور رضائے الٰہی کے پیشِ نظر تو میرے لئے اور خوش قسمتی کیا ہو گی؟ ———

دونوں باپ اور بیٹا راضی ہو گئے باپ ذبح کرنے کیلئے اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے ———

فَلَمَّآ اَسْلَمَا ——— جب دونوں نے تسلیم و رضا کی وادی میں قدم رکھ دیا ——— تو

سورۃ۔ الصّافات ۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۲۱۳

اِنَّہٗ رمی الشَّیْطَانَ حِیْنَ تَعَرَّضَ لَہٗ بِالْوَسْوَسَۃِ عِنْدَ ذِبْحِ وَلَدِہٖ ۔

کہ ۔ شیطان اس نیکی کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑا ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا ! ۔

اللہ کے خلیل ہوش کرو ۔ اپنی ضعیفی کا عصا اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے ہو ۔ اور اپنے بڑھاپے کا سہارا خود برباد کرنے لگے ہو ۔

کیا کسی باپ نے ایسا کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے ہی معصوم لختِ جگر کے گلے پر چھری چلائے ! ۔

خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا ۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے ! ۔

شیطان ۔ کس طریقہ اور کس انداز میں سوتے میں ۔ یا ۔ جاگتے میں ۔ نیند میں یا بیداری ۔ ؟

جواب دیا ۔ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ ۔ خواب میں !

شیطان ۔ یہ تو شیطانی وسوسہ ہوگا ! ۔

فرمایا ۔ نہیں ۔ رُؤْیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ وَحْیٌ ۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اور وحی الٰہی ہوتی ہے ۔

پھر خلیل اللہ علیہ السلام نے پورے جلال سے پوچھا تو کون ہے جو میرا راستہ روک رہا ہے اور مجھے خدا کے حکم کی تعمیل میں دیوار کھڑی کر رہا ہے ۔

شیطان نے کہا ۔ اَنَا اِبْلِیْسُ ۔

تو سات کنکر مارے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور فرمایا ! ——
دفع ہوجا یہاں سے ——
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سات کنکر ابلیس لعین کو مارے ہوئے
قیامت تک کے لئے سُنّت ابراہیمی بنا دیئے گئے ! ——
یہاں سے نا امید ہوکر اور اپنی شیطانی دیوار کو منہدم ہوتا دیکھکر ——
وہ حضرت ھاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ورغلانے —— وسوسہ میں
ڈالنے —— اور نیکی وثواب کے اس راستہ سے ہٹانے کے لئے آگیا -
نزہت المجالس جلد ا ص۱۶۹ —— فَلَمَّا خَرَجَ بِہٖ جَاءَھَا
الشَّیْطَانُ —— وَقَالَ یَا ھَاجِرَۃُ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ یُرِیْدُ ذِبْحَ اِسْمٰعِیْلَ -
اے ھاجرہ ! - جانتی ہو آج ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام
کو بنا سنوار کر کہاں لئے جا رہا ہے ! ——
فرمایا —— نہیں -
شیطان —— اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادہ سے -
ھاجرہؓ —— وہ کیوں ؟ ——
شیطان —— زَعَمَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَہٗ !
اس کا وہم وخیال ہے کہ اُسے اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے !
ھاجرہؑ —— قَالَتْ سَلَّمْنَا اَمْرَ اللّٰہِ ——
کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر پورا پورا یقین ہے —— اور اس
کے پر ہمارا سر تسلیم خم ہے !
فَلَحِقَ اِسْمٰعِیْلَؑ —— شیطانِ لعین، حضرت ھاجرہ سے بھی

مایوس ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پاس جا پہنچا۔
اور وہی الفاظ دُہرائے جو حضرت ہاجرہؓ سے کہے تھے!۔
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو کہ ان کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قربان ہونے کو تیار ہوں ——
یہاں سے بھی ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملا اور کہنے لگا —— اپنی زندگی کے آخری سہارے اور اپنے اس لختِ جگر کو ذبح کرنے لگے ہو جسے تم نے اللہ تعالےٰ سے مانگ کر لیا ہے ——
رَبِّ هَبْ لِی مِنَ الصَّالِحِیْنَ ۔
شیطان نے پھر کہا —— جاءَكَ الشَّیْطَانُ فِی الْمَنَامِ —— کہ ہو سکتا ہے کہ خواب میں آپ کے پاس شیطان آیا ہو اور اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہو۔
حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے شیطان سے غُصّہ میں فرمایا !۔
اَلَیْكَ عَنِّیْ یَاعَدُوَّ اللهِ —— کہ ——
میری طرف سے تجھ پر لعنت ہے اور اے اللہ کے دُشمن دور ہو جا مجھ سے —— اور پھر
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے والدِ مکرم سے کہا! ——
اِرْفَعْ قَمِیْصِیْ اِلیٰ اُمِّیْ —— کہ
میری قمیص میری امّی جان کو دے دینا ——
وَاَقْرِئْهَا اَلسَّلَامَ مِنِّیْ —— اور
میری والدہ محترمہ کو میرا سلام بھی پہنچا دینا —— اور اگر

فَاِنْ سَأَلَتْكَ عَنِّیْ ـــــ اگر میری اماں جان، آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں ـــــ تو انہیں جواب دینا ـــــ
تَرَکْتُهٗ عِنْدَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْكَ وَمِنِّیْ! ـــــ کہ میں اسے ایسے مہربان کے پاس چھوڑ آیا ہوں جو کہ تم سے بھی اور مجھ سے بھی بہتر ہے ـــــ
یعنی اللہ تعالےٰ کے حوالے کر آیا ہوں! ـــــ
"شاہنامۂ اسلام"۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے اس قربانی کے دردناک واقعہ کی خوب منظر کشی اور اس ذبحۂ عظیم کے پُرسوز حادثہ کی خوب تفسیر کی ہے۔
کہ ؏ ـــــ عجب بشاش تھے دونوں رضائے ربِّ عزّت پر
تامل یا تذبذب کچھ بھی نہ تھا دونوں کی صورت پر
کہا فرزند نے اے باپ اسماعیلؑ صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

تفسیر کبیر جلد ۷ ص $\frac{۱۵۳}{۱۵۴}$ ـــــ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی ابا جان ـــــ یَا اَبَتِ اشْدُدْ رِبَاطِیْ ـــــ مجھے رسّی سے باندھ لیجئے ـــــ تاکہ اگر میں چھری کے نیچے تڑپوں تو آپ کو رحم نہ آ جائے۔
وَاکْفُفْ عَنِّیْ ثِیَابَكَ ـــــ اور اپنے کپڑے بھی مجھ سے بچا کے رکھیں ـــــ تاکہ میرے خون کے قطرے آپ کے لباسِ اطہر پر نہ گریں۔
اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف صرف سات برس تھی یا پھر تیرہ سال کی ـــــ
وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ـ پھر باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا لیا ـــــ

بیٹے نے عرض کی — ابّا حضورؑ! مجھے اوندھا لٹالیں ——
پوچھا —— بیٹا کیوں ؟ —
جواب دیا —— کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری صورت دیکھکر رحم آجائے اور آپ کے ہاتھ سے چھری گر جائے —
آخر کار ——— باپ نے ایسا ہی کیا —
اور پھر ——— ع

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھری پتھّر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

آسمان کے فرشتوں نے جب یہ المناک نظارا دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں ——— اور زمین و آسمان کانپ گئے —
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید اسلیئے بھی کہ آجتک کوئی فرشتہ اللہ کے نام پر اسطرح قربان ہوتا نہ دیکھا گیا جس طرح یہ دونوں باپ بیٹے خدا کے نام پر اپنے آپ کو قربان ہونے اور قربان پر مائل ہیں ۔ عجب انسان ہیں دونوں صبر و رضا کے پیکر — رضائے الٰہی کی خاطر باپ ذبحہ کرنے پر خوش اور بیٹا قربان ہونے پر راضی ! ———

نزہت المجالس ۔ جلد اوّل صفحہ ۱۷۰ —

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ —— اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے تاکہ آسمان کے فرشتے دیکھ لیں کہ صرف اللہ تعالےٰ کو تمھاری تسبیح و تحلیل حمد و ثناء اور رکوع و سجود کی ہی ضرورت نہیں ہے، اُسے تو ایسے بندے بھی چاہئیں جو ان صفات کے ہوں کہ خواب کو بھی وحیِ الٰہی سمجھ کر قربانی کے جذبہ

سے سرشار ہو کر میری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کیخاطر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور بیٹا اپنے باپ کی بات پر یقین رکھتے ہوئے اور اطاعت گزاری کا ثبوت دینے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے فخر کرے

اور پھر حضرت ہاجرہؑ جیسی مقدس ماں بھی چاہیئے جو شیطان کے جال کو توڑ کر اپنے لخت جگر کو خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے وفادار بیٹے کو ذبح کروا کر بھی غمگین اور اداس نہ ہو ——

وَقِیْلَ —— اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی بھیجی ——

اَدْرِکْہُ وَاِنْ قَطَعَتِ السِّکِّیْنُ عَنْہُ شَیْئًا لَاَمْحُوَنَّكَ مِنْ دِیْوَانِ الْمَلَائِکَۃِ ——

کہ —— فوراً جاؤ اور دونوں باپ بیٹے کو پکڑ لو —— اور اگر اسمٰعیل علیہ السلام کا چھری نے ایک بال بھی کاٹا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام کاٹ دیا جائیگا۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی بار چھری چلائی مگر —— اسمٰعیل علیہ السلام کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی ——

تو غصہ میں آکر ہاتھ سے چھری پھینک دی! ——

اور پھر چھری نے کہا —— لِمَ تَغْضَبْ ——

یَا خَلِیْلَ اللہِ —— آپ مجھ پر غضب ناک کیوں ہوئے ——

فرمایا —— اس لیئے کہ تو اسمٰعیل علیہ السلام کا گلا تو ایک طرف رہا اس کا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکی ——

چھری نے جواب دیا —— کَیْفَ لَمْ تَحْرَقِ النَّارُ

کہ ــ آتشِ نمرود نے آپ کو کیوں نہ جلایا تھا ــــ
فرمایا ــــ اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آگ کو حکم ملا تھا ــ
یَانَارُکُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلَامًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ــــ کہ اے
آگ ٹھنڈی ہو جا اور میرے ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی بن جا ! ـ
چھری نے پھر عرض کی ــــ خُرِجَ لِیۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً لَا تَقۡطَعِیۡ شَیۡئًا
کہ مجھے ستر دفعہ کہا جا رہا ہے کہ خبردار اسمٰعیل علیہ السلام کی کوئی شے
نہ کاٹی جائے ــــ
میرا اپنا شعر ہے جو کہ میں نے جامعہ نعیمیہ مُراد آباد میں جناب جگر مراد آبادی
مرحوم کی صدارت میں پڑھ کر رئیس المتغزلین سے داد وصول کی تھی ــــ ع

نہ احساسِ ایذا کچھ بھی ہوا وقتِ ذبح مجھ کو
نہ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

غرضیکہ ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ اپنے معصوم
بیٹے پر چھری چلائی مگر بیٹے کا بال بھی چھری نے نہ کاٹا ـ حضرت ابراہیم
علیہ السلام حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے ــــ ایسا کیوں ؟ ہو رہا ہے اور کیا
کہیں اس امتحان میں فیل تو نہیں ہو رہا ــــ
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے آواز آگئی ــــ
صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ــــ

کہ ــ اے ابراہیم علیہ السلام ! بس اتنا ہی کافی ہے اور تُو نے
اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے ــــ اسلیئے کہ میرے حکم کے بعد نہ خود تمہارے
چہرہ پر شکن آئی اور نہ ہی تیرے جانثار بیٹے کی پیشانی پر حزن و ملال کے

آثار دکھائی دیئے ہیں! ——

وَسَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ - اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ -

اور ہماری طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر - اس جذبہ - تعمیل - اور کامیابی پر انعام کے طور پر ہزاروں سلام ہوں —— کیونکہ وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے ہے ——

چھری چلاتے وقت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر - اللہ اکبر اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا —— لا الہ الا اللہ واللہ اکبر - اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا وللہ الحمد! ——

وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ اَعْطَاکَ بِصَبْرِکَ دَعْوَۃً لَکَ مُسْتَجَابَۃً -

کہ — اے ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صبر کے بدلے دعائے مستجاب عطا کی ہے ——

کوئی دعا کرنی ہو تو کر لو —— تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی —— اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ——

کہ — اللہ تعالیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اُمتی کو بھی عذاب نہ دینا ——

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ —— اَدْرِکْہُ —— کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو فوراً پرواز کر کے پکڑے یعنی اسے چھری کے نیچے سے نکال لو —— تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۳۱۱ چنانچہ یک

دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا ؟

هَلْ أَصَابَكَ مَشَقَّةٌ وَتَعَبٌ فِي نُزُولِكَ مِنَ السَّمَاءِ ـــ کہ،

کیا تجھے آسمان سے نازل ہوتے وقت کبھی کوئی تکلیف اور مشقت بھی ہوئی ہے ؟

تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا !

نَعَمْ أَرْبَعَةَ مَوَاضِعَ ــــــ

ہاں چار دفعہ ! ــــــ

اَلْاَوَّلُ حِيْنَ اُلْقِیَ اِبْرَاهِيْمُ فِي النَّارِ كُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَدْرِكْ عَبْدِیْ ! ــــــ

پہلا یہ ـــــ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کیا تو میں عرش کے نیچے یہ المناک حادثہ دیکھ رہا تھا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ جبریلؑ اپنا پورا زور لگا کر اور اپنے پورے چھ سو پروں کی طاقت صرف کر کے جاؤ اور میرے نیک ـــ صالح اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم کو پکڑ لو ـــــ یعنی بچالو ــــ

چنانچہ میں پرواز کر کے پہنچا ـــ اور کہا کوئی حاجت ہے تو بتاؤ !

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ـــــ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا ! ـــ

حاجت تو ہے پر تجھ سے نہیں ! ــــــ

نزہت المجالس میں فرمایا ہے کہ ـــــ نَعَمْ

کہ ہاں حاجت ہے تو جبریل نے پوچھا کونسی ؟

تو فرمایا ــــــ اِنْ تَكُوْنَ مَعِيْ فِي النَّارِ

کہ میرے ساتھ آگ میں چھلانگ لگاؤ ! ــــــ

دوسرا ــــ حِیْنَ وَضَعَ اِبْرَاهِیْمُ السِّکِیْنَ عَلٰی حَلْقِ اِسْمٰعِیْلَ کُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ ــــ کہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے معصوم حلق پر چھری رکھی تو میں عرش کے نیچے یہ دردناک نظارا دیکھ رہا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ آنِ واحد میں زمین پر جاؤ اور میرے ذبحہ ہونے والے صالح۔ صابر اور اطاعت شعار پیارے رسُول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچاؤ ــــ

چنانچہ حکمِ الٰہی سنکر میں نے اپنی پوری قوّت سے پرواز کر کے زمین پر پہنچا ــــ

فَقَلَبْتُ السِّکِّیْنَ ــــ میں نے چھری کو پھیر دیا ــــ

تیسرا ــــ جب کفارِ مکہ نے جنگِ اُحد میں آپؐ کا دندانِ مبارک شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ ــــ

اَدْرِكْ دَمَ حَبِیْبِیْ ــــ اور میرے محبوب علیہ السلام کے خونِ مبارک کو اپنے پروں پر اٹھالو ــــ کہ وہ زمین پر گرے!

فَاِنَّهٗ لَوْ سَقَطَ مِنْ دَمِهٖ عَلَی الْاَرْضِ قَطْرَةٌ مَا اَخْرَجَتْ مِنْهَا نَبَاتًا وَّلَا شَجَرًا ــــ

کیونکہ اگر میرے حبیبؐ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خون کا قطرہ زمین پر گر گیا تو زمین پر کوئی سبزا اور کوئی درخت پیدا نہیں ہوگا ــــ تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آنِ واحد میں پہنچا اور آپؐ کے خونِ مبارک کو ہوا میں اڑا دیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ زمین پر گرتا ــــ

پچہارم ——— حِینَ اُلقِیَ یُوسُفُ فِی الجُبّ ——— کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جاؤ میرے ہونے والے صابر و شاکر نبی کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے سنبھال لو ———

چنانچہ — میں نے اپنی پوری طاقت و قوّت سے پرواز کی اور اپنے چھ سو پروں کو کھول کر اس اندھیرے کنوئیں میں آیا اور حضرت یوسف کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اٹھا لیا اور انہیں ایک پتھر پر آرام سے بٹھا دیا ——

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ قدرتِ الٰہی کی کرشمہ سازی ہے ورنہ کہاں چھری کا حلق پر چلنا ——— کہاں آگ کے شعلوں میں گرنا ——— کہاں خون کے قطرہ کا زمین پر پڑنا ——— اور کہاں یوسفؑ کا کنوئیں میں آنا اور کہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عرش کے نیچے ہونا اور کہاں سدرۃ المنتہاء میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور کہاں کروڑوں میل کا فاصلہ اللہ کی شان اور خدا کی قدرت کے ساتھ ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی قوّت اور چھ سو پروں کی طاقت دیکھو! ———

حضراتِ محترم ——— اگر کروڑوں میل کا فاصلہ ایک آنِ واحد میں حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر عرش سے آسکتا ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک آنِ واحد میں زمین سے عرش پر کیوں نہیں جا سکتے!

اقبال مرحوم کہتا ——— کہ

ع ——— سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

تو قارئینِ کرام! ــــــ جبریل علیہ السلام آنِ واحد میں زمین کی وادیٔ مِنا میں اترتے اور جنت سے ایک دُنبہ یا مینڈھا بھی ساتھ لائے جو چار ہزار سال تک جنت میں پلتا اور چرتا رہا ــــــ
اور پھر حکم ہُوا کہ اے میرے برگزیدہ رسُول اور صالح نبی اور صابر پیغمبر ــــــ اب اپنے لختِ جگر اسمٰعیلؑ کی بجائے اس دُنبہ کو ذبحہ کر دو ــــــ
تو ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت سے لائے ہوئے دُنبہ کو ذبحہ کر دیا جسے قرآن مجید نے بِذِبحٍ عَظِیمٍ کہا ہے یعنی عظیم اور بہت بڑی شے ذبحہ کی گئی ــــــ اور اس طرح اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اس مینڈھے کا فدیہ دے دیا گیا ــــ ذبحہ کر دیا گیا اور قربان کر دیا گیا ــــ تو اس اس دنبہ کی یہ نسبت کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبحہ کر دیا گیا اسے جنت میں لے جائے گی ــــــ
امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے ــــــ کہ

نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں

اقبالؔ مرحوم نے اس قربانی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ــــــ کہ

ع یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اور ایک دوسرے شاعر نے بھی قرآنِ پاک کے اس دردناک واقعہ کو یوں بیان کیا ہے ــــــ کہ ع

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر میرے خُدا تجھکو
کہ مقتل سے ابھی تک رسمِ قربانی نہیں جاتی

اصل میں یہ شعر یوں تھا ـــــــ

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر اے سنگدل تجھکو

تو سید افتخار الحسن نے سنگدل کی بجائے میرے خدا کہہ دیا ہے ....

قارئینِ کرام! ـــــــ یہ تینوں باپ بیٹے اور ہاجرہ کی کتنی عظمت پائی جاتی ہے کہ تینوں نے شیطان کو کنکر مارے اور خدا نے ان کے اس حسن کردار کو اپنے حج مبارک کے لئے رکن بنا دیا ـــــــ

سید افتخار الحسن کے نزدیک یہ قربانی ـــــــ یہ فدیہ اور یہ ذبیح کوئی معمولی شے نہیں تھی۔ اسلئے کہ ایک پیغمبر کے بدلے اپنی جان دینی ـــ اپنے آپ کو قربان کرنا اور اللہ کے خلیلؑ کی خواب کو سچ کرنے کے لئے چھری کے نیچے آپ ذبحہ ہو جانا ایک عظیم کارنامہ اور انتہائی جانثاری کی دلیل ہے اور اسی لئے قرآن حکیم نے اس فداکاری کو **بذبح عظیم** فرمایا ہے ـــ

ع ـــ غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
انتہا ہے اس کی حسین اور ابتدا ہے اسمٰعیلؑ
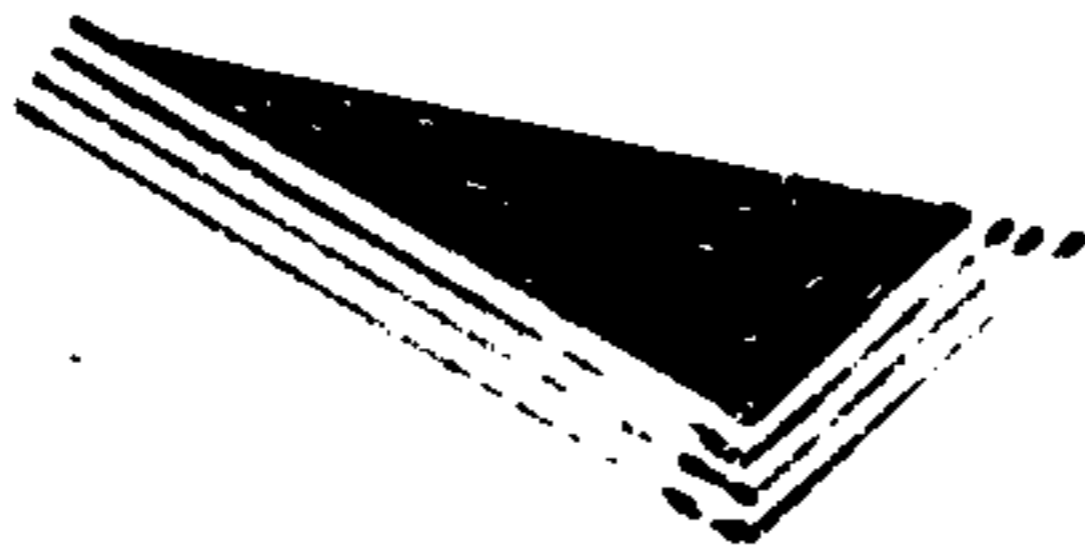
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ کے خلیلؑ کی دعائیں
اور
عربؐ کے شہزادے

قارئین حضرات! ــــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبیحہ کے جنت کی قرآن حکیم کے مطابق سچی کہانی تو آپ نے سن لی اب ذرّہ دونوں باپ اور بیٹے کا ایک اور قرآنی قصہ بھی ملاحظہ فرمائیں ــــ کہ دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اللہ کا گھر بنایا اور رب دا کوٹھا تیار کیا ــــ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالےٰ ہے ــــــ

سورۃ البقرہ - آیت ۱۲۷ ــــــ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ــــــ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں ــــ اور اسماعیل ــــ اور دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ یا ربّ ہماری اس محنت کو قبول فرما! ــــ

بیشک تو ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور پھر تعمیر کعبہ کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتھر کو جائے نماز بنا دیا۔
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ——

خانہ کعبہ تعمیر تو ہو گیا لیکن بے آب و گیاہ خطہ میں جہاں نہ کوئی فصل۔ نہ کوئی سبزی اور نہ کوئی زراعت، نہ کھیتی باڑی۔ بس فلک بوس پہاڑوں کا سلسلہ —— پہاڑوں کے دامن اور چٹانوں کی بلندیوں کے ساتھ حدِّ نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے عرب کے ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح جھلسا دینے والے گرم ہوا کے جھونکوں کے علاوہ اور کوئی شے نظر نہیں آتی تھی ——

یہ بھی ایک حضرت اسمٰعیل علیہ کا اعجازِ نبوّت سمجھو کہ بچپن میں ہی پاؤں کی ٹھوکر سے "آبِ زمزم" جاری کر دیا تھا تاکہ عرب کے اس وسیع ریگستان میں پانی کی ایک لہر بھی جاری ہو جائے تاکہ آنے والی انسانی نسلیں ملتِ ابراہیمی اور اولادِ اسماعیلؑ کی شکر گزار رہیں ——

اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُور اندیشی اور پیغمبرانہ فکر و سوچ ہی کا نتیجہ ہے کہ اس بے آب و گیاہ خطہ میں اور ان پہاڑوں کے دامن میں اس تپتے ہوئے ریگستان کے ٹیلوں میں کبھی کبھی کوئی آبادی ہو گی اور لوگ دُور دُور سے آ کر یہاں بستیاں آباد کریں گے اور پھر ہر طرف سے خانہ کعبہ کا طواف اور خانہ کعبہ کا حج مبارک کرنے والے اہلِ ایمان یہاں آ کر کھائیں گے کیا!
یہ سوچ کر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔

سورت البقرہ۔ آیت ۱۲۶ ـــــــ

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِؕ ـــــــ اور

پھر سورۃ ابراہیم ـــ آیت ۳۵ ـــــــ

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ـــ

اور آیت ۳۷ میں۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

کہ ـــ یارب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس شہر کے رہنے والوں کو جو کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں پاک وصاف پھلوں سے رزق عطا کر تا کہ یہ لوگ تیرے شکر گزار اور احسان مند ہوں ـــــ

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ ـــ کہ

میں اپنی اولاد کو ایک ایسی وادی میں چھوڑ چلا ہوں، جہاں کوئی خورد ونوش کا سامان اور زراعت یعنی کھیتی باڑی کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس لئے انہیں تازہ پھلوں سے رزق مہیا کر ـــــ

تاریخ الحرمین الشریفین۔ حصہ اول صـ ۶۵ مکہ مکرمہ از عباس کرارہ ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صـ ۲۲۵ ـــ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا معصوم وصابر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ ایک دو دن کی خوراک بھی ختم ہو چکی ہے ـــــ

ثُمَّ عَطِشَتْ وَعَطِشَ الصَّبِيُّ ـــــ پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بھی اور اس کے معصوم بچہ کو بھی پیاس لگی اور پھر اسماعیل ؑ کو پیاس نے تنگ کیا۔ ہاجرہ ؓ تو کوہِ صفا ومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑنے

لگیں اور ادھر ـــــ ضَرَبَ بِقَدَمِهٖ فَغَارَتْ عَيْنًا" ـــــ

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پاؤں شدّتِ پیاس سے مجبور ہو کر پتھر پر مارے تو آبِ زمزم کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل پڑا ـ حضرت ھاجرہؓ نے چشمہ کے ارد گرد پتھروں کی باڑ کھڑی کر دی تاکہ پانی اِدھر اُدھر پھیل کر ضائع نہ ہو جائے ـ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ـــــ

رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْلَا اَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا ـــــ کہ

"اللہ تعالےٰ ، حضرت اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے ، اگر وہ جلدی سے آبِ زمزم کے ارد گرد باڑ نہ بناتیں تو یہ چشمہ ساری دنیا کے لئے کافی ہوتا"

حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا پورے اطمینانِ قلب اور پُرسکون چشمہ کے ارد گرد بیٹھتی ہیں اور چشمہ کے ارد گرد پرندے چہچہاتے اڑتے پھرتے اور اپنی چونچیں آبِ زمزم میں ڈبو کر اپنی پیاس بجھا رہے ہیں ـــــ

اعلیٰحضرت ـــــ تفسیر کنزالایمان ـــــ حاشیہ نمبر ۹۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور سب سے پہلے عرب کے مشہور اور پرانے قبیلہ جرہم کا ادھر سے گزر ہوا ـــــ

انہوں نے دیکھا کہ اس وادیٔ غیر ذی ذرع اور کوہساروں کے وسیع سلسلہ میں پرندے اُڑ رہے ہیں ـ قبیلہ والے سمجھ گئے کہ یہاں ضرور کہیں پانی موجود ہے ورنہ یہاں پرندوں کا اڑنا کیا ؟ وہ اسطرف چل پڑے جدھر پرندے اُڑ رہے تھے ، جب قبیلے کے لوگ قریب آئے تو ان کے تعجّب و حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک صاف و شفاف ، ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل رہا ہے ـ

اور ایک خاتون خوشی و مسرت کے عالم میں سر جھکائے بیٹھی ہے۔

قبیلے کے لوگ پیاس کے مارے نڈھال ہو رہے تھے اور پانی کی تلاش میں ہی عرب کے صحراؤں اور خشک چٹیل پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے وہ ادھر آ نکلے تھے۔ اور اب ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ اُن کے سامنے تھا۔ ان کی خوشی کا اندازہ ان کی چھلکتی آنکھوں سے صاف لگایا جا سکتا کیوں کہ عرب کے صحراؤں میں پانی کا ملنا زندگی کی سب سے بڑی نعمت تصوّر ہوتا تھا۔

جب وہ آب زمزم کے چشمہ کے پاس آئے اور ایک عصمت و عفت مآب خاتون کو اس کے قریب بیٹھے دیکھا تو ہاتفِ غیبی سے ایک مسرور کُن آواز آئی۔ جس سے انہیں بھی سکونِ دل حاصل ہو گیا۔

شاہنامۂ اسلام — میں حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے — کہ ع

ندا آئی کہ اے جرہم کے بچو! بادیہ گردو
ادب کی جا ہے لے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو
یہ وہ عورت ہے قربان عورتیں جس کی شرافت پر
یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جس کی قسمت پر
یہ اُمُّ المُسلمِین ہے اور شہزادی ہے صحرا کی
اسی کے نازنیں قدموں سے آبادی ہے صحرا کی
یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

قبیلہ جرہم کے لوگوں نے بڑے ادب و احترام اور نہایت ہی

عجز و انکساری سے حضرت ہاجرہؓ کو سلام کیا اور ساتھ کئی قسم کے نذرانے اور تحائف بھی پیش کیئے اور اس جگہ اپنے خیمے لگانے کی اجازت طلب کی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ بس پھر انہوں نے اپنی رہائش و قیام کے لئے چشمہ کے ارد گرد اپنے خیمے نصب کر کے اپنی کمریں کھول دیں اور یہ پہلی آبادی تھی جو آب زمزم کے چشمہ کے ارد گرد بنی اور مکہ آباد ہونے لگا ——— اور

پھر رفتہ رفتہ ادھر ادھر کے قافلے پانی کی تلاش میں سرگرداں اس طرف آنکلتے اور یہیں آباد ہوتے گئے اور جو اس صحرا میں بھٹک گئے وہ سینکڑوں میل چل کر بھی سراب میں گم ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ———

بالآخر ——— صدائے خلیل علیہ السلام اور مشیّت الہٰی اپنا رنگ دکھانے لگی اور مکہ مکرمہ آباد ہونے لگا ——— جس کی نشاندھی قرآن مجید میں یوں کرائی ہے ——— کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ ——— فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ ——— مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ———

خلیل اللہ کی دعاؤں کا لُبِّ لباب

حضرات گرامی ——— حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ بالا قرآنی دعاؤں اور ارشاد باری تعالیٰ کا لب لباب یہ ہے اور ان سے مندرجہ ذیل حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں ———

۱ ——— یا اللہ اس بے آب و گیاہ وادی کے رہنے والوں کو ہر طرح کے اور ہر طرح کے اور ہر موسم یا بے موسم کے تر و تازہ پھلوں اور میوہ جات سے رزق

مہیا فرما ——

۲ —— اور اس شہر کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے ——

۳ —— اور اس شہر میں جو بھی داخل ہو جائے اسے امان دے دے۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔

جو بھی ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں ان کے لئے یہ انعامات و اکرامات مخصوص کر دے ! ——

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ —— خزائن العرفان تفسیر —— حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ —— فرماتے ہیں کہ ۔ اس شہر کو امن و امان والا بنا دے —— اس سے یہ مراد ہے کہ حرمِ کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں شکار تک کو امن ہے —— یہانتک کہ حرمِ شریف میں شیر اور بھیڑیے بھی شکار نہیں کرتے —— اور مومن اس میں داخل ہو جائے تو عذاب سے مامون ہو جاتا ہے —— اور حرم کو اس لیئے حرم کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل۔ ظلم اور شکار تک حرام و ممنوع ہے ۔ (احمدی) ——

اور اگر کوئی مجرم بھی حرم شریف میں داخل ہو جائے تو اس سے تعرض کیا جائے گا —— (مدارک)

وَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ —— اور ہم نے اس گھر کو مرجع الخلائق —— پناہ گاہ اور دار الامان بنا دیا —— اور یہاں پر امن و امان کی رکھوالی اور حفاظت کے لئے یہاں تک حکم نافذ کر دیا گیا کہ ایام حج میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا۔ قتل و غارت اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا تو درکنار کوئی شخص ان ایام میں ایک مکھی نہیں مار سکتا اور ایک پیک ہلاک نہیں کر سکتا ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوئیں یا نہیں ؟
تو قرآن پاک ہی سے ثابت ہے کہ اللہ کے خلیل نے اللہ تعالےٰ سے جو طلب کیا وہ انہیں عطا کیا گیا — جو دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگی وہ سب کچھ اُن کو دیا گیا ———
مثلاً ——— حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی دعا ان الفاظ میں کی جو قبول ہوئیں ———
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا ———
اور یا — خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے دامن کو اولادِ نرینہ سے خالی دیکھنے کے سو سال کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ان الفاظ میں درخواست کی
رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ——— جو کہ اسی وقت قبول ہوگئی اور اسی وقت ایک حلیم بیٹے کی بشارت بھی آگئی —
وَبَشَّرْنٰهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ —
اب دیکھنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعائیں قبول ہوئیں کہ نہ ———
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا - اور وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں کہ یارب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس وادی غیر ذی ذرع میں بسنے والوں کو تروتازہ پھلوں سے رزق مہیا فرما۔
تو احباب کرام ! ——— پہلی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبول ہوگئیں تھیں تو یہ بھی ضرور قبول ہوگئی ہونگی ——— تو پھر یہ ماننے میں کوئی بات نہیں کہ **آلِ سعود اور عرب کے شہزادے** جس عیش پرستی

اور کیف و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں اور ہر صبح و شام نئے اور تر و تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات اپنے شاہی خاندان کے دستر خوان کی زینت بناتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہی دعاؤں کا اثر و نتیجہ ہے ورنہ وہاں تو سوائے گرم ہوا کے تھپیڑوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے تپتے ہوئے سنگریزوں کے سوا اور اس بستی میں دھرا ہی کیا تھا ــــــــ

اور آج سونے کے پہاڑوں اور تیل کے چشموں کی بدولت آلِ سُعود اور عرب کے ان شہزادوں کی تجوریاں سونے چاندی کے خزانوں سے بھرے پڑے ہیں اور تیل کے چشموں کی آمدن سے ان کے شاہی محلات تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ بھی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اس بے آب و گیاہ بستی کے لئے دعا ہی کا کرشمہ ہے۔ اور آج اس بستی کے رہنے والے آلِ سعود اور عربی شہزادوں کے شاہی دسترخوان پر جو امریکی بروسٹڈ مُرغے ــــ زیتون کے تیل میں تلے ہوئے شامی کباب۔ زعفران کی چاشنی سے پکے ہوئے زردہ و پلاؤ اور سربمہر یافتہ کیلے اور سنگترے چُنے جاتے ہیں، یہ بھی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ورنہ یہ شہزادے تو دنیا بھر میں عرب کے بدّو مشہور تھے جو کہ ڈاکوؤں کی طرح حاجیوں کے قافلے لوٹ کر اور کھجوروں کی گٹھلیوں اور جَو کے پنیر پر اپنی گذر اوقات کیا کرتے تھے ــــــــ اور آج دولت کی فراوانی سونے چاندی کے خزانوں اور تیل کے چشموں کی اربوں روپوں۔ ڈالروں اور پونڈ کی آمدنی نے ان بدوؤں کو شہزادے بنا کر ان میں شیطانی تکبر و غرور اتنا بھر دیا ہے کہ مسلمان تو **آبِ زمزم** کو بطور تبرک اور بطور شفاء پیتے ہیں لیکن یہ بدمست شہزادے آبِ زمزم کی بجائے فرانس کا پانی خرید کر پیتے ہیں ــــ

لیکن یہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ آل سعود کے شہزادے جن انبیاء علیہم السلام کے صدقے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں انہی کے نام و نشان تک کو مٹا دیا گیا ہے، یہاں تک کہ خاندانِ نبوّت کے مقدّس مزارات کو بھی بلڈوز کر دیا ہے! ــــــــ

شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" کے صـ ۲۳ میں سعودی حکومت کے گماشتوں نے صرف شرک کو ہی مسمار نہیں کیا اس کے ساتھ ہی عشق و محبّت کے جاں کو بھی توڑ دیا ہے اور اس کے مضبوط قلعہ کو بھی مسمار کر دیا۔ افسوس کہ سعودی حکومت شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی ــــــ

اور یہ لوگ مزارات کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کی بدعت اور شرک کہتے ہیں مگر جب کبھی خود کافروں، مشرکوں اور غیر مسلموں کی قبروں پر جاتے ہیں تو انہیں شرک نظر نہیں آتا! ــــــ

روزنامہ نوائے وقت ــــ ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعظم امیر فیصل کی سمادی پر پھول چڑھائے ــــــ

مسلمان بھائیوں ــــــ ان شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ بتاؤ خاتونِ جنت کا مقدّس مزار مبارک کہاں ہے۔ (صلوٰۃ اللہ علیہا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا روضۂ انور کس جگہ ہے اور دوسرے خاندانِ نبوّت کے چشم و چراغ کی قبریں پاک کس جگہ ہیں؟ ــــــ

اور پھر روزنامہ جنگ ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ہندوستان کا وزیر اعظم پنڈت نہرو جب سعودی عرب کے دورہ پر گیا تو سعودی عرب کے شاہی خاندان نے ان الفاظ سے اس کا استقبال کیا ــــ

مرحبا رسول السلام ! کہ امن کے پیغمبر ہم تمہارا خیر مقدم کرتے ہیں۔
افسوس کہ نہ کوئی عالم دین بولا ــــــ نہ کسی مفتی نے زبان کھولی ــــ اور نہ ہی امام کعبہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی ــــــ

حضرات محترم ــــــ یہ سب کچھ عبدالوہاب نجدی کے بنائے ہوئے ذاتی اصولوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ سعودی حکومت عبدالوہاب نجدی کو ہی اپنا پیشوا اور دینی راہنما مانتے ہیں اس لئے ان کی شخصی حکومت اور آمرانہ سلطنت میں عیاشی و فحاشی کے بازار کھلے ہیں ــــــ

اور وہ مقدس وادی جس میں تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات کے ڈھیر لگے رہتے ہیں، وہاں آج شراب کی بوتلیں ــــ سوئر کا گوشت اور تعیش کے سامان کے ڈھیر و انبار لگے ہوئے ہیں اور جہاں مسلمان بھائیو! ان عربی شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں - مسلمانوں کی مذہبی کتابوں اور خصوصاً "کنزالایمان" کے سعودی عرب میں داخلے پر سخت پابندی ہے لیکن وہاں آجکل امریکہ کی عیاش فوج اور غیر مسلم فوجی سپاہیوں اور افسروں کے بے پناہ فحش لٹریچر اور عریاں تصویریں مکہ مکرمہ کے بازاروں دھڑا دھڑ بک رہی ہیں۔ ــــــ

میں ۱۹۷۹ء میں امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہونے کے لئے گیا ــــ حسن اتفاق سمجھیے کہ آستانہ عالیہ محدث پاکستان فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب رضوی حیدر آباد اور مولانا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا بھی اسی سال اس خطۂ ارضی مقدس میں حاضر تھے ــــ

ایک دن ملاقات کے دوران عرض کی ! حضور حجر اسود کو بوسہ تو دیا مگر

لطف نہیں آیا اور پیاس نہیں بجھی ! ———

فرمایا ——— آج رات ایک بجے چلیں گے ———

وقت پر خانہ کعبہ پہنچے ——— خدا کے مقبول بندوں کا ہجوم — حاجیوں کا اژدھام اور طواف کرنے والوں کی بھیڑ ——— خیال آیا کہ ایسی صورت حال میں کیسے ہوگا اور صاحبزادہ صاحب کیا کریں گے ——— مگر ان کی جوانی اور ان کے بازوؤں میں خدا جانے اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ دونوں بازو بکھیر دیئے لوگ پیچھے ہٹتے گئے اور راستہ ہوتا گیا ———

حجرِ اسود کے قریب جا کر بازو پھیلا دیئے اور فرمایا صاحبزادہ صاحب ! جی بھر کر حجرِ اسود کو بوسے دے لو ! ———

وہاں سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے لگے ——— دونوں رکوع میں گئے تو ایک سپاہی نے دیکھ لیا ——— ایک ڈنڈا میری کمر پر اور ایک صاحبزادہ کی کمر پر پڑا ———

اسلئے کہ عبد الوہاب کی اس مسلکی و نظریاتی اولاد ——— نجدی کے ان عیاش جیلوں اور عیش پرست شہزادوں کے نزدیک یہ شرک ہے ——— مگر ہم نے سامنے دیکھا تو شیعہ خاتون عربی میں کوئی قصیدہ پڑھ رہی تھی، اس میں اہل بیتِ اطہار اور بارہ اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے ——— اسی سپاہی کی نظر پڑ گئی — فوراً وہاں پہنچا اور اس عورت کے ہاتھوں سے قصیدہ چھین لیا اور ایک لات بھی اس عزت مآب خاتون کے سر پر جڑ دی ———

بس پھر کیا تھا — اس خاتون نے ایک آواز تو سینکڑوں ایرانی اس آواز پر اکٹھے ہو گئے اور اس بے ادب اور گستاخ سپاہی کو پکڑ لیا ———

اور پھر جب تک گورنر اور قاضی نے تحریری معافی نہیں مانگی معاملہ رفع نہ ہوا اور سپاہی کو بے ادبی کی سزا فوری مِل گئی ــــــ

مدینہ منورہ ـــ پہنچا، تو ایک دن مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک نجدی ـــ وہابی اور بے دین مولوی درس دینے لگا ــــ وہاں ایسے بدعقیدہ لوگوں کو تو اجازت ہے ــــ مگر ہم اہل سنت و جماعت والوں کو اجازت نہیں ہے۔ مگر وہ مکروہ چہرے والا مولوی۔ سیاہ فام اور چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر اس کے چہرے کو اور زیادہ کریہہ بنا رہے تھے، بڑے ہی بے ادبانہ انداز اور گستاخانہ، لہجہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی طرف ارشاہ کر کے کہہ رہا تھا۔ نقلِ کفر، کفر نباشد۔ نعوذ باللہ۔ کہ ــ "دیکھو وہ مرا پڑا ہے اور مشرک لوگ اس کی جالی کو چوم رہے ہیں اور اگر یہ کسی کے کام آنے یا اسے کوئی اختیار ہوتا تو جنگِ اُحد میں اس کے دانت کیوں ٹوٹتے۔ وغیرہ وغیرہ ــــــ

نماز کے بعد میں کھڑا ہو گیا اس کے سامنے اور بلند آواز سے کہا!

او بدعقیدہ و بدفطرت مولوی بند کر اپنی زبان اور مجھے بتا کہ ــــــ

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک ــــ کس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگار لوگ معافی اور بخشش طلب کرنے کے لئے پہلے تیرے پاس آئیں۔ میرے محبوب پاک اور تو مجھے کہے گا تو میں ان کو بخش دونگا ــــ تیرے کہنے پر میری رحمت جوش میں آجائے گی۔

اس بے دین مولوی نے جواب کیا دینا تھا۔ سپاہی کو بلوا لیا۔ میں نے جب اس سپاہی کو بڑے غضب سے اپنی طرف آتے دیکھا تو حیران ہوا کہ کیا کروں

کیا بنے گا! ـــــــ

نزدیک ہی دوسری طرف دیکھا تو ملک کے ممتاز قاری محمد یونس صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے ـ میں نے انہیں آواز دی ـــــ وہ نماز توڑ کر لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گئے اور جب انہوں نے یہ کہا کہ پہلے تم بے ادبوں سے سمجھ لوں پھر نماز پڑھ لوں گا ـ تو پتہ نہیں اس سپاہی کے دل میں کیا آیا کہ ہمیں لڑنے کے لئے تیار دیکھکر واپس چلا گیا ـــ یہ ہے وہاں کے بدعقیدہ اور بدمذہب آلِ سعود کے شہزادوں کی کافرانہ کارروائیاں ـــــ

اے اہلِ ایمان لوگو! اور انبیاء و اولیاء کے وفادارو یہ عبدالوہاب نجدی وہابی وہی بدفطرت ـ بدمذہب اور بدطینت انسان ہے جس کے متعلق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی علم غیب کے طور پر فرما دیا ہوا تھا ـ

مشکوٰت شریف صـ ۵۸۲ ـــ بخاری شریف جلد ۲ صـ ۱۰۵۱ ـــــ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ـــ قَالَ ـ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا ـ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا ـ قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا ـ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ـــ قَالَ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا میں کہ ـــــ

یا اللہ ہمارے شام والوں پر اپنی برکت عطا فرما ـــ اور ـ یا اللہ ہمارے یمن والوں پر اپنی برکت نازل فرما ـ کچھ نجدی ـــ وہابی اور بدعقیدہ لوگ بھی بیٹھے تھے انہوں نے کہا ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کیلئے بھی

دعا فرمائیں ——— تو سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— نہ کیونکہ اس میں یعنی نجد میں زلزلے آئیں گے —— فتنہ و فساد اٹھیں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا ———

زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی کہ عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا ——— جس کے پیروکار آج بھی انبیاء کرام - اولیائے عظام - بزرگانِ دین اور ان کے مزارات کے دشمن اور ان کی پاکیزہ اور پُر نور قبروں کو بُت کہنے والے دنیا کے ہر خطہ میں بستے ہیں اور یہ آلِ سعود بھی اسی نجدی - وہابی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں ———

قارئینِ کرام ——— اب ذرا **تصویر کا دوسرا رُخ** ملاحظہ فرمادیں ———

پارہ-۶ —— سورۃ المائدہ —— آیت نمبر-۵۱

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْھُمْ — اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ———

ترجمہ اعلحضرت ——— اے ایمان والوں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں —— اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے !

قرآن حکیم کی اس آیت پاک پر غور کرو اور پھر دنیائے اسلام کی یہود و نصاریٰ سے دوستی دیکھو اور پھر فیصلہ کرو کہ ہم مسلمان ہیں یا انہیں یہود و نصاریٰ میں سے دوسرے اسلامی ممالک کی بات پھر ہو گی - پہلے سعودی عرب کی حکومت

کو دیکھو جہاں سے آفتاب اسلام کی کرنیں پھوٹیں اور جہاں قرآن پاک کی یہ آیت پاک نازل ہوئی اس کا غیر اسلامی رویّہ اور غیر دینی کردار ملاحظہ ہو کہ عراق نے کویت پر حملہ کر کے اس کے مال و متاع اور تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لیا تو سعودی عرب کی حکومت کو خدا جانے کیوں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کویت کے بعد عراق کا صدام حسین سعودی عرب پر حملہ کرے گا — غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے فوراً عیسائی مملکت امریکہ کو امداد کے لئے پکارا ——

سیّد افتخار الحسن زیدی کے نزدیک آل سعود کے شہزادہ فہد کی ایک عیسائی ملک سے اپنے اقتدار کی کرسی کی حفاظت کے لئے بلانا اور اس سے مدد طلب کرنا کھلم کھلا اسلام سے غداری — دین سے بغاوت اور قرآن حکیم کے احکام کی خلاف ورزی ہے — اور پھر اکیلا امریکہ ہی نہیں بلکہ اسلام دشمن، یہود و نصاریٰ کی ساری حکومتوں نے مل کر صدر صدام حسین کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا —— الکفر ملّتہ واحدۃ کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے ان الفاظ کی تائید کرتے ہوئے کہ یہ کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، عراق پر ٹوٹ پڑے — اَوْلِیَآءُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ! —— مگر صدر صدام حسین کا تینتیس ۳۳ غیر مسلم اور سپر طاقتوں کا ڈیڑھ ماہ تک مقابلہ کرنا، اس کی بہادری۔ شجاعت اور جرأت مندی کی ایک روشن دلیل ہے ! ——

بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے خلیل نے جس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو امن و سلامتی کا گہوارہ فرمایا تھا اس سرزمین میں آج بمبار طیارے — آگ برسانے والے ٹینک !۔ آتش فشاں توپیں اور خطرناک میزائیل فضاؤں میں اڑتے دکھائی دیتے ہیں —

افسوس ہے کہ ہماری نام نہاد اسلامی ریاستیں، بے پناہ مالی وسائل اور دولت کے بھرپور خزانوں کے ہوتے ہوئے اتنی کمزور اور بزدل ہیں کہ کویت کے حکام ___ امراء اور عوام جو آج فتح کا جشن ہوائی فائروں سے منا رہے ہیں۔ عراق کا ایک گھنٹہ بھی مقابلہ نہ کر سکے اور بمع الصباح کے سر پر پاؤں رکھ بھاگ نکلے ___

کسی کے پاس کوئی اسلحہ ___ کوئی سامانِ جنگ نہیں اور کوئی فوج نہیں ہے تو پھر کیوں خادم حرمین الشریفین بنے بیٹھے ہیں ___ دو لاکھ یہودیوں کے مقابلے میں دس کروڑ سے زیادہ عربی شہزادے نہ ٹھہر سکے اور اسرائیل حکومت قائم کروا کر اب بیت المقدس بھی ان یہودیوں کے قبضہ میں دے کر اپنی شہزادگی پر ناز کرتے ہیں ___

۱۹۷۹ء میں، میں بھی امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ گیا ہوا تھا تو چند عرب کے شہزادے کی شخصی حکومت اور آلِ سعود کی آمرانہ سلطنت کے مخالفوں نے اچانک خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا ___ لیکن سترہ دن تک عرب کے سپاہی حملہ آوروں کو خانہ کعبہ سے نہ نکال سکے ___ پاکستانی فوج کے بہادروں نے آدھ گھنٹہ کے اندر ہی ان باغیوں کو گرفتار کر لیا تھا ___

پھر یہ خادم اور محافظِ حرمین الشریفین کیسے ہوئے؟
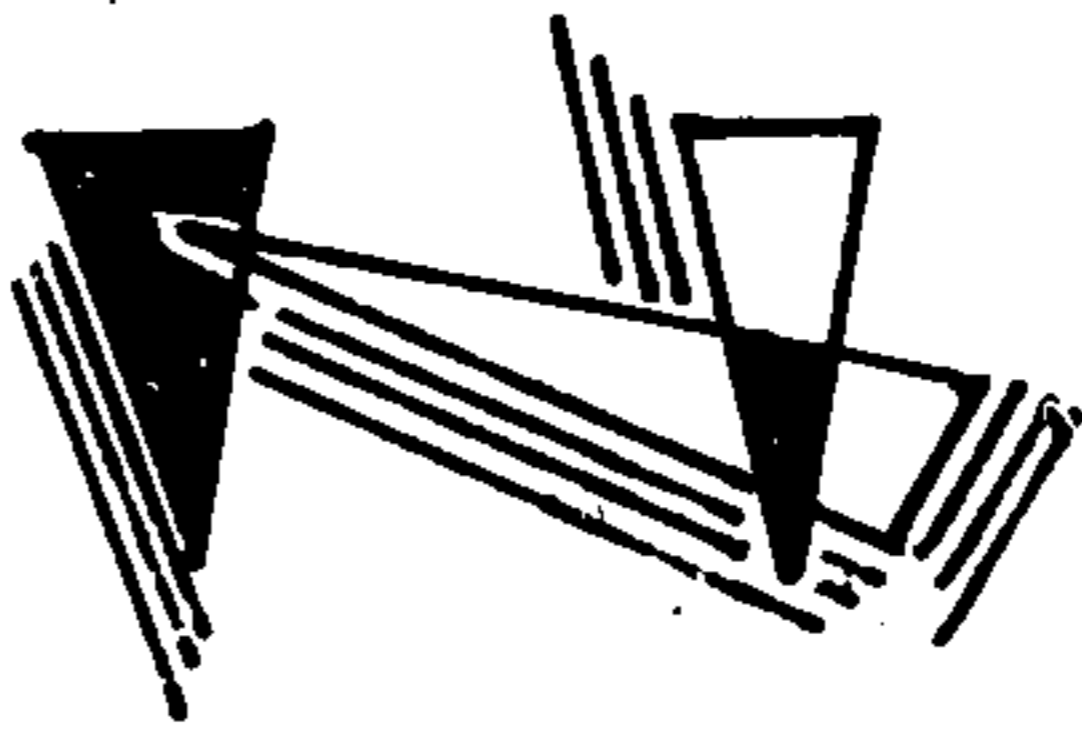
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

اور

شہزادی بلقیس کا ھُدھُد

قارئینِ کرام! ـــــ جس طرح اصحاب فیل کا سفید ہاتھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ھُدھُد بھی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیں گے۔

اور جس طرح مذکورہ بالا جنتیوں کا ذکرِ پاک کو قرآن مجید کی زینت بنایا گیا، اسی طرح چیونٹی اور ہُدہُد کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے اور اس کا بیان بھی بڑا کھُل کر کیا ہے۔

مثلاً ـــ پارہ ۱۹ ـــ سورۃ النمل ـ آیات ــ ۱۷ تا ۲۲

پورا قصّہ اس طرح ہے۔ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ ـ اور

جب حضرت داؤد علیہ السلام کے علم و عرفان کے وارث بنے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا ———

وَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ———

اور فرمایا ——— کہ اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر چیز میں سے ہمکو عطا ہوا اور یہی ظاہر فضلِ خداوندی ہے ———

تفسیر خازن العرفان ——— السیّد صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرے استاذِ گرامی بھی ہیں مہتمم جامعۂ نعیمیہ مُراد آباد ——— کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطاء کیا گیا اور مشارق و مغارب کا مالک بنایا گیا ——— اور پھر چالیس سال تک اس کے مالک بھی رہے اور پھر تمام دُنیا کی مملکت عطا فرمائی ——— اور جن و انس۔ شیطان۔ چرند و پرند۔ درندے اور چوپائے اور سب چیزوں پر آپ کی حکومت تھی ——— اور اس ساری دُنیا کی حکومت کے ساتھ ہر شے کی زبان کو سمجھ سکتے تھے ——— اس کے علاوہ بڑی بڑی اور عجیب و غریب صنعتیں آپ کے دَور میں بروئے کار آئیں! ———

وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ۔

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تختِ حکومت پر مع اپنے لشکر یوں کے بیٹھے سیر کو نکلے ———

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ——— یہاں تک کہ اس وادی میں آگئے جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی ——— چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں

سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اُڑتا ہوا آرہا ہے اور وہ اسی وادی میں اُترے گا، تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں۔ اپنے اپنے گھروں، اپنے بلوں میں چلی جاؤ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکری تمہیں کچل دیں ———

چیونٹی کی یہ بات سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرائے اور یہ آواز اور چیونٹی کی یہ بات آپ نے تین میل کے فاصلہ سے سُن لی تھی۔

حضراتِ گرامی! ——— کیا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اعجازِ نبوّت نہیں ہے کہ آپؑ نے چیونٹی کی بات ہوا پر اُڑتے ہوئے تخت پر تین میل کی دُوری پر سُن لی۔ اور آج جبکہ ہزاروں جدید سائنسی آلات ایجاد ہو چکے ہیں کوئی ایسا آلہ موجود ہے جو کہ چیونٹی کی آواز ریکارڈ کر سکے۔ اسکو سمجھنا تو بہت دُور کی بات ہے! ———

لیکن اللہ کریم نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو معجزات کے طور پر ایسے کمالات ودلیعت کئے ہوتے ہیں جو ان کی نبوّت کے شاہد ہوتے ہیں اور اسی طرح صحابۂ کبار اور اولیائے عظام پر بھی ایسی عنایات کی بارش کی جاتی ہے تاکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا انکار کرنے والوں کے لئے اتمامِ حجت ہو سکے!۔

جیسا کہ بہت سی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نہاوند** کی جنگ میں برسرِ پیکار تھے کہ آپ کے کانوں نے یہ آواز سُنی **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ** ——— کہ ساریہؓ پہاڑ کی جانب سے بچو! ——— اور یہ فاصلہ ۳۲ سو میل کا تھا ——— یہ الفاظ حضرت فاروق اعظمؓ کی زبانِ پاک سے اس وقت نکلے جبکہ آپ مدینہ منوّرہ میں جمعۃ المبارک خطبۂ ارشاد

فرما رہے تھے ـــــــ

خطبہ کے وقت آپ کی نظرِ ولایت اٹھی تو مدینہ پاک سے ۲۴۲ سو میل دور نہاوند کے میدان جنگ پر پڑی جہاں پر لشکرِ اسلام امیر حضرت ساریہؓ کی قیادت میں ایرانیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ آپ نے دیکھا کہ دشمن کی فوج پہاڑ کی اوٹ سے لشکرِ اسلام پر حملہ کرنے ہی والی ہے تو آپ نے حضرت ساریہؓ کو آواز دے کر خبردار کر دیا اور پھر یہ کمالِ نظرِ ولایت حضرت عمر فاروقؓ ہے تو اُدھر کمالِ قوتِ سماعت حضرت ساریہؓ کی طرف غور فرمائیے کہ کوئی تار برقی نہیں، نہ کوئی لاسلکی کا نظام اور آلۂ کشادِ صوت ہے مگر پھر بھی نگاہِ فاروقؓ نے دیکھ لیا اور حضرت ساریہؓ کے کانوں نے سن لیا۔[1]

تفسیر کبیر۔ جلد ۶۔ ص ۴۰۳ ـ چیونٹی نے کہا ـــــــ

وَهٰذَا غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ ـــ اور یہ کوئی بعید نہیں ! ـــ

فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ فِيْهَا الْعَقْلَ وَالنُّطْقَ ـــ

کیونکہ ـــ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس نے چیونٹی میں عقل اور قوتِ گویائی عطا کر دی ہو ـــــــ

اور چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کیوں کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ ! ـــــــ

لِاَنَّهَا خَافَتْ عَلٰى قَوْمِهَا ـــــ کیونکہ وہ چیونٹی اپنی قوم کی سردار اور سربراہ تھی ـــ اسلئے اسے اپنی قوم کا خوف پیدا ہوا اور وہ اپنی قوم کے سردار اور سربراہ ہونے کے ناطے یہ ضروری سمجھتی تھی کہ اپنی قوم کو آنے والے خطرہ سے بچانے کی کوشش کرے ـــــــ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ کا گورنر بن کر وہاں گیا تو

---

[1] مشکوٰۃ شریف ـ باب الکرامات ص ۵۴۶ ـ

لوگوں نے بڑا پر تپاک خیر مقدم کیا ـــــــــ
فَقَالَ سَلُوْا عَمَّا شِئْتُمْ ـــــــ تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عوام سے کہا کہ مجھ سے جو پوچھنا چاہو تو پوچھ لو ـــــــ
كَانَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَاضِرٌ وَهُوَ غُلَامٌ ـــــــ
اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اس اجتماع میں حاضر تھے اور آپ ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے ـــــــ
آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سوال پوچھا ـــــــ
اَكَانَتْ ذَكَرًا اَمْ اُنْثٰى ـــــــ کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام والی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث ؟ ـــــــ
حضرت قتادہؓ ـــ خاموش ہو گئے تو حضرت امام ابو حنیفہؓ نے خود ہی جواب دیا ـــــــ كَانَتْ اُنْثٰى ـــــ
کہ وہ چیونٹی مونث تھی ـــــــ
تو لوگوں نے پوچھا ـــــ مِنْ اَيْنَ عَرَفْتَ
کہ آپ کو کیسے پتہ چلا ـــ تو فرمایا کہ اگر وہ چیونٹی مذکر ہوتی تو قَالَتْ کے بجائے قَالَ ہوتا [1] ـــ
کنز الایمان ـــ سبحان اللہ ـــ اس سے حضرت امام صاحب کی شانِ علم معلوم ہوتی ہے ـ چیونٹی کا نام مُنْذِرَةٌ تھا ـــــــ
حضرت سلیمان علیہ السلام نے وادئِ نمل میں اتر کر ڈیرا لگا دیا ـــ جن و انسان اور ملائیکہ و چرند و پرند باادب بالملاحظہ حلقہ باندھکر ارد گرد کھڑے ہو گئے ـ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنے لشکر کی طرف نگاہ اٹھائی تو خوشی و مسرت

---

[1] :- تفسیر نسفی جلد ۳ صفحہ ۱۵

کے عالم میں پکار اُٹھے ______ القران

اورعرض کی اے میرے ربّ مجھے توفیق دے کہ شکر کروں تیرے احسانات کا جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے ___ اور میں وہ اچھا اور نیک کام کروں جو تجھے پسند آئے ______

وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۔

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے اِن بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں ______ ۔ (صالحین)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکر کو دیکھا تو ھُدھُد پرندہ دکھائی نہ دیا ___ پنجابی میں اسے "چکی راھا" کہتے ہیں اور اس میں کمال یہ ہے کہ یہ پتہ چلا لیتا ہے کہ زمین کے کس خطہ میں پانی ہے! ______

وَكَانَ يَرَى الْمَاءَ مِنْ تَحْتِ الْاَرْضِ ______

تفسیر کبیر ___ جلد ۶ ___ ص ۴۰۴ ۔ تفسیر نسفی جلد ۴ ص ۱۰۸ ۔

توحضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ھُدھُد نظر نہ آیا تو جلال اور غصّہ میں فرمایا کہ ھُدھُد میری اجازت کے بغیر کہاں اور کیوں غائب ہو گیا! ___

مَیں اُسے اس غلطی پر سخت سزا دوں گا! ______

ہاں! اگر اس نے کوئی معقول جواب اپنی ___

غیر حاضری کا دے دیا تو میں درگزر کروں گا! ______

حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی یہ اعلان ہی کر رہے تھے کہ ھُدھُد بھی فضائے آسمان میں پرواز کرتا ہُوا ___ اور چہچہاتا ہُوا حاضرِ مجلس ہو گیا ______

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری اجازت بغیر کیوں اور کہاں گیا تھا ۔

ھُدھُد پرندہ نے جواب دیا ـــــ حضورؑ! میں ملکِ سبا سے آرہا ہوں اور ایک عجیب و غریب اور حیران کن خبر لایا ہوں ـــــ اور خبر سچی اور حقیقت پر مبنی ہے ـــــ کہ

وہاں ایک حسین و جمیل شہزادی بلقیس ہے جو ملکۂ سبا کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اسکا ملک بڑا ہی سرسبز و شاداب اور خوبصورت ہے! ـــ اور وہ اور اس کی پوری قوم سورج کی پرستش کرتی ہے جو شیطان کے جال میں پھنس چکی ہے ـــــ

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ـــــ اور وہ ایک بہت بڑے تخت کی مالک ہے! ـــ

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۴۰۴ ـــ تفسیر نسفی۔ جلد ۴ ص ۱۰۹ ـــ

كَانَ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا فِي ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا وَطُوْلُهٗ فِي الْهَوَاءِ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا ـــــ اسّی ہاتھ لمبا ـــ اسّی ہاتھ چوڑا اور اسّی ہاتھ اونچا ہے وہ تخت ـــــ

وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ وَكَانَ مُرَصَّعًا بِاَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ وَقَوَائِمُهٗ مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ ـــــ اور وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور وہ لعل و جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے پائے سرخ یاقوت کے ہیں ـــ اور وہ بہت ہی خوبصورت اور سچے موتیوں سے آراستہ ہے! ـــــ

احبابِ کرام! ـــ شہزادی بلقیس کے تخت کو قرآن پاک نے عظیم فرمایا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قرآنِ حکیم نے اور بھی کئی اشیا کو عظیم کہا ہے ـــــ

مثلاً ـ احسن القصص ص ۱۴۵ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ

خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور اپنے تخت کو عظیم فرمایا ہے۔

پارہ ۱۸ سورۃ المومنون ـ آیت ۸۶ ـــــ (۱) ـ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ـــــ

(۲) ـ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ـ

(۳) ـ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ـــــ

اور اپنے عرش کو اسلئے عظیم کہا ہے ـــــ لِاَنَّهٗ خَلْقٌ عَظِيْمٌ ـ کہ یہ ساری مخلوقات سے بڑا ہے ـــــ

لَهٗ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ وَلِكُلِّ رُكْنٍ ثَلٰثَمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ قَائِمَةً مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ ـــــ کہ اس کے چار ستون اور تین سو ساٹھ سرخ یاقوت کے پائے ہیں ـــــ

وَمَسِيْرَةُ ثَمَانِيْنَ بِاَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ ـــــ

اور اگر ایک تیز رفتار فرشتہ ایک پائے سے دوسرے پائے تک جانا چاہے تو اُسے اسّی ۸۰ برس کا عرصہ درکار ہوگا ! ـــــ

(۴) ـ اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کو عظیم فرمایا ہے ! ـــــ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ـ وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ وَلَمْ يَدْعُ حِيْنَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهٗ عَلَيْهِمْ ـــــ

اور میدان اُحد میں آپؐ کے دندان مبارک بھی شہید کئے گئے مگر آپ نے ہرگز ان کے لئے بددعا نہیں کی ! ـــــ

وَاُوْذُوْا فِی ذَاتِ الشَّدَائِدِ

یہاں تک کہ کفارِ مشرکینِ مکہ نے آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر آپ صبر و شکر کرتے رہے ـــــ طائف کے بازار میں آپؐ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ خون جاری ہو گیا ـــــ تو صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن حارثہؓ نے بددعا کے لیے عرض کی ـــــ تو آپؐ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ـــــ کہ

میں اس دھر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا ـــــ بلکہ ان کے حق میں یہ دعاء فرمائی ـــــ ع

الٰہی رحم فرما آج طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

ـــــ اور ـــــ

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

(۵) ـــــ اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دُنبہ کو بھی عظیم فرمایا۔

وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ـــــ

کیونکہ وہ تین ہزار تین سو ستائیس (۳۳۲۷) سال تک جنت میں پلتا رہا۔

اور سید افتخار الحسن نے کہتا ہے کہ میدانِ کربلا میں وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ کی گود میں پلتا رہا ـــــ

(۶) ـــــ اور پھر فرعون کے جادو کو عظیم کہا ـــــ

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ـــــ کہ
وہ بہت بڑا جادو لے کر آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزنما
عصا کے مقابلے میں ـــــــــ

(۷) ـــــ اور پھر قیامت کے زلزلہ کو عظیم کہا : ـــــ
اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ـــــ کہ
قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے ! ـــــــ

(۸) ـــــ اور عورتوں کے مکر کو بھی عظیم فرمایا ـــــ
اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ـــــ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ

(۹) ـــــ اور پھر شرک کو بھی عظیم فرمایا ـــــ
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ! ـــــ

ھُدھُد کی گفتگو سن کر اور شہزادی بلقیس کی تعریف اور اس کے سنہرے تخت کی توصیف سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی حیران ہوئے ـــ اور پھر آپ کو شہزادی بلقیس اور اس کے خوبصورت تخت کو دیکھنے کی تمنّا پیدا ہوئی تو آپ نے ایک خط شہزادی ملکہ سبا کو لکھ کر ھُدھُد کے حوالے کیا اور فرمایا میرا یہ خط انہیں دے آ ـــ خط یہ تھا ـــــــ

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ ـــ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خط کا مضمون یہ تھا ـــــ کنز الایمان ـــــ کہ از جانب بندہ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے ملکہ سبا بلقیس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے ـــ اس کے بعد مدعا یہ : ـــــــ

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ـــــــ کہ

تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو ——— اور آخر میں خط پر اپنی مہر لگا کر ھُدھُد پرندہ کے پروں میں باندھ دیا ———

ھُدھُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر پرواز کی ———

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۲۶ حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ — لَمَّا اَرْسَلَ سُلَیْمٰنُ الْھُدْھُدَ اِلٰی بِلْقِیْسَ قَالَتِ الطُّیُوْرُ کَیْفَ تَذْھَبُ وَاحِدَكَ ——— کہ جب حضرت سلیمٰن علیہ السلام نے ھُدھُد کو خط دے کر بلقیس شہزادی کی طرف بھیجا تو پرندوں نے ھُدھُد سے کہا کہ تو اکیلا ملک سبا میں کیسے جائے گا؟ ———

تو۔ ھُدھُد نے پرندوں کو جواب دیا ! ———

مَنْ کَانَ مَعَہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— کہ جس کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نقش ہو تو وہ ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔

فَمَرَّ عَلٰی اَرْبَعَۃِ آلَافِ صَیَّادٍ ———

راستہ میں چار ہزار شکاریوں نے ھُدھُد کو پکڑنے کی اور اس پر تیر چلا کر نشانہ بنا کر گرانے کی کوشش کی مگر ھُدھُد محفوظ رہا ———

چنانچہ ھُدھُد وہ خط لے کر شہزادی بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت شہزادی بلقیس کے ارد گرد ارکینِ سلطنت، وزراء و امراء دربار میں بیٹھے تھے کہ ھُدھُد نے وہ خط شہزادی بلقیس کی گود میں ڈال دیا ——— پہلے تو وہ گھبرائی مگر پھر حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی خط پر مُہر دیکھ کر خوش ہوئی اور خط پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ پڑھ کر اسے مزید طمانیت حاصل ہوئی اور پھر ارکینِ سلطنت سے کہا! ——— کہ

اے میرے سردارو ــــ وزیرو۔ اور امیرو ! ــــ
اُلْقِیَ عَلَیَّ کِتَابٌ کَرِیْمٌ ــــ
کہ میری طرف ایک نہایت ہی عزت و تکریم والا خط آیا ہے جس میں
لکھا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور مطیع و فرمانبردار بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔

کتاب کریم ــــ اس لیئے کہ خط بھیجنے والا ایک برگزیدہ
اور مکرم و محترم بادشاہ کی طرف سے تھا ــــ
تفسیر کبیر جلد ۶ صـ۴۰۷ ــــ کنز الایمان۔
لِاَنَّہٗ مِنْ عِنْدِ مَلِكٍ کَرِیْمٍ ــــ

تفسیر قادری جلد ۲ صـ۱۷۶ امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ ــ امام قشیری
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خط کو بزرگی اسلیئے حاصل تھی کہ اسمیں ملک گیری
کی ہوس نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا تھا اور اللہ کی طرف ہی
بلانے والا تھا ــــ

پھر بتایا کہ یہ خط حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی طرف سے ہے ۔ اور
پھر **ملکۂ سبا** نے ، ارکان سلطنت حکومت کے نمائندوں اور فوجی جرنیلوں
کا ایک ہنگامی اجلاس بلا کر کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اس خط کے جواب میں مجھے کیا کرنا چاہیئے ؟

تو سب نے متفقہ طور پر جواب دیا ــــ
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّۃٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ــــ

کہ ہم قوت رکھتے ہیں ــــ طاقت پر ہمیں ناز ہے اور ہم سخت لڑائی لڑنے
والے جنگجو ہیں ــــ مگر پھر بھی جو تمہاری رائے اور مرضی ہوگی وہی ہماری ہوگی !
اب تم اپنا مشورہ دو جنگ کا یا صلح کا ؟

شہزادی بلقیس اپنے ارکانِ حکومت کی باتیں سنکر سمجھی کہ یہ لوگ جنگ کرنے اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں تو اسے یہ بات پسند نہ آئی تو پھر انہیں جنگ و جدال کی خرابیوں اور لڑائیوں اور قتل و غارت گری کی تباہ کاریوں کے متعلق فرمایا ــــــ

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ــــــ کہ

بیشک تم لوگ میرے وفادار ساتھی ہو ــ بہادر ہو ــ قوت والے بھی ہو ــ شجاع بھی اور جنگجو بھی ہو ــ میری عزت و آبرو کیخاطر اپنی جانیں نثار کرنے والے بھی ہو مگر یہ یاد رہے کہ جب یہ دنیا کے بادشاہ فاتح کی حیثیت سے کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں ــــــ اور وہاں فتنہ و فساد کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معزز لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں ــ اور مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں ــــــ

وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ــــــ

اور وہ ایسا کرتے ہی رہتے ہیں جیسا کہ آج آل سعود کے شہزادے شاہ فہد نے ایک مسلمان حکومت کو تباہ و برباد کروانے کے لیئے امریکہ کی عیاش فوج اور دوسری عیسائی اور کافروں، مشرکوں کی سلطنت کے اوباش گماشتوں کو اپنی شہزادگی کی کرسی بچانے کیخاطر بلوا کر عرب کے ریگستان کو مسلمان کے خون سے رنگین کرنے میں مصروف ہے ــــــ

مگر افسوس کہ " الکفر ملۃ واحدۃ " کی عملی تفسیر تو ظاہر ہو گئی، مگر ابھی تک المسلم ملۃ واحدۃ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ــــــ تیس ۳۰ کافر و مشرک یعنی یہود و نصارای کے مقابلہ میں اکیلا **عراق** کا بہادر صدام حسین ـ

قرآن حکیم کا کیا خوبصورت حسن اتفاق ہے کہ اُدھر شہزادی بلقیس نے اپنے سرداروں سے کہا ——— یَا اَیُّھَا الْمَلَأُ ! کہ اے میرے درباریو ! ——— اَفْتُوْنِیْ فِیْ اَمْرِیْ۔
مجھے اس کام کے بارے بارے اپنی اپنی رائے پیش کرو ! ——— اور اِدھر حضرت سلیمٰن نے بھی اپنے درباریوں سے بھی یہی فرمایا تھا ———
یَآ اَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ ——— کہ
اے میرے درباریو لشکریوں اور جرنیلوں تم میں سے کون ہے جو شہزادی بلقیس کا تخت ہمارے پاس لائے۔
ایک جن نے کہا کہ میں لاتا ہوں ——— تیرے اٹھنے سے پہلے ——
فرمایا۔ مجھے اس سے بھی جلدی چاہیئے ——— تو ایک علم والے یعنی برخیا آصف نے کہا ——— حضور وہ تخت میں لاتا ہوں ——— آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ———
پس سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ تخت پاس موجود ہے ——— حالانکہ آصف برخیا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی تھا اور فقیر بھی وہاں سے اٹھا بھی نہیں ——— غائب بھی نہیں ہُوا اور ہاتھ بھی باہر نہیں نکالے مگر پھر بھی تخت لے آیا ——— ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ———
حصول قصہ یہ ہے کہ ملکہ سبا شہزادی بلقیس نے کہا :۔
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
کہ — اے رب — آجتک تو میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی کہ سورج کی پوجا کرتی رہی اور اب میں حضرت سلیمٰن کے ساتھ ایک رب پر ایمان لاتی ہوں اور حلقہ بگوش اسلام ہوتی ہوں ———

تفسیر کبیر جلد ۶ صہ ۴۰۳ - تفسیر کنز الایمان حضرت رحمۃ اللہ علیہ - جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ وادی نمل میں سے گزرے تو چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں سے کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ - کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمٰن اور ان کا لشکر تمہیں کچل ڈالے ——

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ —— بے خبری میں ——

كَاَنَّهَا عَرَفَتْ اَنَّ النَّبِيَّ مَعْصُوْمٌ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ هٰذِهِ الْحَيَوَانَاتُ اِلَّا عَلٰى سَبِيْلِ السَّهْوِ —— کہ وہ چیونٹی جانتی تھی کہ حضرت سلیمٰن علیہ السلام نبیّ ہیں اور ہر خطا سے معصوم ہیں - اور صاحب عدل ہیں اور جبر اور زیادتی آپ کے شایانِ شان نہیں ہے —— اسلئے وہ گزریں اور بیخبری میں چیونٹیاں کچلی جائیں ——

وَهٰذَا تَنْبِيْهٌ عَظِيْمٌ عَلٰى وُجُوْبِ الْجَزْمِ بِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ —— اور چیونٹی کا یہ کہنا پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ تمام انبیاء علیہم السّلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں ——

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چونکہ اس چیونٹی نے حضرت سلیمٰن علیہ السلام کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی معصوم عن الخطاء کہا ہے اس لیئے اس کی یہی اچھی نسبت اسے جنّت میں لے جائے گی —— اور ھُد ھُد کے خط لے جانے کی اچھی نسبت کے باعث ملکہ سباء شہزادی بلقیس حلقۂ بگوش اسلام ہوئی اسلیئے وہ ھُد ھُد بھی جنّت میں جائے گا - سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ کہا ہے -

کہ ــــــــــــ

"نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا مشکل نہیں ہے۔"

جیسے حضرت سلیمٰن علیہ السّلام کی چیونٹی اور بلقیس شہزادی کا ھُدھُد ــــ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیرِ اعظم جب بے نظیر بھٹو ہوئی تو علمائے کرام نے بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے پیشِ نظر فتوٰی دے دیا کہ نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــ کہ

"جس قوم کی سربراہ ایک عورت ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی" ــــ

تو پیپلز پارٹی کے جاہل اور تنخواہ دار مولویوں اور گمراہ قسم کے عوام نے شہزادی بلقیس کی سربراہی کو دلیل بنا کر پیش کرتے رہے! ــــــــ

مگر وہ سیم زدہ مولوی اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ جب شہزادی بلقیس ملکِ سبا کی سربراہ تھی اس وقت تو وہ کافرہ تھی ــــــــ

مسلمان ہونے اور حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد کوئی مُلّا ثابت کرے کہ وہ پھر بھی کسی مُلک کی سربراہ رہی ہو! ــــ

مثلاً ــــ بُخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۳۷: ــــ

حضرت ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ ــــــــ

اِنَّ اَھلَ فَارِس قَد مَلَّکُوا عَلَیھِم بِنتَ کِسریٰ ــــ کہ

فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو یعنی ایک عورت کو فارس کی سربراہ بنالیا ہے تو نبیُ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــ

لَن یُفلِحَ قَومٌ وَلَّوا اَمرَھُم اِمرَاۃً ــــــــ کہ یہ قوم

کبھی فلاح و ترقی نہیں کر سکتی جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنالیا۔
اور زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی بات سچ اور حقیقت پر مبنی ثابت ہوئی کہ جب تک پاکستان کے بے علم — جاہل اور عیاش لوگوں نے بے نظیر صاحبہ کو ملک کی وزیرِ اعظم بنائے رکھا ملک پر نحوست و یبوست کے سیاہ بادل ہی چھائے رہے اور ملک کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے تمام راستے بند ہی رہے !
اور —— اب **بنگلہ دیش** میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے کہ حالیہ الیکشن میں **خالدہ ضیاء** کی پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئی ہے اور وہ بنگلہ دیش کی سربراہ یعنی وزیرِ اعظم بننے والی ہیں ——
اور اس لعنت کے متعلق جب بنگالی مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری شریف کی یہی حدیث پاک انہیں سنائی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی موجودگی میں اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء کرام کے ہوتے ہوئے جب بے نظیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیرِ اعظم بن سکتی ہے تو **خالدہ ضیاء** بنگلہ دیش کی سربراہ کیوں نہیں بن سکتی۔
گویا کہ پاکستان کے اوباش اور بازاری قسم کے لوگوں کی لعنت بنگلہ دیش کے لئے بھی دلیل بن گئی —— اور اس لعنت کا دروازہ کھولنے والی اسلام کی ٹھیکیدار **جماعت اسلامی** ہے ——
اسلئے کہ صدر ایوب مرحوم اور محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان صدارت کا الیکشن ہوا تو اسی جماعت نے عورت کی سربراہی کو جائز قرار دیتے ہوئے — محمد علی جناح مرحوم کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کر کے ان کو میدانِ سیاست میں شکست دلائی اور در پردہ ان کی رسوائی کا باعث بنی ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَدُلدُل علی علیہ السلام

کتاب ــــ حسن القصص صنہ ۵ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قارئین کرام ــــ جس طرح اصحاب فیل کا ہاتھی ــــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ــــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کا دُنبہ ــــ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا پرندہ ہُدہُد آدمی کی جنس کے علاوہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السّلام کا **دُلدُل** بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ــــ

حضرات گرامی ــــ اسلام کی عظمت۔ دین کی بھلائی اور ناموس رسالتؐ کی خاطر اسلام اور کفر کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئیں ہر جنگ میں **ذوالفقارِ حیدری** کفر و باطل کے سر پر چمکتی دکھائی دیتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس اسپ تازی پر سوار ہو کر شیرِ خدا میدانِ جہاد میں جا کر توحید

رسالت کے پرچم کو کفر و شرک کی مضبوط دیواروں پر لہرایا کرتے تھے۔ اس گھوڑے کا لقب دُلدُل تھا ———

مدارج النبوّت ——— اُردو ——— ص۲۰۱

جنگِ اُحد میں نطلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا اس کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام آئے ——— شیرِ خدا نے اس کے سر پر ذوالفقار ماری جو اس کافر کا دماغ چاٹتی اور دل چیرتی ہوئی اُسے دو لخت کر گئی ———

ص۲۱۱ ——— جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شجاعت اور جواں مردی کے باعث نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ———

اِنَّہٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ ——— کہ

"علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں"

حضرتِ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی ——— اَنَا مِنْکُمَا

کہ میں ان دونوں میں سے ہوں ———

حق و باطل کے درمیان تلواریں ٹکرا رہی تھیں اور میدانِ جنگ سے شعلے اٹھ رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی ! ———

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ ——— لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ——— کہ

علیؓ کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں ——— اور سوائے ذوالفقار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے ———

اسلئے کہ جس تلوار سے شیرِ خدا کفر و باطل کی دیواروں کو پاش پاش کیا کرتے تھے کسی غیبی آواز نے اس تلوار کا نام "ذُوالفقار حیدری" رکھ دیا!

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! ———

اے علی ! جانتے ہو یہ کس کی آواز تھی ؟ ———
عرض کی نہیں ! ———
فرمایا ——— آسمان کے "فرشتہ رضوان" کی آواز تھی۔

۲۱۲ - شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار دت کے ۱۶ سولہ وار ہوئے ——— بارہ میں نے رد کے اور چار پر میں گرتا رہا ———
لیکن کوئی حسین وجمیل آدمی میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھا دیتا تھا ———
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ! ———
اے علیؓ ——— جانتے ہو وہ کون تھا ؟ ———
عرض کی ——— اس کی شکل وصورت دحیہ کلبیؓ سے ملتی جلتی تھی ———
فرمایا ——— جبرائیل علیہ السلام تھے ———
اقبالؔ مرحوم نے سچ کہا ——— کہ

ع — تیری خاک میں شرر اگر تو خیالِ فکر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری

کون علیؓ ؟ ——— جس کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہوئے قضاء ہو جائے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آ جائے ! —
کون علیؓ ؟ جن کو دیکھنا عین عبادت ہے ———
اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ
رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : ———
اور اس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہو اور شہادت مسجد میں !

ع — اللہ کے گھر میں جسکی ولادت ہو جائے ÷ کیوں نہ وہ قبلۂ اربابِ ارادت ہو جائے۔

اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

اور

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ جہاں حکمت و علم اور دانائی کا سرچشمہ ۔ حق و ہدائیت کا مرکز ۔ لطف و کرم کا پیکر ۔ طہارت و نفاست کا مجسمہ ۔ فقر و غنا اور درویشی کا منبع اور حقیقت و معرفت کے بحرِ بیکراں تھے وہاں وہ بہادری و شجاعت کے کوہِ گراں اور وفاداری و جانثاری کی چٹان بھی تھے ۔۔۔۔

بُخاری شریف ۔ جلد اوّل صہ ۵۲۵ ۔ مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۷۹ ۔ ترمذی شریف جلد صہ ۲۱۴ ۔ مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۳ ۔

تاریخ اسلام میں جنگِ خیبر کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ اسلام کا جھنڈا لے کر خیبر کی فتح کے لئے گئے مگر کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی ۔۔۔۔

آخر ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔۔

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ ۔

"کہ کل میں اسلام کا جھنڈا اپنے اس غلام کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ فتح دے گا" ۔۔۔۔

اور ۔۔۔۔ وہ شخص ایسا ہے ۔

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔۔۔۔ کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول

محبت کرتے ہیں ــــــ اور وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔"
زبان نبوتؐ سے یہ مژدہ جانفزا سُن کر ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسلام کا جھنڈا اُسے عطا ہو ! ــــــ لیکن صبح ہوئی تو سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ــــــ

اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب ! ــــــ کہ
علیؓ ابن ابی طالب کہاں ہیں ؟ ــــــ
جواب ملا ــــــ ان کی تو آنکھیں دُکھتی ہیں ! ــــــ
حکم ہُوا ــــــ انہیں بلا کر لاؤ ! ــــــ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضرِ خدمت ہو گئے کہ ان کی آنکھیں آشوب چشم کی وجہ سے کھُل نہیں رہی اور بہت زیادہ تکلیف میں ہیں ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت علی رضی اللہ تعالٰے کی آنکھوں پر لگایا۔
بس یہ لعاب دہن مصطفویؐ کا اعجاز کہ حضرت علیؓ کی دُکھتی آنکھیں تاروں کی طرح چمکنے لگیں اور آشوب چشم جاتا رہا ــــــ

پھر والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا۔
ذوالفقار حیدری کمر سے باندھی اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ بس پھر لشکر اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے ۔ دِل میں عشق رسولؐ تھا، سینہ میں دین کی تڑپ ۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور دماغ میں شہادت کا شوق ــــــ علیؓ نے جھنڈا ہوا میں لہرایا تو فضائے آسمانی نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی ــــــ

احباب کرام ! ــــــ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا تھا، جیسا کہ ـــــــــ

انسان العیون ـ المعروف سیرۃ حلبیہ ـ جلد ۲ صـ ۲۳۴ عن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ ـــــــ

وَكَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءُ مِنْ بُرْدٍ لِعَائِشَةَ تُدْعَى الْعِقَابُ ـــــ اور اس جھنڈے کا نام عقاب تھا۔ وَلَعَلَّ السَّوْدَاءَ وَكَانَ كِتَابَةُ فِىْ ذٰلِكَ الْعَلَمِ لِوَاءُ اَبْيَضُ مَكْتُوْبٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـــــــــ کہ رنگ اس جھنڈے کا سیاہ تھا اور اس پر سفید رنگ سے کلمہ شریف لکھا ہوا تھا ـ يُقَالُ لَهُ الْعِقَابُ ـــــ اسے عقاب کہتے تھے!

اس مسلمہ حقیقت کے بعد اگر شیعہ حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین زمانۂ نبوت کے وقت یا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اختلاف یا عداوت تھی تو ایسے حضرات کی عقل و ہوش پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔! ـــــــ

اگر دونوں میں کوئی عداوت اور نفرت ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا ہوا اسلام کا جھنڈا کبھی نہ پکڑتے! ـــــــــ

دوسری بات جو اس حدیث پاک سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے ـ کہ وہ بے ادب اور گستاخ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا ـ ان کا یہ مقام نبوت اور علم رسالت پر ایک دھبہ ہے ـ اسلئے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ بخدا ـــ کہ کل میں جھنڈا اسے دونگا جو خیبر فتح

کر کے آئے گا اور پھر ایسا ہی ہُوا۔ تو اور علمِ غیب کسے کہتے ہیں ۔ !

پس ثابت ہُوا ـــــ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ **عالم الغیب** ہیں ـــــ

اور پھر شیرِ خُدا نے خیبر کی زمین پر اسلام کا علم گاڑ دیا ـــ خیبر کے قلعہ قموص کا کمانڈر اور مشہور زمانہ یہودی شہ زور پہلوان **مرحب** جس کی بہادری اور جنگی حکمت کی داستانیں پوری دنیائے کفُر و شرک میں ضرب المثل تھیں حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ میں آیا ـــ پورا جسم لوہے میں غرق ـــ سر پر دو من لوہے کا خود پہنے اور ہاتھ میں بھاری بھر کم فولادی گرز تھا ـــــ

شیرِ خُدا نے یہ رجز پڑھا اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے ـ سمتنی امی حیدر کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہُوا ہے !

بس پھر دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں ـــــ ایک اسلام کو مٹانے کے لئے اور دوسری اسلام کو بچانے کے لئے ـــــ

مرحب نے بڑی ہوشیاری سے وار کئے جنہیں حضرت علی نے بڑی جوانمردی سے روکا ـــــ

مرحب نے گرز ہوا میں لہرائی ـــ شیرِ خدا نے پکڑ لی ـــ اور زوردار جھٹکا دیا ـ گرز زمین پر گر گئی !

حضرت علی علیہ السلام کے **دُلدُل** نے اپنے دونوں اگلے کھُر اٹھائے اور مرحب کے کندھوں پر مارے ـ اور ساتھ حضرت علیؓ نے ذوالفقار حیدری کو یہودی مرحب کے سر پہ لہرایا ـ اس نے حیدرؓ کی شمشیر کو ڈھال پر روکا مگر ذوالفقار کی دھار ڈھال کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی ، مرحب کے بدن اور گھوڑے کو چیرتی ہوئی

زمین پر آئی ـــــ تو زمین پکار اٹھی ـــــ !

یا اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچالے ! ـــــ

جنگ کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالےٰ کے شیر نے جوش میں آکر قلعہ کی دیوار کو زور سے ہلایا ـــ کہ زلزلہ آگیا ـ

اور درِ خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا ـ فتح و نصرت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم چومے ـــــ اور اسلام کا پرچم خیبر کے قلعہ پر لہرا دیا گیا ـــــ

علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے کہ ـــ ؏

کبھی تنہائی کوہ و دمنِ عشق
کبھی سوز و سرور انجمنِ عشق

کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکنِ عشق

تاریخ الخلفاء صـ۱۱۸ - ریاض النضرۃ جلد جلد ۲ صـ۲۱۷ - موضوعات کبیر صـ۳۶ - مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ــــــــــــــ

حَمَلَ عَلِیٌّ بَابَ خَیْبَرَ فَاجْتَمَعَ بَعْدَہٗ عَلَیْہِ سِتُّوْنَ رُجُلاً لَمْ یَحْمِلُہٗ ــــــــــــ کہ

"ساٹھ آدمی بھی اس دروازہ کو نہ اُٹھا سکے!"

ع آ بتاؤں تجھے نادان میں شانِ حیدرؓ
اس جہان سے اونچا ہے جہانِ حیدرؓ
آج بھی جنگ میں اعزازِ کمالِ جرأت
مردِ میدان کو ملتا ہے نشانِ حیدرؓ

یوں تو عہدِ رسالتؐ میں اسلام و کُفر کی کوئی جنگ ایسی نہیں جس میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہادری و شجاعت کے جوہر دکھا کر "اسد اللہ الغالب" کا تمغہ حاصل نہ کیا ہو ـــــــ مگر غزوۂ خندق - میں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بہادری اور جواں مردی، جاں نثاری و شجاعت کا مظاہرہ کیا اس پر زمین والے تو کیا ـــــــــــ آسمان والے فرشتے بھی دادو تحسین کے پھول برسائے بغیر نہ رہ سکے! -

کفر و باطل مکمل اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیئس ۲۳ ہزار جری، آزمودہ کار، لڑاکا، بہادر اور جنگجو جوان لے کر اسلام کے خلاف ایک فیصلہ کُن لڑائی، سامانِ حرب کی کثرت سے سرشار، اسلام اور اس کو ماننے والوں کو اس بار صفحۂ ہستی سے بالکل نیست و نابود کر دینے کا ارادہ

لے کر آیا تھا ــــــــــــــــ

اور اس لشکرِ کفار میں دنیائے کفر کا ایک مشہور شہسوار عمرو بن ابنِ ودّ بھی شامل تھا ــــــــ جو کہ ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا ــــــــ

باطل کے لاؤ لشکر اور سامانِ حرب کو دیکھ مٹھی بھر مسلمانوں کے دِل دہل گئے ــــــــ

اور پھر وہی ابنِ وُدّ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور خندق پھاند کر لشکرِ اسلام کے سامنے آن پہنچا ــــــــ اور بڑے ہی تکبّر و غرور سے بآواز بلند پکارا ! ــــــــ

هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ

کہ کوئی ہے مسلمان جو مقابلہ کرنے کو تیار ہے ۔

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کی طرف نگاہ اُٹھائی ، تمام مسلمان دم بخود تھے

اس کافرِ متکبّر نے پھر اپنے الفاظ دہرائے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کے مجاھدوں کی پھر نظر دوڑائی اور سب دم بخود دکھائی دیئے ، کسی میں حوصلہ و ہمت نظر نہ آیا !

پھر ــــــــ جب ابنِ ودّ نے تیسری بار دعوتِ مبارزت دی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا دُلدُل پورے جوش سے زمین پر اپنے سُمّ مارنے لگا اور اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے زمین چنگاریاں پھوٹنے لگیں ۔ اس کے ساتھ ہی خونِ حیدرؓ بھی جوش میں آگیا ۔ وہ لشکر کی صف سے

باہر آئے، رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر ان کے قدم چومے
اور ——— اجازت کے طلب گار ہوئے ———

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے ساتھ، شیرِ خُدا رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی ——— ذُوالفقار حیدری عطا فرمائی
اور اپنا عمامۂ مُبارک حضرت علی المرتضیٰ کے سرِ مبارک پر رکھکر فرمایا ———

علیؓ ——— جاؤ! ———

اس کافر کو تیرے سپُرد کیا ——— اور ———

تجھے ——— اللہ جلّ شانہٗ کے حوالے! ———

اور ——— پھر ——— ع

پئے تعظیم جُھک کر اور ھادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیرِ خُدا نام خُدا لے کر

نہ سینہ پر زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے بھی اپنے اسپِ تازی — یعنی
دُلدُل کو اشارہ دے کر اس کی راسوں کو ڈھیلا کیا تو وہ بھی عُقاب
کی طرح کُفر پر جھپٹنے کے لئے میدان کارزار میں آگیا ———

اور پھر ——— دو تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں اور شُعلے اُگلنے
لگیں ——— ایک حق و اسلام کی تباہی کے لئے اور دوسری اِنکی
پشت پناہی اور حفاظت کے لئے!

ابنِ وُدّ کے پاس ——— بڑھ ——— بانا ——— بانک او کمان تھی۔

اور حضرت علی علیہ السّلام کے پاس صرف ذوالفقار حیدری ۔ نگاہِ مصطفیٰ اور ۔۔۔ قوّتِ ایمان تھی ۔۔۔۔۔۔۔

فولادی تلواروں کی جھنکار ۔۔۔۔ زہر آلود شمشیروں کا ٹکراؤ بجلی کی کڑک اور چمک اور آہنی ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے خندق بھی لرز رہی تھی ۔۔۔۔

عین اس وقت جبکہ دونوں جنگجو اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے ۔۔۔ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھائی ۔۔۔ اور اسلام و کفر کے میدان میں دونوں جرنیلوں کے اندازِ سپہ گری کو دیکھا ۔۔۔ اور فرمایا ! ۔۔۔۔

بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ مَعَ الْکُفْرِ کُلِّہٖ ۔۔۔ کہ

"آج مکمل ایمان ، مکمل کفر سے لڑ رہا ہے ۔۔۔۔ مکمل ایمان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۔۔۔ اور ۔۔۔ مکمل کفر ابنِ وُدّ ۔۔۔۔

وہ جوش میں تھا ۔۔۔۔ اور ۔۔ یہ ہوش میں !

وہ غصّہ میں تھرتھرا رہا تھا ۔۔۔ اور ۔۔ یہ حوصلہ سے مسکرا رہا تھا ۔

آخر کار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایسی ضربِ حیدری لگائی کہ وہ روک نہ سکا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا آپ نے اس مردود کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر کاٹ کر دوبارہ نعرۂ تکبیر بلند کیا جس سے فضائے آسمانی گونج اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور

اس طرح غزوۂ خندق میں شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور اُن کے دُلدُل کی جانثاری اور جاں سپاری سے اسلام کو کفر پر ۔۔۔۔۔ توحید کو شرک پر حق کو باطل پر ۔۔۔ اور نیکی کو بدی پر ۔۔۔ اور انسانیّت کو بربریت پر

مکمل اور فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی ——————

اور حضرت علی علیہ السلام کو اس شجاعت کے صلہ میں دربار مصطفےٰ سے یہ انعام

ملا! ——————

ضَرْبَةُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ - کہ

"غزوہ خندق میں علی علیہ السلام کی جنگ تمام مسلمانوں کے اعمال سے

افضل ہے۔"

مدارج النبوت — جلد ۲ صـ ۲۴۴ ——————

لَمُبَارَزَةُ عَلِیٍّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ

اَعْمَالِ اُمَّتِیْ !

تفسیر کبیر جلد ۲ صـ ۳۰۱ ——————

جنگ اور فتح کے بعد نبیؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ جب تم ابن ودّ سے لڑ

رہے تھے تو کیا محسوس کر رہے تھے؟ ——————

جواب دیا! آقا ——————

لَوْکَانَ اَھْلُ الْعَرَبِ فِیْ جَانِبِ الْاٰخَرِ لَقَدَرْتُ عَلَیْھِمْ۔

کہ اگر تمام عرب کے بہادر ایک طرف ہوتے تو میں اکیلا ہی ان کے لئے

کافی تھا —— اور میں انپر غالب آجاتا —— اور

ایسا ہوتا بھی کیوں نہ! ——————

اسلئے کہ شیرِ خدا کی شان تو یہ ہے —— کہ ع

شاہ مرداں شیر یزداں قوّت پروردگار

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارْ

ان تمام مسلمہ حقائق کے پیشِ نظر سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جنگ بدر سے لیکر، جنگ اُحد۔ حنین۔ خندق اور دوسرے غزوات میں جس **دُلدُل** پر سوار ہو کر حق و اسلام کی عظمت کے لئے ساری زندگی کفر و باطل کے ساتھ نبرد آزما رہے ــــــــ

اور آپ کا **دُلدُل** بھی ہر میدان ــــــ ہر جنگ اور ہر لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا ساتھ دیتا رہا، اسی اچھی نسبت کے سبب حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل بھی جنّت میں جائے گا ــــــــ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامّہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ کہ " نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں۔"

الغرض ــــــــ

حضرت علی کی جانبازی ــــــ شیرِ خدا کی مردانگی اور **اسداللہ الغالب** کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ ــــــــ

میدانِ جنگ میں بڑے بڑے بہادروں نامور شہسواروں اور جنگجوؤں کے مقابلہ میں بے خوف و خطر نکل آتے تھے اور قوت ارادی کا یہ عالم تھا کہ موت پر اپنا قبضہ سمجھتے تھے ــــــــ

یہی وجہ ہے کہ آجتک کسی مؤرخ۔ کسی تاریخ دان اور کسی واقعہ نگار نے شیرِ خدا کی قوت و طاقت کے متعلق صحیح طور پر کچھ نہیں لکھا ــــــ آخر کار ان کے جنگی کارناموں اور ان کی اسلامی فتوحات کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں، قوّتِ پروردگار
لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

قارئین کرام!

مذکورہ بالا حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنی ستم ظریفی ہے کہ خارجی لوگ اس مردِ مجاہد، مولائے کائنات۔ فاتحِ خیبر اور دامادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو نام نہاد خلافت سمجھتے ہیں [۱]

اور ان کی جرأت و شجاعت کو ایک وہم و گمان تصوّر کرتے ہیں اور سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ

یہ بے ادب و گستاخ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ، کے والدِ گرامی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ کافر اور جہنمی مانتے ہیں ——

ان گستاخ لوگوں کے ایسے بیہودہ سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ

"جسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام اور دل میں بغضِ علیؓ
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

[۱]:۔ کتاب حسن بن علی ص ۴۹ از فیض عالم صدّیقی

لَافَتیٰ اِلاَّ عَلِیٌّ لَاسَیْفَ اِلاَّ ذُوالْفِقَارُ

کا اعزاز خصوصی

مدارج النبوّت ـــــ شیخ عبدالحق محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ

"جنگِ بدر کی ذلت آمیز اور عبرت ناک شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے مشرکین مکّہ نے میدانِ اُحد میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ پرے جمائے۔" ـــــ

حضرات محترم! یاد رہے کہ اسی جنگ میں رسولِ اکرم صلی اللہ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ـــــ اور اسلام و کُفر کے اسی تصادم میں حضرت علی علیہ السلام کو

"لَافَتیٰ اِلاَّ عَلِیٌّ لَاسَیْفَ اِلاَّ ذُوالْفِقَارُ" کا تمغۂ جرأت اور شجاعت کا خصوصی اعزاز بھی عطا ہُوا۔ ـــــ

اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ جنگ اُحد میں طلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا کے مقابلہ میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پہ تلوار ماری جو اس کافر کا سر، دل اور دماغ چیرتی ہوئی نکل گئی۔ ـــــ

لیکن شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ نے اُسے جان سے نہیں مارا ـــــ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کافر کو جان سے نہ مارنے کا سبب پوچھا

تو حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ گرتے وقت اس کی شرمگاہ کھل گئی تھی اور میری شجاعت نے یہ پسند نہ کیا کہ میں اسے اس حالت میں قتل کروں۔

صـ ۲۱۱ اردو ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور جوان مردی کے باعث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ ——

کہ "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" ——

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی! ——

اَنَا مِنْکُمْ ——

کہ "میں تم دونوں میں سے ہوں" ——

عین اس وقت جب کہ نطلحہ بن طلحہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ اپنی شجاعت۔ جوان مردی اور شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی ——

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ —— لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارُ

کہ "سوائے علی کے اور کوئی جوان نہیں اور سوائے علی کی تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے!" ——

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن کر فرمایا!

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جانتے ہو کہ یہ کس کی آواز تھی؟

عرض کی —— نہیں!

فرمایا! —— آسمان کے فرشتہ رضوان کی آواز تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار ن

کے سوَلہ[16] وار ہوئے ۔

بارہ مَیں نے روک لئے اور چار پر میں گرتا رہا لیکن کوئی حُسین و جمیل آدمی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھاتا رہا ! ـــــــــ

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو وہ کون تھا ؟
عرض کی ـــــ اتنا جانتا ہوں کہ اس کی شکل و صورت دحیہ کلبی سے ملتی جلتی تھی ـــــــ

فرمایا ـــــ حضرت جبریل علیہ السلام تھے ـــــ

اور ـــ یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی فرمانِ مُصطفےٰ[14] ہے کہ ـــــــ

اَلنَّظَرُ اِلیٰ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ـــــــ کہ
"علی رضؓ کو دیکھنا بھی عبادت ہے"
توپھر یہ بھی صحیح ہے ـــــ کہ ع

اللہ کے گھر میں جس کی ولادت ہو جائے
کیوں نہ وہ قبلۂ اہلِ ولایت ہو جائے
اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہو گا ،
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ناقۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔

جس طرح اچھی نسبت کے سبب، اصحاب فیل کا ہاتھی ۔۔۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ۔۔۔۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ۔۔۔۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور ملکۂ سبا شہزادی بلقیس کا ہُدہُد جنت میں جائیں گے ۔۔۔۔۔۔

اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گی ۔۔۔۔۔۔

حضرات گرامی!۔۔۔۔۔۔

اگرچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سواریوں پر سواری کی ہے اور ہر سواری قابل تکریم ہے۔ قابل تعظیم اور قابل ادب واحترام ہے۔ لیکن وہ **ناقہ** جس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے اس کی شان وشوکت، عظمت اور اس کی عزت وتکریم کچھ اور ہی ہے ۔۔۔۔۔۔ اور اس ناقہ میں جو کمالات تھے وہ اور کسی سواری میں نہیں تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آقائے

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے لئے دس گھوڑے آئے ـــــ

۱ ـــــ پہلے گھوڑے کا نام سکب جس کے معنی پانی بہانے کے ہیں۔ (قاموس)
مطلب یہ کہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری میں ایسا تھا جیسا کہ پانی رواں دواں ہو!

۲ ـــــ دوسرے گھوڑے کا نام مرتجز تھا ـــــ
یہ اچھی آواز میں ہنہناتا تھا ـــــ

۳ ـــــ تیسرے کا نام لزاز تھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے کو بہت پسند فرماتے تھے ـــــ لزاز کے معنی گوشت سے بھرا ہوا۔
اور اسے مقوقس شاہ اسکندریہ نے ہدیہ کے طور پر حضور کی خدمت میں بھیجا تھا۔
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اسی پر سواری فرمایا کرتے تھے ـــــ
المواھب میں ہے کہ تیز رفتاری کے باعث اس کا یہ نام تھا ـــــ

سید المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خچروں پر بھی سواری فرمائی
چنانچہ ـــــ طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے ـــــ کہ

غزوہ حنین میں مسلمان کمزور ہو گئے ـــــ ان کے دل و دماغ پر پر لشکر کفار کی ہیبت چھا گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بغلہ شہبا پر سوار تھے ـــــ یہ آپ کی خچر کا نام تھا ـــــ

اور ـــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دلدل کے نام سے پکارتے تھے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ـــــ

"اے دلدل ذرا زمین سے قریب ہو جا تو دلدل نے اپنا سینہ زمین کے ساتھ لگا دیا ـــــ

توآقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دُلدُل پر بیٹھے بیٹھے ہی زمین پر سے ایک مشتِ خاک اٹھائی اور لشکرِ کفار کے منہ کی طرف ماری ——— اور فرمایا ———

فَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ———

وہ سب مغلوب ہوگئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی اعجاز نبوت ہے کہ کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز آپ سے کلام کرتی دکھائی دیتی ہے ۔کہیں شجر وحجر آپ پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں جانور آپ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے نظر آتے ہیں ——— اور کہیں جنگل کے خونخوار درندے آپ کے ساتھ محوِ گفتگو نظر آتے ہیں اور یہی نہیں، بلکہ چاند۔ سورج اور ستارے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو اپنی سعادت مندی سمجھتے ہیں! ———

چاند پھٹ جاتا ہے ——— سورج واپس لوٹ آتا ہے ——— ستارے جھک جاتے ہیں ———

زرقانی۔ جلد ۱ ص ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳ امام محمد بن عبد الباقی۔ نزہت المجالس جلد ۲ ص ۹۷-۹۸ علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۴۷ ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت حلبیہ۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ۔ المواہب اللدنیہ ———

اِنَّ كُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ ——— کہ

"امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت قریش مکّہ کے

تمام جانور بول اٹھے تھے۔"

وَقَالَتْ قَدْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"اور کہنے لگے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک میں آگیا ہے۔"

وَرَبُّ الْکَعْبَۃِ

"اور ربّ کعبہ کی قسم!

وَهُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَھْلِھَا

"اور وہ دنیا کے لئے امن وسلامتی کا ابدی پیغام لے کر آیا ہے اور وہ تاریک راتوں میں روشنی کا مینار بن کر آیا ہے!"

مدارج النبوّت ـــــ ترجمہ اردو جلد ۲ صــ ۱۰۲۸ سیرت حلبیہ جلد ۲ صــ ۷۲۴ علامہ علی بن محمد برہان الدّین ـــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگِ خیبر کے بعد

اَصَابَ حِمَارًا اَسْوَدًا

"ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔"

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا!

مَا اِسْمُكَ؟

تیرا نام کیا ہے؟

قَالَ یَزِیْدُ بْنُ شِہَابٍ!

کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے!

نسبت باعث جنت

أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْ نَسْلِ جَدِّيْ سِتِّيْنَ حِمَارًا كُلُّهُمْ لَا يَرْكَبُهُمْ اِلَّا نَبِيٌّ ۔

"اللہ تعالیٰ نے میری نسل میں ساٹھ گدھے ایسے پیدا کئے ہیں جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کی !"

اور اب میری نسل میں کوئی گدھا نہیں رہا ——

وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ ۔

اور آب آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اور آپ مجھ پر سواری فرماویں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے ——

میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اُسے سوار ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا ——

وہ مجھے بُری طرح مارتا۔ میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔ میری پُشت پر بے پناہ کوڑے برساتا تھا ——

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ يَعْفُوْرٌ

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تیرا نام یعفور ہے یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا۔"

اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کو بلانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ یعفور کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بُلا لاؤ —— تو یعفور گلیوں اور بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہُوا اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا ——

فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ — اپنے سر سے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ——

جب گھر والا دروازے سے باہر آتا ــــــــ

فَاَوْمَا اِلَيْهِ

تو اشارہ کرتا کہ نبیٔ اکرم ﷺ تجھے بلا رہے ہیں ــــــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور ایک کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا ــــــــ

اَلْقٰی نَفْسَهٗ فِیْ بِئْرٍ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ دیکھو یعفور گدھا تسلیم کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب دفترِ انبیاء میں کوئی نبی باقی نہیں رہا یعنی آپ خاتم النبیین ہیں ــــــــ مگر

افسوس کہ یہ مرزائی نہیں مانتے تو صاف بات ہے کہ ان سے وہ گدھا ہی بہت اچھا ہے! اور یہ انسان ہو کر بھی گدھے سے بدتر! ــــــــ

ہماری بعض کتابوں میں اس یعفور گدھے کو **دراز گوش** بھی لکھا ہے کہتے ہیں کہ یعفور گدھے زیادہ لمبے تھے ــــــــ

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھے اپنی مادہ کی خواہش ہے۔

عرض کی ہرگز نہیں! ــــــــ

تمام سواریوں سے افضل ناقہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سواریوں سے افضل ناقہ تھی جس کا نام قصوا ہے۔ قاموس میں یہی بتایا گیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کثرت سے سواری فرماتے تھے، سفر و حضر میں اسی **ناقہ** کو یہ سعادت بھی حاصل تھی

نسبت باعثِ جنّت

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اس پر سواری کے دوران وحی بھی نازل ہُوا کرتی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری سواری وحی کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

صلح حُدیبیہ کے وقت بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی خوش بخت ناقہ پر سوار تھے اور ہجرت کا سفر بھی آپ نے اسی مبارک ناقہ پر کیا تھا۔

نزھت المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ ۔ علاّمہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ایک دن ایک اعرابی یہ ناقہ لے کر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔"

مُعارج النبوّت ص ۶۰۲-۶ ۔۔۔ مُلاّ معین الدّین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

فَلَمَّا رَأَتِ النَّاقَةُ إِلَى النَّبِيِّ قَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ ۔۔۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْأُمَمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا ۔۔۔ تو اس نے عرض کی ۔۔۔ کہ میرا مالک مجھے رات کو جنگل میں چرنے کیلئے چھوڑ آیا کرتا تھا اور ۔۔۔ رات کو جنگل کے درندے میرے گرد جمع ہو جاتے اور کہتے!

لَا تُؤْذُوْهَا فَإِنَّهُ مَرْكَبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔۔ کہ "اُسے کوئی ایذا نہ دو کیونکہ یہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔"

نزھت المجالس کے الفاظ یہ ہیں ۔۔۔۔۔

لَا تَقْرَبُوْهَا فَإِنَّهَا لِمُحَمَّدٍ ۔۔۔۔۔ کہ

"اُس کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ یہ محمّد کریم کے لئے ہے۔"

نسبت باعث جنت

فَكُنْتُ أُخْرِجُ أَرْعَى فَيُنَادِي النَّبَاتُ إِلَيَّ إِلَيَّ فَإِنَّكِ لِمُحَمَّدٍ

"اور جب میں جنگل میں چرتی تو چراگاہ کی نباتات مجھے کہتیں کہ میری طرف آؤ اور ہمیں چرو، کیونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے"

یارسول اللہ اس دن سے میں آپ کے ہجر و فراق میں رو رہی ہوں — آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئی ہوں۔"

میری ایک درخواست ہے یَا نَبِیَّ اللہِ!

فرمایا کہو:

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے میرے لئے یہ اجازت منظور ہو جائے کہ میں جنت میں آپ کی سواری کے کام آسکوں

دوسری درخواست یہ ہے کہ

آپؐ کے وصالِ پاک سے قبل مجھے موت نصیب ہو جائے تاکہ آپ کی دنیا سے پردہ پوشی کے بعد مجھ پر کوئی دوسرا شخص سواری نہ کر سکے!

سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری دونوں درخواستیں منظور ہیں اور اسی طرح ہوگا جسطرح تو چاہتی ہے

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا!

کہ بیٹی یہ بات یاد رکھنا کے میرے بعد اس ناقہ پر کوئی دوسرا سواری ہرگز نہ کرے۔ تم خود اس بات کی نگرانی کرنا

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور حضورِ اکرم

علیہ السلام کے غمِ فرقت میں گم سم رہنے لگی ——————

ایک رات حضرت خاتونِ جنّت اس کے قریب سے گزریں تو اس نے سیّدہ شہزادیِ کونین ؓ کو دیکھ کر پکاری ! ——————

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

مَا سَاغَ لِیْ عَلَفٌ وَلَا شَرَابٌ مِنْذُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

کہ — جب سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پاک ہوا ہے میں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے ——————

اور اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دلبند —— آج میں آپ کے والدِ گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لیئے تیار ہوں —— اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہے تو اُن کے حضور پہنچا دوں گی —

خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت اس کے سر پر پھیرا ، بس اسی دوران اسکی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔

خاتونِ جنّت نے کفن تیار کروایا —— اور گڑھا کھود کر اسے دفن کروا دیا ۔
مگر —— تین دن کے بعد جب اس گڑھے کو کھودا گیا تو وہ **ناقۂ رسول ؐ** غائب تھی یہ اس کی کرامت تھی —— کہ

فَاِنَّهَا لَمْ تَنْطِقْ اِلَّا لَهَا وَلِاَبِیْهَا —————— کہ
اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والدِ گرامی کے علاوہ اور کسی سے کلام نہیں کیا ——————

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے —— اور اب مکہ

مکرمہ میں ظاہری طور پر کوئی یار و مددگار نہیں ——————

اس لئے ایک رات مشرکین مکّہ اور اسلام کے دشمن اور سیّدِ دوجہاں کے مخالف انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے حجرۂ شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، درِ نبوت بند تھا۔ اور والیِ کائنات علیہ السلام بسترِ نبوّت پر آرام فرما رہے تھے کہ فرستادۂ خدا یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دی! ——————

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ——————

کون ہے؟ ——————

جواب ملا جبرئیلؑ ہوں! ——————

پھر پوچھا — کیوں آئے ہو؟ ——————

عرض کی —— بتاتا ہوں! ——————

دروازہ کھولا! ——————

جبرئیل علیہ السلام اندر داخل ہوا ——————

بتاؤ رات کے اندھیرے میں کیوں آئے ہو! ——————

جواب دیا —— خدا تعالیٰ کی طرف سے سلام لے کر اور ایک انتہائی ضروری پیغام لے کر حاضر ہوں ——————

فرمایا —— جلدی سے پیغام سناؤ! ——————

عرض کی! ——————

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکَ الْھِجْرَۃَ! —————— کہ

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم فرمایا ہے کہ اٹھو اور مکّہ مکرّمہ کی مقدس بستی کو چھوڑ کر مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہو جایئے! ——————

فرشتہ ہجرت کا پیغام دے کر چلا گیا ـــــ تو مرکزِ کائنات نے حرکت کی ۔
عرش نے جھک کر دیکھا ـــــ فرشتوں نے درود پڑھا ـــــ حوروں
نے سلامی دی ـــ شجر و حجر اداس ہوگئے ! ـــــــــــــ

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر دیکھا ـــــ ننگی تلواریں چمک رہی تھیں ،
نیزے تنے ہوئے اور تیر کمانوں میں ڈال کر چلّے کھینچے حجرۂ نبوت مشرکین مکّہ نے
اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا ـــــــــــــ

عرض کی ـــــ اللہ پاک مکان پوری طرح دشمن کے نرغے میں ہے
اور ـــــ ننگی تلواریں رات کے اندھیرے میں چمک رہی ہیں ـــــ کیسے نکلوں ؟
جواب آیا ـــــ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے کفارِ مکہ اور مشرکین
مکہ کے قریب سے بیخوف نکل جاؤ آپ کسی کو نظر نہیں آئیں گے ۔ !
رسولِ خدا نے دروازہ کھولا ـــــ اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے
ہوئے دشمنوں کی ننگی تلواروں کے سایہ میں نکل گئے ـــــــــــ

مشرکین آپ کے قدموں کی چاپ تو سنتے تھے مگر ان کو دکھائی کچھ نہ دیتا
تھا ۔ وہ انتہائی حیران و پریشان نظر آرہے تھے ـــــــــ اسلئے کہ
اللہ کریم نے ان مشرکین کے آگے پیچھے کاغذ کی طرح باریک دیواریں کھڑی کردی تھیں
فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ کا اندھیرا ان کی آنکھوں پر چھا گیا تھا ۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ـــــ ع

وہ دہراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خون ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جسطرح کاغذ کی تصویریں

شنہشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے پاس تشریف لے گئے —— اور فرمایا!

علیؓ —— میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکّہ مکرّمہ کو خیرباد کہکر مدینہ طیبّہ کی طرف اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں اور مشرکینِ مکّہ نے میرے قتل کے ارادہ سے میرے مکان کا محاصرہ کر رکھّا ہے! ——

آج رات میرے بستر پر تم سو جاؤ! ——

شیرِ خدا سمجھ گئے کہ آج امتحان سخت ہے ——

اس لئے کہ آج رات نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پہ سونا گویا دشمنوں کی تلواروں کے سایۂ میں سونا تھا ——

اور یہ موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی! ——

عشق و محبّت کی آزمائش اور قربانی و جانثاری کا امتحان تھا —— اور مکّہ مکرّمہ کے مشہور قبیلوں کے سربرآوردہ بہادر شمشیر زنوں سے مقابلہ تھا!

ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ اور ہر گھڑی موت کا انتظار کرنا تھا ——

کیونکہ کافر آج اٹل ارادہ سے آئے تھے اور آج وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے — حق و اسلام کا خاتمہ کرنے آئے تھے —— توحید و رسالت کی شمع کو ہمیشہ کے لئے بجھانے کے ارادہ سے آئے تھے —— اور نیکی و شرافت کے چراغ بجھانے آئے تھے! ——

مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے بغیر کسی تامّل کے اپنے آ[illegible] علیہ السلام کے بستر پہ سونا منظور کر لیا ——

اس لئے کہ [illegible] کے حکم کے بعد سوچنا ایمان کی توہین ہے —— اور پھر علیؓ

کو تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں **ایمانِ کُل** کی سند دے دی تھی ! ______

تعجّب ہے کہ کفارِ مکّہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا پتہ چلا اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنے کا ! ______

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا ______

اے ابوبکرؓ میں اللہ کے حکم کے تحت مکّہ مکرّمہ چھوڑ کر مدینہ منوّرہ جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں ______ اور آج اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو جنت میں بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے !

تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۱۲

وَاُمِرُكَ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ

محبوب اکیلے نہ جانا ابوبکرؓ کو بھی ساتھ لے کر جانا ______ اس لئے کہ آج رات اگر ابوبکرؓ نے تمہارا ساتھ دیا ______ تو

كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ

پھر جنت میں تمہارا رفیق ہوگا ______ مزید فرمایا ______

لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ ______ کہ

اے ابوبکر کیا تو راضی ہے۔ آج رات میرے ساتھ چلنے کو ______

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ______

اَمَّا لَوْ عِشْتُ اَنَا عُمْرَ الدُّنْيَا ______ کہ

اگر میں تمام آپ کی محبت میں سخت عذاب میں مبتلا رہوں تو پھر بھی

مجھے آپ کی محبّت میں منظور ہے ــــــــــ

بخاری شریف جلد ا صـ۵۱۵ ــ تفسیر کبیر جلد ۴ صـ۲۳۷ مشکوٰۃ شریف

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــــ

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ بِنْتَہٗ وَاَعْتَقَ بِلَالَ

وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْہِجْرَتِ ــــــــــ کہ

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنی بیٹی

میرے نکاح میں دے دی ــــــــــ

حضرت بلالؓ کو آزاد کروایا اور مجھے کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی

رات مدینہ منورہ لے گیا ــــــــــ

شیعہ حضرات کی کتابوں کے حوالہ جات

حملہ حیدری ــــ ملا باذل ایرانی جلد ا صـ۴۸-۴۹ - حیات القلوب مُلّا

باقر مجلسی جلد ۲ صـ۳۲۱ اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی صـ۲۱۲

الغرض ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی بغیر سوچے سمجھے حضرت علی

کرم اللہ وجہہٗ کی طرح نبی علیہ السلام کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی ــــــ

حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آج رات نبی علیہ السلام کے ساتھ جانا گویا موت

کو دعوت دینا ہے - اسلئے کہ یہ کوئی تفریحی اور کوئی تجارتی سفر نہیں ہے بلکہ ،

زندگی اور موت کا سودا ہے ! ــــــــــ

اور کفارِ مکّہ کی خوں آشام شمشیروں سے کھیلنا اور آقا سے پہلے اپنی جان

قربان کرنے کا فیصلہ ہے ! ــــــــــ

غارِ ثور سے مدینہ منوّرہ کی راہ پر

غارِ ثور سے نکلے تو مدینہ منوّرہ کی راہ پر چلنے لگے ـــــ ایک محب اور دوسرا محبوب۔

ایک طالب اور دوسرا مطلوب ، ـــــ

ایک غلام اور دوسرا آقا ، ـــــ

اور ـــــ ایک صادق ـــــ اور دوسرا صدیق ! ـــــ

حضرات گرامی ! ـــــ آیئے ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں کہ کفار مکّہ کی تلواروں ـــــ اور ـــــ قریشی بہادروں کی فولادی اور آبدار شمشیروں کا کیا بنا ؟

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے بسترِ نبوّت سے اُٹھ کر نکل آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمنی چادر تان کر حضور علیہ السلام کے بستر پر جا کر لیٹ گئے۔

مشرکین مکّہ ساری رات اسی انتظار میں رہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت گھر سے باہر آئیں اور کب آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔

رات گزرتی جا رہی تھی اور بالآخر گذر گئی ـــــ پو پھٹنے لگی ـــــ اور لو پھیلنے لگی ـــــ

تو ابوجہل نے رات بھر کے انتظار سے تنگ آکر چھلانگ لگائی ـــــ اور حجرۂ نبوّت میں پہنچ گیا ! ـــــ

تلوار کا وار کرنے ہی والا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے چادر کا پلّہ سرکایا۔

ابوجہل ٹھٹک کر رہ گیا ـــــ وہ حیران و پریشان ہو گیا تھا یہ معاملہ اس کی سمجھ سے بالا تھا ـــــ کہ وہ بسترِ نبوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھ کر عالمِ حیرت میں گم تھا ! ـــــ

ابوجہل نے پوچھا! ——
علیؓ —— محمدؐ - کہاں ہے؟ ——
حضرت علیؓ نے مسکرا کر جواب دیا —— کہ
ساری رات پہرہ تم نے دیا ہے — اور پوچھ مجھ سے رہے ہو! ——
محمدؐ اور ابوبکرؓ تو اس وقت مدینہ منورہ میں پہنچنے والے ہوں گے!
اور —— پھر مدینہ آ ہی گیا —— مدینہ والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اطلاع بھی مل چکی تھی —— انہوں نے راستوں کو صاف ستھرا کر کے شہر کو یوں سجایا ہوا تھا کہ کوئی بڑی ہی عظیم ہستی آ رہی ہے جس کے استقبال کے لیئے یہ تیاریاں ہیں —— اسمیں بھی شک نہیں کہ واقعی دو عالم کے سردار آج مدینہ والوں پر احسان کر کے ان کے مہمان بن رہے تھے اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے بلکہ تاقیامت مدینہ منورہ میں رہنے کے لئے ——
آج مدینہ والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا —— ہر گلی و بازار کو انتہائی شاندار طریقہ سے سجایا گیا تھا۔ حسین و جمیل محرابیں بنائی گئیں تھیں۔ پورے شہر میں چہل پہل تھی، لوگ خوشی و مسرت میں جھوم رہے تھے — ہر ایک نے اپنے مکان کو دُولہا بنا رکھا تھا ——
اور — ہر ایک کی تمنّا تھی کہ رسُولِ اکرم علیہ السلام اس کے گھر کو رونق بخشیں اور انہیں اپنی خدمت کا موقع دیں ——
سارا مدینہ — نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا رہا تھا —— لوگ باادب قطاریں باندھیں کھڑے تھے —— یہی نہیں بلکہ ——
مسلم شریف جلد ۲ — باب الہجرت ص ۴۱۹ ——

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ۔

"مرد اور خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ کا راستہ دیکھ رہے تھے۔"

وَتَفَرَّقَ غِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيْقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔

"اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور خادم ایک بہت بڑے اور عظیم الشان **جلوس** کی شکل میں گلیوں اور بازاروں اور راستوں میں گھوم رہے تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے یا محمدؐ۔ یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اور ساتھ ہی یہ ایمان افروز نغمے الاپ رہے تھے ——

مدینہ میں استقبال

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

اور کہیں معصوم ننھی منی بچیاں تھیں جو دف بجاتی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں کہ —— ع

ہم ہیں لڑکیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اور لو وہ آ گئے۔ **ناقہ** پر سوار۔ صدیق اکبرؓ ہمراہی۔ مدینہ پاک میں بہار

آگئی اور نبیؐ کے پسینہ سے مدینہ کے گلشن مہک اُٹھے ــــــ

اونٹنی ــ ناقہ ـــ خراماں خراماں نہایت ہی ادب و احترام سے قدم اٹھاتی ہوئی بازاروں سے گزر رہی تھی ـــــ اور اہلِ مدینہ دست بستہ عرض کر رہے تھے ـــــ

حضورؐ میرے گھر ـــــ یا رسول اللہ میرے غریب خانہ پر! ـــــ

یا نبیٔ محترم ــ میری رہائش گاہ میں ـــــ

ہر ایک کی التجاء ــ ہر ایک کی تمنا اور ہر ایک کی آرزو ہے ـــــ کہ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوں ـــــ مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ مدینے والو! تمہاری عقیدت و محبّت کا شکریہ اور تمہارے ذوق و شوق پر آفرین ہے لیکن

نَاقَتِیْ مَامُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ ـــــ کہ

میری ناقہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تحت چل رہی ہے ـــــ یہ جانتی ہے کہ میں نے کہاں ٹھہرنا ہے ـــــ اسے روکو مت ـــــ اسے چلنے دو ـــــ شہنشاہِ عرب و عجم پورے جاہ و جلال کے ساتھ **ناقہ** پر سوار ستّر ہزار فرشتوں کے پروں کے سایہ میں جا رہے تھے ـــــ ناقہ بھی بڑی شان و تمکنت کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی گلیوں ـ بازاروں اور راستوں سے گزرتی ہوئی **حضرت ابوایوبُ انصاری** رضی اللہ تعالےٰ کے غریب خانہ پر جا کر رُک گئی ـــــ اس لیئے کہ ـــــ

وہ جانتی تھی کہ یمن کے بادشاہ **تبع حمیری** کا وہ خط جو اس نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے **نو سو سال** قبل حضورِ اکرم

کی طرف لکھا تھا ـــــ وہ حضرت ابوایوّب انصاریؓ کے پاس محفوظ تھا۔

قارئینِ کرام !

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علاّمہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی کی جنس کے علاوہ آٹھ نو اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ـــــ

لیکن سوچنے کی بات اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر یہ حیوانات نہ نمازی ۔ نہ حاجی ۔ نہ عالم و عامل اور نہ مکلّف بالشرع یعنی اصحاب کہف کا کُتّا ـ حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی ـــ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا بھیڑیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی **ناقہ** یعنی اونٹنی ـــــ

پھر یہ کہ ان کے جنّت میں جانے کا سبب کیا ہے ؟

تو مَیں دو سال تک غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی اچھی نسبّت کے سبب یہ جانور جنّت میں جائیں گے اور پھر ان کی نسبّت کو میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے ـــــ کہ

"نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا کوئی مشکل نہیں

اور پھر کوئی ایک اچھی نسبت کے باعث لیکن

سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کئی نسبتوں کے سبب جنت میں جائے گی ـــــ

اوّل : ـــــ جب ناقہ نے نبیٔ پاکؐ کو دیکھا تو بول اٹھی، السلام علیک یاخیرالبشر ـــــ دوم : ـــــ اس پر سواری فرماتے تو

وحی نازل ہوتی تھی جبکہ دیگر کسی سواری پر وحی نازل نہ ہوئی ـــــــ

سوم: ـــــــ ہجرت کے سفر اور مدینہ منورہ پہنچ کر نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

نَاقَتِیْ مَامُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ ـــــــ کہ

میری ناقہ اللہ کے حکم کے تحت چلتی ہے ـــــــ

چہارم: ـــــــ یہ جانتی تھی کہ تبع حمیری کا خط حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس ہے۔ ـــــــ

تبع حمیری اور اُس کا خط

حضرات محترم ـــــــ تبع حمیری کا ذکر قرآن مجید میں دو بار آیا ہے۔

ایک ـــــــ سورۃ الدخان ـــــــ آیت ۳۷

اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اَھْلَکْنٰھُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ـــــــ

ترجمہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۔ "کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ـــــــ ان سے پہلے تھے ۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، کیونکہ وہ مجرم آدمی تھے۔"

دوم ـــــــ سورۃ ق ۔ پارہ ۲۶ ـــــــ آیت ۱۴

وَّاَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ـــــــ یعنی

"اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم"

تفسیر حسینی ـــــــ قادری فخر العلماء مولوی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

نسبت باعث جنّت

لکھتے ہیں کہ تبع حمیری یمن کا بادشاہ تھا اور صاحب ایمان تھا ——

اور ان کی قوم تھی جو نہایت ہی طاقتور۔ قوی اور کثیر التعداد تھی ——

تفسیر نسفی جلد ۴ صـ ۹۹ ـ

وَهُوَ تُبَّعٌ حِمْيَرِيٌّ كَانَ مُؤْمِنًا وَقَوْمُهُ كَافِرِيْنَ

کہ تبع حمیری خود تو صاحب ایمان تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی ——

تفسیر کبیر جلد ۷ صـ ۴۵۵ ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

لَا تَسُبُّوا تُبَّعًا اِنَّهُ كَانَ اَسْلَمَ —— کہ

"تبع کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا" ——

اسلئے —— ذَمَّ اللّٰهُ قَوْمَهُ وَلَمْ يَذُمَّهُ ——

اللہ کریم نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے، تبع کی نہیں ـ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ تُبَّعٌ رَجُلًا صَالِحًا ـ

کہ ـ تبع ایک نیک آدمی تھا ——

تفسیر روح البیان ـ جلد ۴ ـ صـ ۶۰۸ ——

وَتُبَّعٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيْفَةِ فِي الْاِسْلَامِ کہ

تبع جاہلیت کے زمانہ میں ایسا ہوتا تھا جیسے کہ اسلام میں خلیفہ

اسعد الحمیری —— مرد مومن وصالح بودہ وبعیسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ وچوں حدیث وصفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم شنید از اہل کتاب برسالت وے ایمان آورد وگفت ——

کہ —— اسعد الحمیری مرد مومن اور صالح انسان تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا مگر جب اس نے اہل کتاب سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی صفات اور ان کے معجزات وکمالات کو سُنا تو وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ـــــــــ

اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یوں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے ـــــــــ

شَہِدْتُ عَلیٰ اَحْمَدَ اَنَّہٗ

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِیِٔ النَّسَمِ

کہ ـــ میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے سچے رسُول ہیں ـــ وہ اللہ جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلیٰ عُمْرِہٖ

لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّہٗ وَابْنُ عَمٍّ

"اور ـــ اگر میری عمر نے ان کی عمر تک وفا کی یعنی اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہا تو میں ان کا وزیر بنوں گا ـــ اور ان کی محبت میں اتنا گم ہو جاؤں گا کہ گویا میں انہیں میں سے ہوں۔"

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ظہور اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نو سو سال پہلے کی ایک زندہ حقیقت اور ایمان افروز کہانی ہے کہ وہ چار ہزار علماء و حکماء کو ساتھ لے کر اور ایک عظیم لشکر لے کر مکہ مکرمہ میں آیا، لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی ـــــــ

تبع حمیری نے وزیروں سے پوچھا کہ میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے میرا احترام کیا۔ میرے استقبال کے لیے عوام نے راستے سجائے۔ سنہری تخت بچھائے اور میری عزت افزائی کی مگر یہاں کے لوگوں نے نہ میرا شاہانہ استقبال کیا اور نہ ہی میری عزت افزائی کی ـــــــ

آخر بات کیا ہے ؟ ———

اور ایسا کیوں ہُوا ؟ ———

گفت ایشاں راخانۂ خدا ہست کہ آں را کعبہ گویند ———

وزیروں نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے ہاں ایک خانۂ خدا ہے اور اسے یہ کعبہ کہتے ہیں ——— اس کعبہ کے مقابلہ میں یہ لوگ کسی اور کی عزت نہیں کرتے ! ۔

یہ سُن کر تبع حمیری کی آتشِ غضب بھڑک اُٹھی اور اُس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کرلیا ———

لیکن ابھی اُس نے اس کی نیّت ہی کی تھی کہ ———

ربّ العزّت بدرد سر مبتلا کرد ———

کہ ——— ربّ تعالیٰ نے اسے دردِ سر میں مبتلا کر دیا ———

تبع حمیری کے ساتھ آنے والے علماء نے دعائیں کیں ——— حکماء نے دوائیں دیں اور وزراء نے حوصلہ دیا ۔ مگر سب بے سود اس کے سر کا درد کم نہ ہُوا ۔ اور کوئی دُعا با اثر نہ ثابت ہوئی اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہُوا ———

بالآخر ——— تمام لشکریوں ——— وزیروں ——— علماء اور حکماء نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کی درخواست کی اور بُری نیّت سے دست بردار ہونے کی التجاء کی ! ———

تبع حمیری نے ایسا کیا اور خانہ کعبہ کی دیوار سے لپٹ کر اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ سے چمٹ کر اور رو رو کر معافی کی درخواست کی تو فوراً اسے شفاء حاصل ہوگئی ———

پس کعبۃ اللہ را جامہ پوشد ——— کہ

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا ـــــــ

أَوَّلُ مَنْ كَسَا الْكَعْبَةَ أَسْعَدُ الْحِمْيَرِيُّ ـــــ کہ

جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا وہ اسعد الحمیری ہے۔
توبہ کرنے اور خداوند کریم سے معافی مانگنے کے بعد وہ یعنی تبع حمیری
مکہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوگیا ـــــــ

اِن دنوں وہاں کوئی شہر ـــ کوئی آبادی اور کوئی بستی آباد نہ تھی۔ صرف
ایک پانی کا چشمہ تھا۔

لشکر کو وہاں ٹھہرایا

علماء نے ـ در کتب خوانده بودند که آں زمین یثرب (طیبہ) مہاجر رسُولِ خُدا
نبیٔ آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وسلم است۔

چونکہ علماء نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ یہ خطۂ زمین مبارک آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے۔ اسلئے انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہم یہاں سے نہیں
جائیں گے تاوقتیکہ آخری رسُول خُدا کی زیارت سے مشرف باد نہ ہو جائیں۔
علماء نے تبع کو بھی یہ ایمان افروز خبر سنائی تو اس کے ایمان کے گلشن میں
اور بھی تازہ بہار آگئی ـــــ چار سو مکانات تعمیر کروائے اور محبوب خُدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری سن کر اُس نے کئی لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور ایک سال
تک خود بھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں قیام پذیر رہا ـــــ
اور پھر اس نے محبّت و عقیدت کے بھرپور جذبات میں امام الانبیاء صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا اور علماء کے حوالے کیا اور تاکید کی کہ نسل در
نسل میرا یہ خط آخری نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا جائے ـــــ

چنانچہ تبع حمیری کا وہ خط مبارک مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ انہیں کے مکان پر آکر ٹھہری! ——

خط کا مضمون

تبع حمیری کے خط کا مضمون یہ تھا ——

"اے پیغمبر آخر الزماں — اے برگزیدۂ خداوند جہاں۔ اے بروز شمار مجرماں۔ من کہ تبعم بتو ایمان آوردم و بر ملت توام۔ و بر ملت پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ مرا فراموش ناکنی و مرا در روزِ قیامت شفیع باش۔"

نزہت المجالس۔ جلد ۲۔ صـ ۹۲ ——

وَكَتَبَ كِتَابًا يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِكَ - فَاشْفَعْ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاِنِّيْ مِنْ اُمَّتِكَ الْاَوَّلِيْنَ — کہ

"اے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر اور آپ کے رب پر ایمان لایا۔ قیامت کے دن مجھے بھول نہ جائیے گا اور روزِ محشر میری شفاعت ضرور فرما دیجئے۔"

جذب القلوب (اردو) صـ ۲۵۷۔ "حجۃ اللہ علی العالمین" علامہ یوسف النبھانی صـ ۱۳۹ ——

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا۔

اَنْتَ اَبُوْ لَيْلٰى وَمَعَكَ كِتَابُ —— کہ

تو ابو لیلیٰ ہے اور تبع حمیری کا خط تیرے ہی پاس ہے؟

جواب ملا ——— جی ہاں!

فَلَمَّا قُرِأَ قَالَ مَرْحَبًا ———

جب وہ خط پڑھا گیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا۔
بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کو علمِ غیب نہیں تھا ——————— مگر
سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ نبیٔ پاک تو رہے ایک طرف نبیٔ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی ڈاچی کو بھی علم تھا کہ تبع حمیری کا رسولِ خدا
کی ولادت سے نو سال پہلے کا لکھا ہوا خط مدینہ پاک میں حضرت ابو ایوب
انصاری کے پاس محفوظ ہے۔

فضائل مدینہ منوّرہ

مدینہ منوّرہ ــــ عرشِ اعظم سے بھی افضل

مکّہ پاک دا شہر عجب ہے
پر مٹھڑی جھوک مدینہ ــــــ ٹھارم سینہ
مکّہ مرکز ہے بے نیازیاں دا
اَتے مدینہ جا ہے کل مسکیناں ــــــ ٹھارم سینہ

ہے شام کا وقت اور دُور ہوں میں اب تک بھی مدینہ سے یارب
یہ وقت ہے وہ جب ہر طائر نزدیکِ نشیمن ہوتا ہے

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

واہ واہ مکے مدینے دی شان واہ واہ
ہے جلال اُودھر تے جمال ایدھر
اُودھر ہون سجدے تے سلام ایدھر
اُودھر کالا غلاف تے بلالؓ ایدھر

اودھر چار مصلّے نے گِرد کعبے
چار یار سوہنے باکمال ایدھر
اودھر مالک ہے کُل خزانیاں دا
ونڈن والا ہے بے مثال ایدھر

مسلم شریف جلد ۱- ص ۴۴۴ - مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۰

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی نے فرمایا ہے
عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَایَدْخُلُھَا
الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ ــــــــ کہ

"مدینہ منوّرہ کے دروازوں پہ فرشتے مقرر ہیں ــــ طاعون کی بیماری اور دجّال مدینہ منوّرہ میں داخل نہ ہوسکیں گے۔"

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کعبۃ اللہ کا طواف کرکے مکہ مکرّمہ سے ہی واپس آجاتے ہیں اور مدینہ منورہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ انور پر جانے کو شرک سمجھتے ہیں وہ ایسے لوگ تو نہیں جو طاعون زدہ ہوں یا پھر ان کا شمار دجّال لعین کے ساتھیوں میں سے ہے۔
کنزالاعمال ـ جلد ۶ - ص ۲۴۸

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ ــــ
یُبْرِءُ الْجُذَامَ ــــ یُطْفِیُ الْجُذَامَ ــــ کہ

"مدینہ منوّرہ کی خاکِ پاک میں ہر قسم کے کوڑھ و جذام کے واسطے شفاء رکھی ہے۔"

مدارج النبوت فارسی ۔ جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۴۰ ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ———— کہ

"بعد ازاں خبیبؓ را بر دار آوردند روئے مبارک وے بر جانب مدینہ مطہرہ باشد و از کعبہ منحرف بود ——— کہ

"مشرکین مکہ نے بعد ازاں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختۂ دار پر لے آئے کہ اس وقت ان کا منہ مبارک مدینہ مطہرہ کی طرف تھا اور کعبہ کی طرف سے چہرہ مبارک پھرا ہوا تھا۔"

کفار مکہ نے پوچھا تو فرمایا ————

مرا ازیں چہ ضرر ——— حق تعالیٰ فرمودہ است

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ———— کہ

مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے اسلئے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرف بھی پھرو گے اللہ کریم ادھر ہی ہوں گے ۔

و مدینۃ العظیم قبلہ حقیقی اوست کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دراں جا است ————

"اور میرے لئے حقیقی قبلہ مدینہ منورہ ہی ہے ——— کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مدینہ مطہرہ میں آرام فرما ہیں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حمارِ عزیر علیہ السلام

گرامی قدر حضرات ـــــ جس طرح آدمیوں کی جنس کے علاوہ اصحابِ کہف کا کتّا ـــــ اصحابِ فیل کا ہاتھی ـــــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ـــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی مبارک اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح اچھی نسبت کے باعث حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی جنّت میں جائے گا ـــــــ

قرآن پاک ـــ سورۃ البقرہ ـــ پارہ ـ ۳ ـــ

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ـــــــ

تفسیر کبیر ـ جلد ـ ۲ ـ صـ ۳۲۱ ـــ تفسیر خازن ـ جلد ۱ ـ صـ ۲۰۳ ـ تفسیر روح المعانی ـ جز ـ ۳ ـــ صـ ۳۴ اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ؛ ـــــ

اِنَّ بخت نصر خرب بیت المقدس ـــــ کہ بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا ـ بنی اسرائیل کو قتل کیا ـ اور قیدی بنایا تو اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام ایک دراز گوش یعنی گدھے پر

سوار ہو کر وہاں سے گزرے! ———
دیکھا کہ سارا شہر تباہ ہو چکا ہے۔ چھتیں گری پڑی تھیں ——— دیواریں ہی کھڑی ہیں اور کوئی انسان نظر نہیں آتا ——— اجڑے ہوئے بیت المقدس کو دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بڑے تعجب سے کہا! ———
کہ ——— اللہ کریم اس مبارک بستی کو جو کہ اجڑ چکی ہے اور برباد ہو چکی ہے۔ اب کیسے آباد کرے گا اور کیوں کر اسے زندہ کرے گا ———

میرا اپنا ایک شعر سنیئے! ؎

نہ کر برباد میرا دل نہ پھر آباد یہ ہوگا!
اُجڑ جائے بستی اگر تو پھر بستی ہے مشکل سے!

حضرت عزیر علیہ السلام کے یہ کہنے پر کہ اب یہ بستی جو کہ اجڑی ہوئی اور برباد پڑی ہے اور برباد شدہ شہر کو اللہ کریم کس طرح زندہ کرے گا۔ اور اس کی بوسیدہ دیواروں اور ٹوٹی پھوٹی چھتوں کو کیسے نئی حیات عطا کریگا۔
اپنی قدرت اور دسترس دکھانے کے لئے اور اپنے کارخانہ قدرت کی کارسازی اور ہر شے پر قادر ہونے کا مظاہرہ کروانے کی خاطر حضرت عزیر علیہ السلام کی رُوح قبض کر لی اور ساتھ ہی ان کے حمار کو بھی موت کی نیند سلا دیا ———
دو چار سال کے لئے نہیں ——— بلکہ پورے ایک سو سال یعنی پوری ایک مکمل صدی تک ان پر موت کو طاری رکھا ———

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ!
فَلَمَّا تَامَ نَزَعَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ

اور جب ان کی روح قبض کی گئی تو صبح کا وقت تھا اور جب سو سال کے بعد

انہیں زندہ کیا گیا تو ___ آفتاب غروب ہو رہا تھا ! ___

حضراتِ محترم ___

اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت ملاحظہ ہو کر کھلے میدان میں حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کا دراز گوش مرے پڑے ہیں ___ مگر کسی کو نظر نہیں آتے۔

کیونکہ ___

وَقَدْ مَنَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَمَنَعَ الْعُيُوْنَ اَنْ تَرَاهُ ___

"اللہ کریم نے درندوں ___ پرندوں کو ان کے بدن مبارک کو کھانے روک دیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا تاکہ کوئی آنکھ ان کو دیکھ نہ سکے !" ___

جب برس گزر گئے تو ___

اَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَلِكًا اِلٰی مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ فَارِسٍ ۔

"اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا۔"

يُقَالُ لَهٗ يُوْشَكُ"

جسے یوشک کے نام سے پکارا جاتا ہے ___ اور اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت طریقے سے بیت المقدس کو تعمیر و آباد کیا، باغ باغیچے لگائے اور ان کو پھولوں سے سجایا اور در و دیواروں پر نقش و نگار بنوائے اور جو بنی اسرائیل زندہ بچ گئے تھے انہیں دوبارہ وہاں پر آباد کیا۔

ایک سو سال کے بعد اللہ کریم نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کر کے فرمایا! ___

نسبت باعثِ جنّت

کَمۡ لَبِثۡتَ ——————

کتنی دیر آپ ٹھہرے ؟ ——————

جواب دیا —— ایک دن یا آدھا دن ! ——

فرمایا نہیں —— سو سال کے بعد اُٹھے ہو ! ——

پھر —— آپ کے حمار کو بھی آپ کے سامنے زندہ کیا ——

اور پھر فرمایا ! ——————

اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھ لو —— نہ گلی ہیں اور نہ سڑی ہیں اور نہ ہی ان کی رنگت بدلی ہے اور نہ ہی بدبودار ہوئیں ہیں ——

بلکہ وہی مزا —— وہی لذّت اور وہی ترو تازہ پن ——

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسا ہوتا بھی کیوں نہ —— کسی بدمذہب کے ستوم نہیں تھے اور نہ ہی کسی بدعقیدہ کی کھجوریں تھیں جو دو تین دن بلکہ فریج میں رکھنے کے باوجود گل سڑ جاتی ہیں اور ان میں سے بدبو آنے لگتی ہے - بلکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ رسُول علیہ السلام کی اشیاء تھیں وہ کیسے گل سڑ جاتیں جب کہ ان کی نسبت اچھی تھی - یعنی ——————

اللہ کریم کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے ساتھ ! ——————

اور پھر خداوند تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے ان کے حمار کو زندہ کیا - ہڈیاں جو بوسیدہ ہو چکی تھیں اور گوشت جو گل سڑ کر ختم ہو چکا تھا - ایک ایک کر کے تمام اعضاء جُڑتے چلے گئے - اور بالآخر پورے کا پورا حمار حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے زندہ ہو کر ہنہنانے لگا - ——————

وہ - اللہ کریم کی قدرتِ کاملہ اور مُردوں کو زندہ کرنے کی عظیم صفت کو دیکھ

کر پکار اُٹھے ——— کہ

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرًا ——— کہ

"مَیں نے جان لیا ہے کہ اللہ کریم ہر شے پر قادر ہے ۔"

یعنی — وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے ——— ع

بادِ خزاں کو بادِ بہاری میں بدل سکتا ہے

سوکھے ہوئے درختوں کو ہرا بھرا کر سکتا ہے

پتھروں کی چٹانوں سے پانی کے چشمے جاری کر سکتا ہے اور جسمانی و روحانی بیماریوں سے نجات دِلا کر اپنے بندوں کو آرام و راحت کا سامان مہیا کر سکتا ہے!

آخر کار ——— حضرت عُزیر علیہ السلام، اللہ کی قدرتِ کاملہ کا نظارہ کر کے اُٹھے ——— اور

رَکِبَ حِمَارَہٗ حَتّٰی اَتّٰی مَحَلَّتَہٗ فَاَنْکَرَ النَّاسُ ۔

اپنے حمار پر سوار ہوئے اور اپنے محلّے میں آ گئے لیکن لوگ آپ کو پہچان نہ سکے ———

فَاِذَا الْعَجُوْزُ عُمْیَآءُ مُقْعَدَۃٌ" ——— پھر

آپ ایک اندھی بوڑھی عورت سے ملے، جو کہ اپنی ٹانگوں سے معذور تھی ———

حضرت عُزیر علیہ السلام نے اس بزرگ بڑھیا سے پوچھا! ———

ھٰذَا مَنْزِلُ عُزَیْرٍ (عَلَیْہِ السَّلَامُ)۔؟

کیا یہ عُزیر علیہ السلام کا مکان ہے؟۔

فَقَالَتْ نَعَمْ ۔ اس نے جواب دیا ——— ہاں!

نسبت باعث جنت۔

وَ بَکَتْ ـــــــــ اور پھر وہ زار و قطار رونے لگی ! ـــــ اور کہنے لگی کہ اتنی مدت گزر گئی ہے کہ ہم نے عزیر علیہ السلام کو نہیں دیکھا !

فَقَالَ اَنَا عُزَیْرٌ ع ـــــــــ

کہا ـــــــ میں ہی عزیرؑ ہوں !

فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ عُزَیْرًا فَقَدْنَا مِنْ مِائَةِ سَنَةٍ

بڑھیا نے تعجب سے کہا سبحان اللہ عزیر تو ہم سے سو سال پہلے گم ہوا ہے۔

فرمایا ـــــ میں ہی عزیر ہوں خدا تعالےٰ نے مجھے سو سال موت کی نیند سُلائے رکھا اور پھر مجھے زندہ کیا ہے ! ـــــ

بڑھیا نے کہا ! ـــــــــــــــ

اِنَّ عُزَیْرًا کَانَ رَجُلًا مُسْتَجَابَةُ الدَّعْوَةِ ۔ کہ عزیر علیہ السلام ایک مستجاب الدعوۃ آدمی ہیں اور ان کی دُعا سے ہر مرض والا مریض شفایاب ہو جاتا ہے اور ہر مصیبت اور بلا ٹل جایا کرتی ہے۔

فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَرُدَّ بَصَرِیْ
حَتّٰی اَرَاكَ اِنْ کُنْتَ عُزَیْرٌ

اور ـــــ اگر تو عزیرؑ ہے تو دُعا کر کہ اللہ کریم میری آنکھوں کو بینائی لوٹا دے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں اور تجھے پہچان سکوں ! ـــــ

فَدَعَا رَبَّهٗ وَمَسَحَ بِیَدِهٖ عَلٰی عَیْنَیْهَا ـــــ

پس حضرت عزیر علیہ السلام نے اس اس بڑھیا کے لئے دعا فرمائی۔ اور اپنا دست اس بڑھیا کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ فوراً ہی روشن ہو گئیں اور اس کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی اور ٹانگوں کی معذوری بھی جاتی رہی ـــــ

فَنَظَرَتْ وَقَالَتْ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ عُزَیْرٌ - بڑھیا نے انہیں دیکھا تو پکار اٹھی کہ تم تو واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہو ــــــ

پھر وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے پاس گئی اور انہیں لے آئی اور ایک گروہ سے کہا۔ کہ حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ آ گئے ہیں - یہ دیکھو ان کی دعا سے مجھے بینائی مل گئی ہے - اور میری ٹانگیں بھی درست ہو گئی ہیں ــــــ

وَقَالَ اِبْنُهٗ كَانَ لِاَبِیْ شَامَةٌ سَوْدَاءُ مِثْلُ الْهِلَالِ بَیْنَ كَتِفَیْهِ - حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند نے کہا کہ میرے باپ کے کندھوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال کی طرح کا ایک ہالہ بھی موجود تھا - فَكُشِفَ - جب وہ کھولا گیا تو وہ ہالہ موجود تھا - پھر سب نے اس کی تصدیق و تائید کر دی کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں ــــــ

قارئین کرام! - یاد رہے کہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے یعنی ہر نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ حضرت عزیر علیہ السلام میں یہ صفت کثرت سے پائی جاتی تھی اور پھر آپکو ایک سو سال تک مُردہ رکھا گیا - اللہ تعالیٰ نے آپکو اور آپ کے حمار کو زندہ کیا گیا - اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے کھانے پینے کی اشیاء کو بھی تروتازہ رکھا گیا کیونکہ ان اشیاء کی اور آپ کے حمار کی نسبت اچھی تھی اسلیے حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ــــــ

لہٰذا سید افتخار الحسن زیدی سچ کہتا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں ہے ــــــ مگر افسوس کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اور آپ کی ہر دعا قبول ہوتی دیکھ کر یہودیوں نے کہہ دیا عزیر (علیہ السلام) ابنُ اللہِ ــــ کہ حضرت عزیر علیہ السلام - اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں! -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دعوات الانبیاء

انبیاء علیہم السلام کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اسلئے کہ یہ شان نبوت کے خلاف ہے کہ نبی دُعا کرے اور خدا تعالیٰ ان کی دُعا قبول نہ کرے!

جیسا کہ قرآن مجید، فرقان حمید میں ہے

پارہ ۲ — سورۃ البقرہ — آیت ۱۸۶

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

فرمایا اللہ کریم نے کہ "میں دعا کرنے والے کی دعا اور پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں وہ جب بھی دعا کرے اور مجھے پکارے۔"

یہ تو عوام کے لئے مشروط و مژدہ جانفزا ہے —— اور اگر نبی دعا کرے تو کیا خدا تعالیٰ قبول نہ کرے گا ——

مشکوٰۃ شریف ص ——

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ —— کہ

"ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔"

حضرت ابراھیم علیہ السّلام کی دُعا ــــــــ

۲:ــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ ــ کہ

"اے اللہ کریم خانہ کعبہ مَیں نے تعمیر کر دیا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مبعوث فرمادیں۔"

اور پھر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ــــــــ

اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ ــــــــ کہ

"مَیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا کیا گیا ہوں"۔

پارہ ۳ــ سورۃ اٰلِ عمران ــ آیت ۳۷

۳:ــــ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ

"حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے اپنے ربّ تعالےٰ سے دعا کی۔"

تو قبول ہوئی اور انہیں حضرت یحیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی!

حالانکہ دونوں میاں بیوی اس قابل ہی نہیں تھے کہ بچّہ پیدا کر سکیں!

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا بھی ایک فرزندِ ارجمند کے لئے

۴:ــــ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ــــ

دعا نے شرفِ قبول پایا اور حضرت اسماعیل علیہ کی خوشخبری دی گئی،

حالانکہ آپ ایک سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور زوجہ محترمہ ۹۰ سال کی ہو چکی تھیں۔

حضرت ایوبّ علیہ السلام کی دعا شفاء بیماری کے لئے تھی۔

پارہ ۱۷ ــ سورۃ الانبیاء ــ

۵:ــــ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ ــ

کہ اے میرے ربّ کریم بیمار ہوں شفاء عطا فرما دے۔

۶:۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۔۔۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے اپنے برگزیدہ رسول کو شفاء عطا فرما دی

پارہ ۔ ۲۳ ۔۔۔ سورۃ ص ۔۔۔

۷:۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔۔۔

پارہ ۔ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ۔۔۔۔

۸:۔ وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔۔۔

زکریا علیہ السلام کی بیٹے کیلئے دعا۔

۹:۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ۔۔۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے زکریا علیہ السلام کو ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آئینِ وفا

احباب کرام!

معاف رکھنا بات دور نکل گئی ـــــــ میں بیان کر رہا تھا کہ واقعات کربلا کے المناک ذکر میں ہر منزل پر آئینِ وفا کا جذبہ نظر آتا ہے ـــــــ

ملاحظہ ہو ـــــــ کوفہ کے بے وفا مسلمانوں نے یزیدیت کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کے لئے نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی خطوط ارسال کئے کہ یہاں تشریف لے آئیں ـــــــ

تو امام مظلوم نے حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمعہ چھوٹے چھوٹے دو معصوم شہزادوں محمد اور ابراہیم کے کوفہ بھیج دیا ـــــــ

ادھر حضرت مسلم بن عقیل ؓ کوفہ پہنچے اور ادھر محب اہل بیت، عاشق رسول ؐ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلام نعمان بن بشیر کی جگہ، یزید کی طرف سے ابن زیاد کوفہ کا گورنر بن کر کوفہ میں آن وارد ہوا۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ستر سال کے بوڑھے اور محب اہل بیت حضرت ہانی ؓ کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے اور ابن زیاد کوفہ کی گورنری کے تخت

پر بیٹھ گیا ——— اور
پھر اس ظالم نے اعلان کر دیا کہ جس گھر سے مسلم بن عقیلؓ اور حضرت حسینؓ علیہ السلام کی آواز سنائی دی، اس گھر کو مسمار کر دیا جائے گا ——— اور جس زبان نے حسین ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اقرار ہُوا وہ زبان بھی کاٹ دی جائے گی ——— اور جو ہاتھ حسین علیہ السلام کی بیعت کے لئے اُٹھیں گے، انہیں توڑ دیا جائے گا ———
زیاد کی اس خوفناک تقریر کے بعد کوفہ میں سناٹا چھا گیا اور کوفہ والوں نے خلافتِ حقّہ اسلامیہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور **وفا کی مقدّس چادر** کو پھاڑ کر گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔
مگر عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسمِ **وفا** پر دل و جان سے نثار ہونے والے حضرت ہانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فیصلہ کر لیا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔
جلّاد اور یزید کے گماشتے ابنِ زیاد کو پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل، ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکان میں پناہ گزین تھے اس نے اپنے ہرکارے بھیج کر حضرت ہانیؓ کو اپنے دربار میں بلایا ———
اور پھر کوفہ کے دغاباز اور بدسرشت بے وفا لوگوں نے ہی نہیں بلکہ آسمانوں کے معزز و مکرم فرشتوں نے بھی دیکھا کہ حضرت ھانیؓ پابجولاں ابنِ زیاد کے سامنے کھڑے ہیں! ———
دربار پر گہرا سکوت طاری تھا اور دربار میں ہر آدمی دم سادھے کھڑا تھا کہ ظالم ابنِ زیاد نے مہرِ سکوت توڑا ——— اور کڑک کر بولا ——— کہ ——— او نمک حرام!

نسبت باعث جنت

کیا تُو نے میرا کل کا اعلان نہیں سُنا تھا کہ جس نے مسلم بن عقیلؓ کو پناہ دی اُسے قتل کر دیا جائے گا! ——

حضرت ہانیؓ نے بڑی متانت سے جواب دیا! ——

ہاں سُنا تھا! ——

ابن زیاد نے گرج کر کہا ——

تو پھر تو نے خلیفہ یزید کے باغی کو میرے حوالے کیوں نہ کیا؟ ——

حضرت ہانیؓ نے بڑے حوصلہ اور پامردی سے جواب دیا! —— کہ میں یزید کو خلیفہ ہی تسلیم نہیں کرتا! ——

ابن زیاد —— غصہ میں

تو پھر تمہارا خلیفہ کون ہے؟ ——

حضرت ہانیؓ —— جوش میں،

حسینؓ ابن علیؓ! ——

ابن زیاد —— جھنجھلا کر

یہ کیوں؟ ——

حضرت ہانیؓ ——

کہ — حسینؓ مجسمۂ حق ہیں اور یزید پیکرِ باطل ——

ابن زیاد —— تمہاری گردن ماردی جائے گی! ——

حضرت ھانیؓ ع ——

ہری ہے شاخِ تمنّا ابھی جلی تو نہیں
وفا کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں

ادر — جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی سے
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں!
ابنِ زیاد — اب بھی اگر مسلمؓ کو میرے حوالے کردو — تو
تمہاری جان بچ سکتی ہے
حضرت ھانیؓ

ع
یہ سُنکر حضرت ھانیؓ نے بیباکانہ فرمایا
ارے او ظالم انساں تجھے یہ کس نے بہکایا
کہ ھانیؓ جان کے بدلے تجھے ایمان دے دیگا
تیری شمشیر سے ڈر کر وہ اپنی آن دے دیگا
نہیں ہرگز نہیں میں ھاشمی مہماں نہیں دوں گا
مَیں اپنی جان دے دونگا مگر ایماں نہیں دوں گا

اور پھر ابن زیاد، حضرتؓ ھانیؓ کی اس حق گوئی سے آگ بگولا ہوگیا اور غصے میں آکر اپنا عصا حضرت ہانیؓ کے سر پر پوری قوت سے دے مارا۔
اس فقیرِ اہل بیت کا سر پھٹ گیا اور اس وفا کے گلشن کے ایک مہکتے ہوئے پھول پر موت کی خزاں کا جھونکا آگیا —
خون کا فوارہ بہہ نکلا اور پھر تلوار سے ان کا سر قلم کرکے تن سے جُدا کردیا گیا — اور —
حضرت ھانیؓ کی رُوح مبارک بہشت بریں کی طرف پرواز کرگئی اور رسمِ وفا کے اس پیکر نے اپنا مقام و مقصد حاصل کرلیا!
مسلمانو! — یہ ہے رسمِ وفا کی پاسبانی — اور

یہ ہے آئین وفا پر جان کی قربانی ——

سیّدؒ افتخار الحسن کا یہ پیغام ہے کہ ——

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور وفا کرو ! ——

احبابِ کرام —— غور کرو کہ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خاندانِ نبوّت میں سے نہیں تھے —— اہلِ بیت میں شامل نہ تھے اور ان کا تعلق عترتِ رسولؐ سے بھی نہیں تھا، صرف محبِّ اہلِ بیت تھے۔ خاندانِ نبوّت سے عقیدت رکھتے تھے اور یزید بدمعاش کی غیر اسلامی قیادت کے مخالف تھے، اسی عقیدت و محبّت کی بنا پر رسمِ وفا کو نبھاتے ہوئے اور اپنی وفا کا ثبوت دیتے ہوئے جفا کی تیغ سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے ——

اور پھر حضرت حُرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی —— اہلِ سادات میں سے نہ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ان کا دُور کا بھی رشتہ نہ تھا ——

بلکہ —— انہوں نے نواسۂ رسولؐ کے مقدس قافلہ کو راستہ میں روکا تھا اور امام پاک کے نوری ساتھیوں کے ارد گرد گھیرا ڈال کر کربلا کے خونی میدان تک لایا تھا ——

لیکن —— جب میدان میں نیکی و بدی کی فوجیں —— اسلام اور کُفر کے لشکر اور حق و باطل کے سپاہی آمنے سامنے ہوئے تو لشکرِ یزید میں سے سب سے پہلے لڑنے کے لئے یہی حضرت حُرؓ نکلے ——

راکبِ دوشِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے لشکرِ اعداء میں ایک سکوت طاری ہو گیا۔ کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی، مگر —— مظلومِ کربلا کی اس پر تاثیر تقریر نے حُرؓ کی آنکھوں سے غفلت کے تمام

پردے اُٹھا دیئے ــــــــــــ

اور پھر ــــ اس نے محبت بھری نظروں اور عقیدت سے بھرپور نگاہوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا ــ تو

نواسۂ رسولؐ کی پیشانی میں جلوۂ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تو جیا آگئی گردن جھکا دی اور پھر رسمِ وفا کو ادا کرنے کے لئے دوڑ کر دامنِ حسینیت سے لپٹ گیا ــــــــــــ حضرت امام حسین نے پوچھا ! ــــ

حُرؓ ــــ کیا ہُوا ۔ اور ۔ کیوں آئے ہو ؟

عرض کی ــــــــ آقا ! ع

بھکاری بن کے یا حضرت تیرے قدموں میں آیا ہُوں
مَیں آنسو شرمساری کے پھٹے دامن میں لایا ہُوں

یا امام برحق ــــ مَیں قصور دار ہوں کہ آپ کو گھیر کر یہاں لایا ہوں ! گنہگار ہوں کہ آپ کو اس بیابان میں آتارا اور شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس شہادت گاہ تک لانے کی جسارت کی اور آپ سے بغاوت کر کے آپ کو اس آفت میں مبتلاء کر دیا ــــــــــــ

مگر اے جگر گوشۂ بتولؓ اب میں اس نافرمانی و بغاوت کی سیاہی کو مٹانا چاہتا ہُوں اور محبت و عقیدت کی شمع روشن کرنا چاہتا ہوں ــ اس ظلمت و عداوت کا خاتمہ کر کے عقیدت کے چراغ جلانا چاہتا ہوں ، اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا چاہتا ہوں تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ سکوں ــــــــــــ

اور چونکہ آپ کی امامت میں نماز پڑھ چکا ہوں لہذا اپنے مقتدی ہونے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں ــ ــــــــــــ

اور جفا کے اندھیروں میں وفا کی قندیل کی روشنی پھیلا کر مسلمانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ــــــــــــــ

جہنم سے نکلتے ہیں یوں "رسمِ وفا والے"!

اسلیئے ــــــــ یا امام علیہ السلام! ؏

بنامِ سیّدِ عالم میری بگڑی بنا دینا
بصدقہ سیّدہ زہرا جہنم سے بچا لینا

حضرت امام علیہ السلام نے حُرؓ کے سر پر دستِ امامت پھیرا اور اس کو مبارزت کی اجازت مرحمت فرما دی ــــــــــــ

شوقِ شہادت میں جھومتے ہوئے حضرت حُرؓ میدانِ کارزار میں پہنچ گئے۔

اور ؏ ــــــــــــ

پہنچ کر لشکرِ باطل میں پھر شمشیر کو تولا
ہزاروں دشمنوں کے سامنے للکار کر بولا
کہ ــــ میرے عہدِ جفا کے ساتھیو ہوشیار ہو جاؤ
مجھی سے جنگ کرنے کے لیئے تیّار ہو جاؤ

مَیں ساقیٔ کوثر کی چوکھٹ پر سے تمہاری جفا کے مقابلہ میں وفا کا پیالہ پی کر آیا ہوں ــــــــــــ

اور ــ نگاہِ لطف ساقی نے مری فطرت بدل ڈالی!
ذرا سی دیر میں بدبخت کی قسمت بدل ڈالی!

اور پھر کئی یزید کے وحشی درندوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دربارِ امامت میں اپنی جان قربان کر دی اور اسطرح حضرت حُرؓ نے وفا کے دامن پر اپنے خون کی

سرخی سے ایسا نقش و نگار کیا کہ آسمانوں کے فرشتے بھی تحسین و آفرین کے تحفے بھیجتے رہیں گے ــــــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کا پیغام ہے ــــــــــ کہ

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور مقتدیو! وفا کرو!

اور ــــ پھر حضرت بی بی شہر بانو بھی تو ایران کے شہنشاہ کی بیٹی اور نوشیرواں عادل کی پوتی تھی ــــــــــ اور

جس کی سادات سے کوئی نسبت نہ تھی ــــ مگر پھر بھی ایک وفا شعار شریک حیات ہونے کے ناطے سے میدان کربلا کے حق و باطل کے خونین معرکہ میں اپنے بچوں عون و محمد کو نثار کر کے مسلمان عورتوں کو ایک **وفادار** بیوی ہونے کی راہ بتلا گئی

نواسۂ رسول بی بی شہر بانو کے خیمہ میں گئے اور فرمایا -!

شہر بانو! میں جانتا ہوں کہ تم نوشیرواں عادل کی پوتی اور ایران کے ایک نامور شہنشاہ کی بیٹی ہو - اور سنہری تخت پر لیٹنے والی اور پھولوں کی سیج پر سونے والی - سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے والی ایران کی مشہور شہزادی ہو ــــ مگر

میرے گھر میں آ کر تو مٹی کے پیالوں میں گم ہو گئی اور ریشمی لباس کو ٹھکرا کر تم نے ٹاٹ کی چادر میں اپنی شرم و حیا کے موتیوں کو چھپایا ہے -

جنگ کا نقارہ بجنے والا ہے اور آج میرے پاس سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہے ــــــــــ اس لئے

بہتر ہے کہ تم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ایران چلی جاؤ میں سفر کا انتظام کر دیتا ہوں ــــــــــ

نسبت باعث جنّت

وفا شعار بیوی نے مظلومِ کربلا کے قدم چوم لیئے اور دست بدبستہ عرض کی!

یا امام و میرے وارث اگر میں آج مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ گئی تو پھر قیامت تک مسلمان خواتین مجھے طعنہ دیں گی کہ آخر بیگانی تھی جو کہ مشکل اور آڑے وقت میں اپنے شوہر کا ساتھ چھوڑ گئی ۔ ——————

اور —— اگر آج میں واپس ایران چلی گئی تو کل قیامت کے روز آپ کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گی ۔ اور سید المرسلین، امام الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دے سکوں گی ۔

اور آپ کے والد گرامی شیرِ خُدا حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالےٰ کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گی اور جناب سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کیسے آنکھیں چار کر سکوں گی ——————

اور اے میرے مالک و آقا حسینؓ ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نوشیرواں عادل کی پوتی اور شہنشاہِ ایران کی بیٹی ہوں ——————

اور —— یہ بھی درست ہے کہ ایران کے تخت و تاج اور خوبصورت محلات میں رہنے والی شہزادی ہوں ——————

مگر —— یا حسین رضی اللہ عنہ! ؏

نہیں ہے مجھ کو کوئی ناز کسرای کے گھرانے پر
مجھے تو فخر ہے آقا تمہارے آستانے پر
زہے قسمت محمد مصطفٰےؐ کے گھر کی لونڈی ہوں
مجھے بزدل نہ سمجھو مرتضٰےؓ کے در کی لونڈی ہوں
بوقتِ امتحاں یہ گود خود ویران کر دوں گی
نبیؐ کے دین کی خاطر بچے قربان کر دوں گی

مگر جُھکنے نہ دُوں گی عظمتِ اسلام کا پرچم
سدا اُونچا رہے گا مُصطفٰےؐ کے نام کا پرچم

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بی بی شہربانو تیرے قدموں پہ نثار —— تیری اطاعت و فرمانبرداری پر قربان اور تیری وفا پر فدا۔

تیرے لئے ایران کا تخت و تاج کہاں اور پھر مدینہ منورہ کا حجرہ کہاں — ریشمی بستر کہاں — اطلس و کمخواب کا لباس کہاں اور پھر کھجور کی چٹائی اور بوریا ڈاٹ کی چادر کہاں ——

اور تیرے لئے سونے و چاندی کے برتن کہاں اور پھر مٹی کے پیالے اور آبخورے کہاں اور تیری فطرت میں بھلا سا جور و جفا کہاں اور پھر اپنے دین پناہ حسین سے تیری عادت میں محبّت۔ عقیدت اور رسم وفا کہاں ——

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کی گذارش ——

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو! اور وفا کرو!

راکبِ دوشِ رسول —— اپنی وفادار بیوی سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے وفادار ساتھیوں کے خیمہ میں گئے —— اور فرمایا! ——

بہادر ساتھیو! اسلام کے پیاسے وفادارو
جہانِ کفر میں حق و صداقت کے مددگارو
تمہیں معلوم ہے شب کی سحر ہوگی تو کیا ہوگا
چلو مانو وہی ہوگا جو منظورِ خُدا ہوگا
اُٹھو اور اپنا سامانِ سفر باندھو چلے جاؤ

اندھیری شب کا عالم ہے جدھر چاہو چلے جاؤ
نہ شرماؤ تمہیں اپنی خوشی سے چھوڑتا ہوں میں
جو بندھن ہے میری بیعت کا وہ بھی توڑتا ہوں میں

میری قافلہ سالاری میں جو حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے اور اسلام کے عَلم کو سربلند رکھنے کی خاطر تم نے جس خلوص و جذبہ سے میرے ساتھ آئے ہو، میں تمہاری اطاعت گذاری اور فرمانبرداری پر فخر کرتا ہوں اور ——
تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں اس خونی میدان سے نکل جاؤ —— کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہارے بچے یتیم ہوں —— اور تمہاری بیویاں بیوہ ہوں ——
اسلئے —— کہ آج حسینؓ کے پاس موت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔
میں تمہاری اس عقیدت و وفا کا صلہ تمہیں کل قیامت کے دن جنت کے باغات کی صورت میں دوں گا۔ ——

وفا شعار۔ ساتھیوں نے امام برحق کی دل ہلا دینے والی تقریر سُنی تو تڑپ گئے۔ قدموں کو بوسہ دیا اور گردنیں جھکا دیں اور۔ شوقِ شہادت میں پکار اُٹھے یا آقا حسین —— آج اگر ہم نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا —— تو کل قیامت کے دن خدا کی رحمت ہمیں چھوڑ دے گی اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہم سے منہ موڑ لے گی ——
اسلئے —— اے حضرت فاطمہؓ کے لختِ جگر —— آقا حسین۔ اب ہمیں نہ کچھ پینے کی حاجت ہے نہ کھانے کی تمنا ہے
تیرے سر کی قسم اب سر کٹانے کی تمنّا ہے

اے میرے امامِ برحق کے وفادار ساتھیو!

تمہاری وفاداری کا نام قیامت جاری رہے گا۔ اور تم نے جو رسم وفا کی شمع میدانِ کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں اپنے خُون سے روشن کی ہے۔ اس کی روشنی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی ــــ

سیّد افتخار الحسن عرض گذار ہے ــــــــــ کہ

مسلمانوں تم بھی وفا کرنا سیکھو اور وفا کرو۔

بابا نانک ــــ جو سکھ دھرم کے بانی اور جنہوں نے توحید باری تعالیٰ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ نسلِ انسانی کو مساوات کا سبق بھی دیا ــ اور اُن کے دل و دماغ پر اسلامی تعلیمات کا اثر غالب تھا اور ان کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبّت رکھتے تھے ــــــ

مثلاً ــ "جنم ساکھی بالا" ص۳۲۷ بابا نانک فرماتے ہیں ــــــــ

ہُن ڈِٹھا نور محمّدی ہُن ڈِٹھا نبی رسُول

نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھُول

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نور محمّدی جو خاصہ یار کہائے

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نور محمّدی جس چانن کیتا آئے

کہتے ہیں کہ میں ایک دن دوران سیر و سیاحت ایک جنگل سے گزرا، تو مَیں نے دیکھا ایک سوکھے درخت کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل رہا ہے، مگر کئی پرندے اور جانور اِس جلنے والے درخت پر اداس و غمگین بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہُوا

اوران پرندوں سے کہا ———— ع

آگ لگی اس برچھ کو جلن لگے سب پات

تم کیوں جلتے ہو پنچھیو جب پنکھ تمہارے ساتھ

کہ —— اس سوکھے ہوئے درخت کو آگ لگ چکی ہے اور یہ جل رہا ہے مگر جب اللہ بھگوان اور واہگرو نے تمہیں پر عطا کر رکھے ہیں۔ تو تم اڑ کیوں نہیں جاتے اور جانیں کیوں نہیں بچاتے! ————

توان پرندوں نے باباجی کو جواب دیا ————

کہ —— بابا نانک جی —— اڑنے کے لئے ہمارے پر بھی ہیں۔ اور ہم اڑ کر اپنی جان بھی بچا سکتے —— مگر ہم اڑ کر نہیں جائیں گے ——

باباجی نے پوچھا۔ آخر ایسا کیوں؟ ————

تو پرندے بولے ———— کہ ع

پھل کھایا اس برچھ کا اور بیٹھ لپیٹرے پات

یٹھ ہمارا جیوناں ہے جلیں نہ اس کے ساتھ

کہ —— اس درخت کا ہم نے پھل کھایا ہے اور اسکی ہری بھری شاخوں پر ہم چہچہاتے رہے ہیں اور اس کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں ہم سکون حاصل کرتے رہے ہیں —— اسلئے اب ہماری وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس کے ساتھ ہی جل جائیں ————

اقبال مرحوم بھی بابا نانک کو خراجِ عقیدت یوں پیش کرتا ہے۔!

ع پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے

ہند کو اِک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

سیّد افتخار الحسن زیدی ——— انتہائی افسوس سے کہتا ہے۔
کہ کتّے نے اولیاء اللہ سے وفا کی اور اچھی نسبت حاصل کر لی اور جنت کا حقدار بن گیا ——— امام پاک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں نے وفا کی اور اچھی نسبت پائی جس کی وجہ سے فرشتوں کے لیئے بھی باعث رشک بن گئے اور پرندوں نے وفا کی تو کبوتروں کی صورت میں خانہ کعبہ اور گنبد خضرا میں غٹرغوں غٹرغوں کرنے کی سعادت پا گئے ———

مگر آج ——— سیّد شبیر حسین زیدی انجم نے ٹھیک کہا ہے۔ کہ

ع — سمجھ نئیں آوندی میں کس گل تے ہساں یا فر رووَاں
اِک دل میرا تے غم نے لکھّاں میں کدّھر کدّھر ہوواں
رُل گئے پیار دے سچّے موتی اجڑ یا باغ وفاواں
یا ربّ ہن میں کتھوں لبھاں پیار دیاں خوشبوواں

اور آخر میں ایک میرا اپنا قطعہ بھی سُنیئے جسے میں نے مراد آباد میں جگر مُرادآبادی کی صدارت میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں پڑھا تھا۔ کہ

ع — جب تھا بچپن تو تھے ہر روز وفا کے وعدے
جوبن آیا ہے تو آئینِ وفا بھول گئے
مَیں نے آنکھوں سے زمانے کا تغیّر دیکھا
کفر کہتا ہے مسلمان خدا بھول گئے

مطلب یہ ہے کہ آئینِ وفا پر کاربند رہنا ایک عبادت ——— اور رسم وفا پر عمل پیرا رہنا ایک ریاضت ہے جس کے سبب انسانوں میں دوستی کے ستارے کی چمک بڑھتی رہتی ہے اور محبّت کے شہد کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آئینِ وفا پر پابندی عین عبادت ہے

اور یہی خُدا پرستی ہے ـــــ جو آئینِ وفا کو بھُول گیا، وہ خُدا کو بھی بھول گیا اور جس نے رسمِ وفا کو ٹھکرا دیا ـــ اُس نے نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پامال کر دیا ـــــ

اسلئے کہ ـــ دوستی کا بھرم رکھنے والے اور عقیدت کا اظہار و دعویٰ کرنے والے اگر رسمِ وفا کے موتیوں کی مالا اپنے گلے میں نہیں رکھتے تو دوستی منافقت کا روپ دھار لیتی ہے اور عقیدت کے دعویٰ کے بعد اگر کوئی شخص وفا کے دامن کی ٹھنڈی ہوا اپنے محبّ ـــ اپنے دوست یا اپنے امام و پیشوا کو نہیں دے سکتا تو پھر ایسی عقیدت اور ایسی محبت کانٹوں کا ہار بن کر ہمیشہ اس دوست کے گلے کو زخمی کرتی رہتی ہے ـــــ

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں ـــ کہ

"پیار کرنے والے لوگ اور عشق و محبّت کے متوالے انسان تو محبوب و معشوق کی ہر خفگی کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور اسکی ہر سختی کو کشادہ دلی سے برداشت کرتے ہیں اور معشوق کی ہر ناخفگی کو بھی وسعتِ قلبی سے ہنس کر ٹال دیتے ہیں۔"

مثلاً ـــ معشوق، عاشق کو غصّہ سے جھڑک دیتا ہے۔ کہ

ع دیندے جھڑک جواب پیارے پھیر نہ آویں ایتھے
جے آیوں تے قتل کراں گے اسی کتھے توں کتھے

ادھر عاشق کا کام معشوق کے دروازہ کو پھر بھی چھوڑنا نہیں ہے !

ع ــ جے توں عاشق بننا لوڑیں پلّہ پکڑ سجّن دا
جان منگے تے دے شتابی صرفہ کریں نہ تن دا

کہ معشوق کی طرف سے جھڑک اور ناراضگی دیکھ کر عشق و محبّت کی وادی سے فرار اختیار نہیں کرنا چاہیئے ــــــ بلکہ

ع ــ جے دلبر تینوں منہ نہ لاوے توں مُکھ مول نہ موڑیں
ڈونگی ندی عشق دی اندر جیو جامہ سب بوڑیں

اگر تیرا دلبر تجھے منہ نہیں لگاتا اور تیری پرواہ نہیں کرتا تو تم پھر بھی اس کی محبّت کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑنا ــــ بلکہ اس کے پیار کی بہتی ہوئی ندی میں پوری طرح غرق ہو جانا ـــــــــــــ اور

ع ــ جے او نال نہ چلن دیوے، پچھّا کدی نہ چھوڑیں
لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ والی آس امید نہ توڑیں

اور اگر تیرا محبوب کسی خفگی اور ناراضگی کی وجہ سے محبّت کی راہ میں تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتا تو پھر بھی تیری عقیدت کا حق یہ ہے کہ تُو اس کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہ ـــــــــــ

اور معشوق کی خفگی کو مسرّت میں تبدیل کرنے تک اور اسکی ناراضگی کو راضی نامہ تک اور اس کے غصّہ کو پیار کی منزل تک لانے میں اس کی ہر جھڑک کو نظرانداز کرتا جا اور اس عرصہ میں اللہ کی رحمت سے ہرگز ناامید اور بے آس نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر کسی نہ کسی دن محبُوب کا غصّہ اُتر جائے گا۔ اس کی خفگی دُور ہو جائے گی اور اسکی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی ـــــــــــ

ع۔ جے توں سر دے پیر بنا کے مگر سجن دے چلیوں
تاں فیر پکڑ دلاسا دیسی سمجھیں سنگ رلیوں

لیکن وہ لوگ جو محبّت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر ذراسی ناراضگی پر ملنا جُلنا ترک کردیتے ہیں تو ایسے لوگ محبّت کے آئین اور وفا کی رسم سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان کی محبّت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے ـــــ ان کی عقیدت ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہے اور ان کا ہاتھ پاؤں چومنا ایک دھوکہ ہوتا ہے!۔

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی، اپنے مسلمان بھائیوں کو پیغام دیتا ہے کہ ـــــــــ تم بھی وفا کرنا سیکھو اور دوستوں سے وفا کرو! ــــ

اور اگر کسی وجہ سے محبّ ومحبُوب کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور عاشق ومعشوق کے مابین کوئی اختلاف کی کالی گھٹا چھا جائے تو عاشق کو چاہیئے کہ رسمِ وفا نہیں نبھا سکتا تو نہ سہی ـــــ آئین محبّت سے تو دستبردار نہ ہو اور محب کو دستورِ عقیدت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرلینی چاہیئے ــــــــــ

اسلیئے ــــــ کہ

ع۔ چنگی مندی سجناں دلوں سے واری ہو جاندی
پر دل تے داغ لیاندے نائیں پکی پریت جنہاندی

احباب کرام! ــــــــــــ

رسم وفا اور۔ آئین وفا کی تفصیل کے بعد حضرت بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وفا و بے وفائی کا نظریہ لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے بیان کیا ہے ــــــــــــــــ

وہ لکھتے ہیں کہ ــــــ اس دنیا میں "رن یعنی عورت" سے

نسبت باعث جنت

بڑھکر اور کوئی جنس بے وفا نہیں ہے! ——

تخت ہزارہ کا ایک خوبصورت جوان رانجھا جب ۔ بھائیوں، بھرجائیوں اور رشتہ داروں سے ناراض ہوکر ہیر سیال کے شہر جھنگ کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے تو اس کی ایک بھرجائی اس کا رستہ روک لیتی ہے تو دھیدو عرف رانجھا —— اپنی بھابی رینگہ سے کہتا ہے —— کہ

ع۔ تساں پیر۔ ولی۔ غوث ۔ قطب مارے

ٹکراں نال سمجھے برماریونی

وارث رن دی ذات بے وفا ہوندی

پوری نال نہ کسے اُتاریونی

اور ۔ پھر ۔ تخت ہزارے دا جٹ رانجھا جوگی بن کے جھنگ شہر میں گداگری کرتا پھرتا اور بھیک در بدر مانگتا پھرتا ہے۔ اسی دوران وہ ہیر کی نند (ننان) سہتی نال متھا لا لیندا اے ۔ تے بڑے ہی پیارے انداز میں اسے کہتا کہ ——

ع۔ نبی باجھ شفاعت نہ کسے کرنی

رب باجھ کوئی بخشنہار نائیں

کوئی نئیں سردار سادات جیہا

تے حضرت شاہ علی جیہا ہور دربار ناہیں

تے ۔ فقر ہو کے صبر نہ کرے جیہڑا

بُجّے فقر دے دا اور روا دار نائیں

عدل باجھ سردار ہے رُکھ[1] اپھل

تے رن گدھی ہے جو وفا دار نائیں

---

[1] : پھل نہ دینے والا درخت ،

نسبت باعث جنت

باہجھ عشق دے موت شہید نائیں
تیغ صبر دی باہجھ ہتھیار نائیں
باہجھوں ہجر دے ذوق تے شوق نائیں
وارثؔ رن تلوار فقیر گھوڑا
چارے تھوک ایہہ کسے دے یار نائیں!

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ـــــ پاکستانی عوام کو ـــــ سیّد پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ کے ان اشعار پر پوری طرح غور و فکر کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا ایک عورت ملک و قوم، تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے سود مند ہو سکتی ہے کہ نہیں! ـــــ

حضراتِ محترم! ـــــ

پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عورت کے متعلق بے وفائی کا نظریہ حق اور سچ ـــــ لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی ـــــ وارث شاہ کے اس نظریہ سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر ـــــ

رَن یعنی عورت ـــــ اتنی ہی بے وفا ہوتی تو گجرات کی سوہنی کمہارن بلخ بخارہ کے شہزادہ عزت بیگ کے عشق میں رسم آئین وفا کو نبھاتی ہوئی، دریائے چناب کی طوفانی لہروں میں غرق نہ ہو جاتی ـــــ ع

کچّا گھڑا کُھر گیا تے ہتھ بدّھے
سوہنی یونس دا واسطہ پان لگ پئی
مینوں مچھ کے کنڈھے تے پے چلو
کرو مچھیو کجھ امداد میری

اور ـــ پیر وارث شاہ کے نزدیک اگر عورت ہی بے وفائی کا مجسمہ ہوتی ہے تو پھر بھنبھور شہر کے حکمران آدم جام کی بیٹی سسّی ـــ ـــ پتیکیچ مکران کے خان پنوّں کی محبّت میں فنا ہو کر ـــــــــ اور پھر آئینِ وفا پر عمل کرتی ہوئی تپتے ہوئے مارُو تھل کے ریگستان اور آتش فشاں ریت کے ٹیلوں میں پنوّں کے شُتر کا کھوج تلاش کرتی ہوئی گرم اور دہکتے ہوئے صحرا میں گُم نہ ہو جاتی ـــــــــــــ

دنیائے اسلام کے عظیم شاعر جناب سردار حسین سردار نے اس دردناک منظر کو یوں بیان کیا ہے ـــــــــ کہ ع

سسّی کھوج شُتر تے بہہ کے دیندی خان پنوّں نوں طعناں
انج لبھپال کریندے ناہیں جیویں توں کیتی اے خاناں
توں نہ ہوندوں سسّی انج نہ رُلدی میریا بانکیا ڈھول جواناں
سردار پنوّں ہُن آ کے ویکھیں میرا رُل گیا سوٹ شہاناں

قارئین کرام ! ـــــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگرچہ سسّی اور سوہنی عشق و محبّت کے گھرانہ کی دونوں بہنیں تھیں اور دونوں ہی آئینِ وفا سے واقف اور دونوں ہی آئینِ وفا سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہی دونوں وفاداری اور جانثاری کے جذبہ سے سرشار تھیں ـــــــــــ

لیکن ـــ دونوں کا نوشتۂ تقدیر جُدا جُدا تھا ! ـــــــــ

ذرا ان کے نوشتۂ تقدیر کو دیکھئے کہ سسّی اپنے محبوب کو تلاش کرتی ہوئی تپتے ہوئے ریگستان کی دہکتی ہوئی ریت میں پانی کے ایک قطرہ کو ترستی ہوئی مر گئی۔۔ اور

سوہنی اپنے محبوب کو ملنے کیخاطر بپھرے ہُوئے دریائے چناب کے پانی میں ڈوب گئی ــــــــــــ

سسّی گرم بگولوں کے جھکڑوں میں پھنس کر دن کے وقت جھُلس گئی، جبکہ سوہنی کو کالی رات کی خوفناک ناگن نے ڈس لیا ــــــــ

اور سسّی بیابان، ریگستان کے تپتے ہوئے ٹیلوں میں گم ہوگئی ۔ جبکہ سوہنی دریا کی طوفانی موجوں میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگئی ــــــــ

اور دونوں نے نمازِ عشق پڑھی ۔ سسّی نے ریت پر تیمم کیا ـــ اور ـــ سوہنی نے پانی سے مکمل غسل و وضو! ــــــ

اور دونوں کے امام تھے ۔ سسّی نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دُہائی دی اور سوہنی نے حضرت خضر علیہ السلام کو پکارا ــــــــ

اور ـــ دونوں ہی دھوکا کھا گئیں ــــــ

سسّی شتربانوں کی ٹلیوں کا ـــــ اور سوہنی کچّے گھڑے کا ۔

اور سسّی نے شتربانوں کی ٹلیوں کو جرسِ کارروان اور بیاباں سے اُٹھنے والے گرد و غبار کے ہر بگولے کو غبارِ قافلہ سمجھ لیا ــــــ اور سوہنی نے کچّے گھڑے کو محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ جان لیا ــــــ

اور سسّی کے لیئے یہ کہنا ٹھیک ہے ــــــــــ کہ

ع ۔ تھا بیابان کا بگولا جو اٹھا اور مٹ گیا
دُور سے جس کو غبارِ کارواں سمجھا تھا میں

اور ۔ سوہنی کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے اِتنا کہنا ہی کافی ہے کہ ۔

ع کچّے کچ کیتا کجا ئے مٹّی کچّے چاہڑیا تورٹہ پور میرا
اگے ٹھاں تے موت نئیں جان دیندی پچھّارہ گیا بجھاں دُور میرا

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن ـــــ اپنے مسلمان بھائیوں سے ایک بار پھر لازوال پیغام کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ کسی امام کے مقتدیو! ـــــ اپنے امام سے وفا کرو ـــــ اور اے کسی پیر کے مریدو۔ اپنے پیر سے وفا کرو ـــــ اور اے کسی استاد کے شاگردو اپنے استاد سے وفا کرو۔ اور اے اپنے نبیؐ کے اُمتیو اپنے نبیؐ سے وفا کرو اور اے اپنے خُدا کے بندو اپنے خُدا سے وفا کرو! ـــــ

اور اے پاکستان کے پتھر دِل سرمایہ دارو اور دولتمند زر پرستو ـــــ اور لاکھوں، کروڑوں روپے کی کوٹھیوں میں عیاشی کرنے والو ـــــ مغرور مِل مالکو ـــــ کسی غریب کی جھونپڑی کو ڈھانا بند کر دو ـــــ اور اے کپڑے کے بڑے بڑے تاجرو اور اپنے بیوی بچوں کو امپورٹڈ ریشمی لباس پہنانے والو۔ سنگدل انسانو! ـــــ بیوہ عورتوں اور یتیم بچیوں کے ننگے سروں کو بھی ڈھانپنے کے لئے اپنی مِلوں کے ہزاروں تھانوں میں سے دو چار گز کپڑا اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کی، دینے کی بھی عادت بناؤ ـــــ

اور اپنے خوبصورت بنگلوں کو بجلی کے قمقموں سے روشن کرنے والو۔ امیرو دولت مندو! ـــــ کسی مفلس و فقیر کی کُٹیا میں ٹمٹماتے ہوئے تیل کے چراغ کو اپنی سرمایہ داری کی وحشیانہ پھونکوں سے بجھانا چھوڑ دو! ـــــ

ـــــ کیا مِلیں اسی لئے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں

اور ـــــ کیا چمن کو اسلئے مالی نے خون سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

علامہ اقبال مرحوم بھی خدا کے حضور یہی فریاد کرتا ہے ـــــــــ کہ

ع ـــــ کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دُنیا ہے تیری منتظرِ روزِ مکافات

اور ـــــ تُو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

اور ـــــ یہ علم ـ یہ حِکمت ـ یہ تدبّر ـ یہ حکُومت
پیتے ہیں لہُو دیتے ہیں تعلیم مساوات

اور سیّد افتخار الحسن! اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ بھی کہتا ہے۔ اپنے خوبصورت بنگلوں ـــــ اپنے خوشنما باغات اور اپنے بلند و بالا پلازوں کی طرف سے ذرا توجہ ہٹا کر اپنی آخری آرامگاہ قبر کا تصوّر بھی کبھی کر لیا کرو ـــــ اور اس دُنیا کے مسافر خانہ میں ہمیشہ زندہ رہنے کی بجائے آخرت کے شہرِ خموشاں میں روزِ قیامت تک تہِ خاک لیٹنے پر بھی کبھی غور و فکر کر لیا کرو!

علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ـــــ کہ

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائیدار کا

اور دن میں کم از کم ایک دفعہ تو موت کے فرشتہ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ موت برحق ہے اور ملک الموت کا آنا بھی سچ ہے۔

سیّد ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے ـــــ کہ

ع ـ سدا نہ تاج سراں تے رہندا تے سدا نہ تاج شہانہ
ہاشم شاہ اتھے دِل نہ لاویں ایہہ جگت مسافر خانہ

مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیائے فانی کی مذمت کرتے ہوئے اور ملک الموت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ کہ

ی۔ یار تیرے لدھی بھار جاندے اکدن توں بھی بھار لدھاوناں اے
ملک الموت جدوں گھیرا آن پایا پھیر کسے نہ تینوں چھڑانا اے

اور

ی۔ یار تیرے لدھی پار جاندے یاراں جاندیاں دی تینوں سار نائیں
ملک الموت لنگھائے نے پور لکھاں تے توں غافلا ہویوں ہشیار نائیں

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے یقینی اور زندگی کے فانی ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں ؎

سدا نہ لاٹ چراغاں والی سدا نہ سوز پتنگاں
سدا نہ جھوپے پا محمدؐ بہنا رل مل سنگاں

اور۔ سنگدے ساتھی لدھے جاون اساں دی ساتھ لداناں
ہتھ نہ آوے پھیر محمد جاں ایہ وقت وھاناں

اور۔ لکھ ہزار بہار حسن دی اندر خاک سمانی
لا پریت محمد بخشا جگ وچہ رہے کہانی

اور۔ مان نہ کریئے روپ گھنے دا وارث کون حسن دا
سدا نہ رہسن شاخاں ہریاں سدا نہ پھل چمن دا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دُعائیں

دُوسرے انبیاءِ کرام سے ہمارے رحمتِ دوعالم نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک علیحدہ اور مثالی ہے۔ اسلیئے ہر دعا آپ پر درود شریف پڑھنے کے سبب قبول ہوتی ہے ——

مثلاً ——

۶: —— ترمذی شریف ــ جلد ۱ صـ ۶۴ ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ——

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوۡقُوۡفٌ بَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ ——

"کوئی دعا دربارِ خداوندی تک نہیں پہنچتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔"

حَتّٰی تُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ

کہ جب تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔

۷: —— ترمذی شریف ۔ جلد ۲ صـ ۲۰۹ ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۵۵۷

حضرت ابنِ عباس و عقبۃ بنِ عامر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں —— کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دعا کی! ———

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اور پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں حلقہ بگوش اسلام اور نبی پاک علیہ السلام کے غلام بن کر اسلام کے سدابہار گلشن میں ایک تازہ پھول بن کر اور دین مبین کے مضبوط قلعہ کی حفاظت کے لئے ایک بہادر سپاہی کی طرح اور ایک سرفروش جرنیل کی طرح اپنے دور خلافت میں کا پرچم لے کر اور بہادر مجاہدوں کا ایک معمولی سا دستہ لے کر مدینہ منورہ سے نکلا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کریم کی بچھائی ہوئی زمین کے آدھے حصہ پر چھا گیا ———

حضرت ابوھریرہؓ کی والدہ کے لئے مسلمان ہونے کی دعا فرمائی اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا اثر انہوں نے اسطرح دیکھا کہ ابوھریرہ دعا کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو دروازے کو اندر بند پایا۔ جو کہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے میری والدہ نے کہا ——— کہ

ابوہریرہؓ! ذرا انتظار کرو! میں غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتی ہوں۔

انہوں نے دروازہ کھولا اور بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھکر اندر آجانے کا حکم دیا۔ اور مجھے کہا! — ابوہریرہؓ مجھے مسلمان بناؤ۔ یہ سنکر میری حالت خوشی کے مارے بے حال ہو گئی اور میری والدہ نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔

یہ اثر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا کہ فوری طور پر شرف قبولیت پا گئی۔

۸ : ـــــ جیسا کہ ـــ مسلم شریف جلد ۲ صـ ۳۰۱ ـ مشکوٰۃ شریف صـ ۵۲۵

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میری ماں کفر منحوس راستوں میں بھٹکتی پھرتی تھی ـــــــ

مگر میری دلی آرزو تھی کہ میری والدہ بھی اسلام کے گلشن کی ایک مہکتی ہوئی کلی بن جائے اور اہل ایمان کے دل و دماغ کو مہکانے لگے!

چنانچہ ـــ ایک دن میں نے اپنی یہی آرزو دربار رسالتؐ میں پیش کر دی جبکہ میری یہ حالت تھی کہ میں رو رہا تھا ـــــــ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو انتہائی محبت سے دریافت فرمایا ـــــــ

ابو ہریرہؓ ـــــ کیوں روتے ہو؟ ـــــ

میں نے عرض کی ـــــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کافرہ ہے اور ـــــ میں آپ کا غلام!

میں نے بہت کوشش کی ہے اور بہت دعائیں کیں ہیں مگر سب ناکام ہوگئیں اور میری ماں کے دل پر لگا ہوا کفر کا تالا ٹوٹنے میں نہیں آتا ـــ اور اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے شرک کے سیاہ پردے نہیں اٹھ سکے۔

اب آپ میرا آخری سہارا ہیں اور میں اس امید پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی دعا سے میری ماں کے کفر و شرک کے اندھیروں میں، ایمان و اسلام کی شمع جل اٹھے گی اور جہنم کی آگ سے بچ جائے گی۔

اسلئے ـــ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِيَ اُمَّ هُرَيْرَةَ! ـــــ

آپ دعا فرمائیے کہ ابوہریرۃ کی ماں کو ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں رشد ہدایت

کی قندیل روشن ہو جائے ــــــــــــ

بس پھر کیا تھا۔ میری درخواست پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے لئے دست مبارک اُٹھائے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی ــــــــ

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ۔

"کہ اے اللہ کریم ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ھدایت فرما۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر دین و ایمان کی روشنی میں لے آ!" ــــــــ

اس کے دل و دماغ سے لاتؔ و منات کی محبّت نکال کر خدا و رسولؐ کی اُلفت عطا کر دے ــــــــ

اور پھر ایسا ہُوا ــــــــ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گھر آئے تو ماں کی تقدیر ہی بدل چکی تھی! ــــــــ

اور اس کا دامن، دین و ایمان کے پھولوں سے بھر چکا تھا ــــــــ

۹: ــــــــ دحیہ کلبی کے لئے ایمان لانے کی دعا فرمائی جو کہ قبول ہوئی اور وہ بھی کُفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آگیا!

جیسا کہ ــــ تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۲۴ اور درۃ الناصحین صفحہ ۱۴۲ ۔ علامہ اسمٰعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور علامہ عثمان بن حسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ــــــــ

اِنَّ دَحْیَۃَ کَلْبِیْ کَانَ مَلِکًا کَافِرًا مِنَ الْعَرَبِ ــــ کہ دحیہ کلبی کُفر کے ایک ناپاک گروہ کا سردار تھا ــــــــ

وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ اِسْلَامَہٗ ۔

اور ــ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام لانے کی خواہش رکھتے تھے

کیونکہ وہ سات سو آدمیوں کا سردار تھا ــــ اسلیئے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنا تھی کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس کی ساری جماعت بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گی ــــ

وَكَانَ مِنْ اَجْمَلِ النَّاسِ وَجْهاً ـ

اور وہ اتنا حسین وجمیل انسان تھا کہ جب وہ کبھی شہر میں نکلتا تو شہر کی خواتین اسے دیکھنے کے لیئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جاتیں یا دروازوں سے باہر آجاتیں ـ

ایک دن حسنِ اتفاق یہ ہُوا کہ ادھر سے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرہے تھے اور دوسری طرف سے دحیہ کلبی آرہا تھا ــــ حسین وجمیل تو تھا ہی ـ محبّت بھری نظروں سے جب نگاہِ رسالت نے دیکھا تو معاً بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوئی ــــ

یا اللہ پاک! ایسی خوبصورت صورتیں بھی دوزخ میں لے جائیں گے! ــــ

آواز آئی محبوبؐ ــــ کیا چاہتے ہو؟ ــــ

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایمان لانے کی آرزو کر دی ــــ اور عرض کی: ــــ

اَللّٰھُمَّ اَرْزِقْ الْاِسْلَامَ دَحْیَةَ الْكَلْبِیْ ــــ کہ

اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام کی دولت سے بہرہ ور فرما دے ــــ

زبانِ نبوّت سے نکلی ہوئی دعا نے قبولیّت کے دروازے کھول دیئے ـ

اگلی صبح ہوئی تو نماز کے بعد والیٔ دو جہان مصلّے سے اٹھنے ہی والے تھے ـ

کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے ــــ

اور عرض کی ــــ یا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ــــ

قَذَفْتُ نُوْرَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِ دَحْیَةَ الْكَلْبِیِّ!

کہ اللہ کریم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے! ـــــــــ

محبوب آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے اور آپ کی خواہش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہم نے دحیہ کلبی کے دل میں تاریکی کو دُور کر کے نورِ ایمان کی شمع روشن کر دی ہے اور وہ تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے!

فَلَمَّا دَخَلَ دَحِيَةُ الْكَلْبِي الْمَسْجِدَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ وَبَسَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَاَشَارَ اِلٰی رِدَائِهٖ -

پھر جب دحیہ الکلبی مسجد نبوی میں داخل ہُوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر رکھی ہوئی مبارک تہ کر دالی چادر اتار کر فرش پر بچھا دی اور اسے اشارے چادر پر بیٹھ جانے کے لئے فرمایا۔ ع

دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں!

لیکن جب دحیہ کلبی نے صاحبِ خلقِ عظیم کا یہ حسنِ اخلاق دیکھا۔ تو

بَکٰی ـــــــــ وہ رونے لگا ـــــــــ

اور ـــ رَفَعَ رِدَاءَهُ فَقَبَّلَهُ وَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِهٖ وَعَيْنَيْهِ

چادرِ مبارک کو اٹھایا ـــــ اسے بوسہ دیا اور سر اور آنکھوں پر لگایا۔

اس نے کہا! ـــــــــ

حضور مجھے نورِ ایمان سے سرفراز فرماویں! ـــــــــ

آپؐ نے فرمایا! ـــــــــ

قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـــــــــ

اس نے کلمہ شریف پڑھا ـــــــــ

پھر وہ زار و قطار رونے لگا ـــــــــ

شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔۔۔۔۔۔
اب کیوں روتے ہو؟ ۔۔۔۔۔۔
دحیہ کلبیؓ نے عرض کی! سرکار! میں بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرتا رہا ہوں اور اب تک ستر لڑکیاں اپنے ان ہاتھوں سے زندہ دفن کر چکا ہوں! ۔۔۔۔۔
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو گئے ۔۔۔۔۔۔
جبریل علیہ السلام اسی عالم میں تشریف لائے اور آپ کو سلام بھیجتے ہوئے فرمایا! ۔۔۔۔۔۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ لِدَحْیَۃَ الْکَلْبِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ ۔۔۔۔۔۔ کہ

دحیہ کلبی سے فرمادیں کہ مجھے اپنے جاہ وجلال کی قسم ہے کہ جب اس نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا تھا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا اور ایمان کے خزانہ سے بھرپور ہوا تو ہم نے
غَفَرْتُ لَکَ کُفْرَکَ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔
تمہارے ساٹھ سال تک کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔
فَبَکَی النَّبِیُّ وَاَصْحَابُہٗ
پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے۔
آواز آئی ۔۔۔۔ حبیبؐ روتے کیوں ہو؟ ۔۔
عرض کی ۔۔۔۔۔۔ یا اللہ!
ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھنے والے کے آپ نے ساٹھ سال کے گناہ معاف فرما دیئے ۔۔۔۔ مگر میری وہ اُمّت جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی

صبح و شام کثرت سے دیتی ہے، اِسے آپ کس طرح نہ بخشیں گے ـــــ

جواب آیا ـــــــــ

ہاں! بخش دوں گا۔ ـــــــــ

اور حضرت دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و تکریم اور اُن کے حسن و جمال کی شان تو دیکھو کہ ـــــ اسلام کے دامن میں آنے کے بعد ـــــ اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر دین و ایمان کی روشنی حاصل کرنے کے بعد اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثر کے بعد خداوند کریم کی طرف سے یہ انعام بھی مِلا ـــــــــ کہ

كَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صُوْرَةِ دَحْيَةَ لِجَمَالِهٖ ـــــ کہ

"اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام، دحیہ کلبی کے حسن و جمال کی بنا پر نبی کریم علیہ السلام پر اس کی صورت پاک میں آتے رہے!"

بارش کے لئے دُعا

۱۰: ـــــ بخاری شریف جلد اوّل صـ۵۰۶ ـــ مسلم شریف جلد اوّل صـ۲۹۲ مشکوٰۃ شریف صـ۵۳۶ ـــــــ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط پڑ گیا ـــ حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض گزاری یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہونے شروع ہوگئے ہیں، اور بچے بھوک سے مرنے لگے ہیں ـــــ

فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا ۔ !

بارش کے لئے اللہ سے دعا کریں ۔ ! ـــــــــ

فَرَفَعَ یَدَیْہِ !

پس اُمّت کے غمخوار نے دعا کے لئے اپنے دستِ مبارک اٹھائے اور عرض کی ! ـــــــــ

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا ! ـــــــــ

یا اللہ کریم ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسا دے ۔ اور یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے ـــــــــ

آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا یعنی بادل کا نام ونشان تک نہیں تھا ۔ مگر ـــــ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا اُن کے منہ سے نکلنا تھا کہ مشرق و مغرب ، شمال وجنوب سے کالی گھٹائیں امڈنا شروع ہوگئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہوگئی اور یہ بارشیں آئندہ جمعہ تک ہوتی رہیں اور پورے عرب کی سرزمین جل تھل ہوگئی اور قحط دُور ہوگیا ـــــــــ

یہاں تک کہ اگلے جُمعہ کو اُسی اعرابی اور دیگر بہت سے مسلمانوں نے کھڑے ہوکر عرض کی ! ـــــــــ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مکانات گرنے لگے ہیں اور مال ومتاع غرق اور تباہ ہو رہا ہے ۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے ـــــــــ

آپؐ نے دُعا فرمائی ! ـــــــــ

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ـــــ

کہ یا اللہ ! ـــ ہم پہ بارش کا سلسلہ ختم کردیں ۔ ـــــــــ

پتہ چلا کہ ساری کائنات کا نظام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور زبان پاک اور دعاؤں میں ہے ــــــــ

بارش نہ برسنے کا سبب

دوسرے انبیاءِ کرام کی طرح حضرت ھود علیہ السلام بھی عاد قوم کی طرف نبی بن کر تشریف لائے اور قوم کو دعوتِ توحید و رسالت دی اور حکم دیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو ــــــــ پارہ ۱۲ سورۃ ھود ــــ

مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی اِلٰہ نہیں ہے ــــــــ اور اے میری قوم میں نے جو تمہیں توحید و رسالت کا درس دیا ہے اور تمہیں نیکی کا راستہ بتایا ہے اور تمہیں پتھروں کی پرستش کرنے کی بجائے ایک وحدہٗ لاشریک الٰہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے ــــ میں تم سے اس کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ۔

بلکہ اس کا اجر میں اپنے اس ربّ سے لوں گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ــــــــ

کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ ــــــــ

میری تبلیغ اور میری دعوت کو سمجھ کر ایک اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دو۔

مگر واقعی قوم بے عقل ثابت ہوئی اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے ــــــ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اور رسالت کو جھٹلانے کے باعث تین سال تک بارش بند کر دی ــــ اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا ــــــــ

تو حضرت ہود علیہ السلام نے پھر اپنی قوم پر رحم کھاتے ہوئے اور قوم کو تین

سال تک بارش بند ہونے کے باعث ان پر جو قحط کا عذاب آن پڑا تھا۔ اسے دور کرنے کے لئے اور خشک سالی کی مصیبت کو ٹالنے کے لئے اور بارش برسانے کیلئے پھر اپنی قوم سے فرمایا: ——————

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ! —————— اور فرمایا کہ

کہ اے میری قوم اپنے ربّ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرو تو اللہ تعالےٰ آسمان سے موسلا دھار بارش برسا دے گا اور ساتھ ہی تمہارے عورتوں کے بانجھ پن کو دور کر کے اور تمہیں کثرت سے لڑکے عطا کر کے تمہاری قوت میں اضافہ فرما دے گا۔!

اور تم مجرم بن کر اپنے منہ راہِ راست سے نہ موڑ لو ——————

مگر —— وہ قوم اتنی سرکش اور نافرمان تھی کہ حضرت ہُود علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت حق کے باوجود اپنے کفر پر ڈٹی رہی اور حضرت ہُود علیہ السلام کے ساتھ واہیات قسم کی بحث کرتے رہے ! ——————

اور پھر جب اس قوم کے راہ راست پر آنے اور رشد و ہدائت کی روشنی پانے کی کوئی امید نہ رہی تو پھر اللہ کی طرف سے ان پر ایک دردناک عذاب لایا گیا جس سے ان کا نام و نشان مٹ گیا ——————

لیکن —— اس دردناک عذاب سے خداوند کریم نے اپنی رحمت کے سبب حضرت ہُود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کو نجات دیدی۔

قارئینِ کرام ! اور برادرانِ اسلام آج محرّم کی ۲۷ تاریخ اور ساون

کی ۲۵ تاریخ ہے ۔ مگر مون سون ہواؤں کا رخ اور بارش برسنے کا راستہ ابھی تک فیصل آباد کی طرف نہیں دیکھا گیا ——— اور فیصل آباد کے لوگ ایک سال سے بارش کے چند قطروں کے لئے ترس رہے ہیں ———

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ——— کہیں

ہم پر بھی حضرت ہود علیہ السلام کی گمراہ اور بے دینی قوم کی طرح ہماری عیاشیوں ——— بدمعاشیوں ——— اور ——— فحاشیوں کے باعث اور ہماری دین و اسلام سے غداری اور رسالت سے بغاوت کے سبب بارش بند رکھنے کا تین سالہ منصوبہ تو نہیں ہے ———

مسلمانو ! ——— آؤ حضرت ہود علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا ——— رحمت دو عالم اور مشفق و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ——— ان کی تبلیغ حق اور ان کی دعوت اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنے ربّ کریم سے معافی طلب کریں ——— اور ———

توبہ و استغفار کر کے آسمان سے بارش کے دروازے کھول دیں اور اللہ کریم کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک سالہ خشک سالی کے عذاب سے نجات حاصل کریں ——— اور

یتیموں ——— مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کو کھانا کھلا کر اور صدقہ و خیرات کے خزانے کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں ———

نزہت المجالس ——— جلد اول ص ۹۷ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

لِاَنَّ الْفَاحِشَةَ اِذَا فَشَتْ فِیْ قَوْمٍ فَشَا فِیْھِمْ طَاعُوْنٌ ۔ وَاِذَا الْقِصُوْا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ جَاءَ ھُمُ الْقَحْطُ وَاِذَا مَنَعُوْا الزَّکٰوۃَ

حُبِسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ ـــــــــــ کہ

جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے ۔ اس قوم پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جاتی ہے ۔ اور جو قوم کم تولنا شروع کردے ۔ اس قوم پر قحط اور جورِ سُلطان سے بادشاہ کا قہر و غضب اور ظالم حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس قوم پر بارش بند کر دی جاتی ہے ۔

برادرانِ اسلام !

غور کرو اور سوچو کہ کہیں یہ تمام خرابیاں ہم میں تو پیدا نہیں ہو گئیں ـــــ

ـــــــــــ علاج بس

توبہ و استغفار ـــ !

حُسن جمال کیلئے دُعا

مدارج النبوّت

بیہقی ـــــ جلد اوّل ص ۴۳۸ ـــــ

بیہقی از انس آوردہ کہ یہودی گرفت از لحیہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم چیزے کہ در لحیہ شریف افتادہ بود ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں ایک تنکا پھنس گیا جسے ایک یہودی نے دیکھ لیا اور وہ تنکا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے نکال دیا ـــــــــــ اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ ـــــــــــ

"میں ایک حسین اور خوبصورت جوان ہوں مگر میرے بال سفید ہو چکے ہیں جس کے باعث میری خوبصورتی میں کمی آگئی ہے ۔ دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ! میرے حسن کو قائم رکھے!۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ——

اللّٰھم جمّلہٗ ! ——

کہ — یا اللہ اس کو خوبصورت بنا دے ! ——

شفاء بیمار کے لئے دعا۔

مدارج النبوّت — جلد اول۔ صــ۴۳۸ ——

"بیمار شُد ابو طالب عم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی۔" ——

اے برادر زادہ من دعا کُن پروردگار خود را تا عافیت دہد ——

یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے میرے بھائی کے بیٹے دعا کرو کہ آپ کا پروردگار مجھے شفاء عطا فرما دے ! ——

تو — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا کی —

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ ! ——

کہ یا ربّ میرے چچا محترم کو شفا عطا فرما دے ! ——

پس برخاست ابو طالب ——

پس حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ گویا کہ شفا ہو گئی ! — اور بیماری جاتی رہی ——

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ! ——

"کہ اے میرے بھتیجے! جو تو خدا سے مانگتا ہے، تجھے خدا تعالیٰ فوراً ہی عطا کر دیتا ہے۔"

خصائص کبریٰ — جلد اوّل - ص ۱۲۴

حضرات محترم ————

حضرت عزیر علیہ السلام کی تو ایک دعا سے بوڑھی عورت کی آنکھوں کی بینائی واپس آ گئی اور اس کی ٹانگیں جو ناکارہ ہو چکی تھیں درست ہو گئیں اور یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا ———— مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں دعائیں شرفِ قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود، دنیائے سنیت کے علماء کرام نہ تو انہیں خدا مانتے ہیں اور نہ ہی خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔

حتیٰ کہ —— جب نمرود نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ کہ میرے علاوہ آپ کا ربّ کون ہے؟ ————

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا ———— کہ

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ!

کہ "میرا ربّ وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے"!

تو نمرود نے پھر کہا کہ ————

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ

کہ میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ ————

چنانچہ اس ظالم نے ایک آدمی کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا اور جسے پھانسی کی سزا ملنی تھی اسے بری کر دیا گیا ————

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ ظالم زندگی اور موت کے فلسفہ کو نہیں جانتا اسلئے ——————

انہوں نے ایک اور دلیل پیش کر دی کہ یہ ظالم حکمران، جو خدا ہونے کا دعویدار ہے۔ لاجواب ہو جائے ——————

پھر آپ نے فرمایا کہ ——————

میرا خُدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو بھی خدا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر مشرق میں ڈوبنے کا حکم کر۔

یہ سن کر جھوٹا خدا اور ظالم حکمران مبہوت ہو کر اور حیران ہو کر رہ گیا۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی اس دلیل کو درست مان لیا تھا کہ ——————

دوسری دلیل دینے پر مجبور ہو گئے ——————

حالانکہ میدانِ مناظرہ کا یہ اصول ہے کہ۔ ایک مناظر ایک دلیل پر ڈٹ جائے!

تو اس سوال کا جواب یہ ہے —— کہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی حکیم یا ڈاکٹر کسی بیمار کی تشخیص کر کے اور بیماری کو سمجھ کر اس کے لئے ایک نسخہ تیار کرتا ہے مگر وہ نسخہ بیمار کا معدہ قبول نہیں کرتا، تو وہ قے کر دیتا ہے ——————

پھر حکیم اور ڈاکٹر کو یہ پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ مریض کے لئے دوسرا نسخہ تجویز کر کے اس کا علاج کرے ——————

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پہلے ایک نسخہ نمرود کو دیا مگر اس کی عقل و دانش نے اسے قبول نہ کیا اور پھر دوسرا نسخہ دیا جس سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور دعوت حق کے مقابلے میں شکست کھا گیا ——————

اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام نے خدا اور الٰہ ہونے کا معیار یہ مقرر کیا کہ اگر تو آفتاب کو مغرب سے نکال کر دکھا دے لیکن نمرود ایسا ہرگز نہ کر سکا۔

ہاں، البتہ ہمارے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈوبے ہوئے سورج کو مغرب سے نکال کر دنیا کو بتا دیا کہ ساری کائنات کا نظام میرے مقدس ہاتھوں میں ہے چاہے وہ نظامِ شمسی ہی کیوں نہ ہو۔ ! ———

مگر ہم سُنّی حضرات پھر بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مختارِ کُل نبی اور بے مثل بشر ہی کہتے ہیں ——— حالانکہ مغرب سے سُورج کو نکالنا یہ معیارِ الوہیّت تھا ———

اس حیرت انگیز واقعہ ——— اور ——— اعجازِ نبوّت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ڈوبے ہوئے سورج کی واپسی!

مدارج النبوّت اردو ص۴۲۷ ———

جنگِ خیبر کی فتح کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آرہے تھے کہ وادیِ صہبا میں، نبیِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا!

علیؓ — مَیں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں ———

عرض کی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانوؤں پر سرِ اقدس رکھ کر آرام کر لیں۔ ———

یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ ———

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوؤں پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے! سورج غروب ہو رہا تھا اور اتفاق ایسا ہُوا کہ حضرت علیؓ

نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی تھی ـــــــــــــــ

اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو مسئلے آ گئے تھے - ایک خدا کی عبادت اور دوسرا نبی کی اطاعت ـــــــ ـــــــ

اگر پاکستان کا کوئی بے ادب اور گستاخ مولوی ہوتا تو رسول پاک صلی اللہ وسلم کو جگا کر نماز عصر پڑھ لیتا ـــــــ لیکن یہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے یہ سمجھ کر اور اس عقیدہ کے تحت نماز عصر قضا کر دی ـــــــ کہ

ع ـــ نمازیں گر قضاء ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

کہ نماز قضا ہو گئی تو پھر پڑھ لوں گا لیکن خدا جانے نبیٔ پاک سرِ اقدس میری جھولی میں دوبارہ کب آئے ـــــــ

اور جب رسول پاک ؐ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا حبیب اللہ میں نے آپ کی محبت اور اطاعت میں نماز عصر قضا کر دی ہے!

مختارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ـــــــ

اب نماز قضا پڑھنی ہے یا ادا ـــــــ

جواب دیا غلام ہوں آپ کا اور نماز پڑھوں قضاء! ـــــــ

فرمایا! کھڑے ہو جاؤ ـــــــ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے ـــــــ

کیا کروں؟ ـــــــ

فرمایا - نیّت کرو! ـــــــ

کس بات کی ـــــــ

نماز عصر کی!
لیکن سورج تو غروب ہو چکا ہے!
فرمایا! جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو۔
علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیت کی چار رکعات نماز عصر۔
نبئ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ۔

"یا اللہ — علیؓ نے تیری اطاعت اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں نماز قضا کر دی ہے اب اس کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس کر دے!"

سوال:۔ وہاں تو نماز قضا کی جا رہی ہے پھر اللہ کی اطاعت کہاں؟
جواب:۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ! (سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
چونکہ حضرت علیؓ نے رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تھی اس لئے وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت تھی!۔
آفتاب طالع شد چنانکہ شعاع آں بر کوہ و دامان بتافت وخلائق برائے عین مشاہدہ کرد۔
"ڈوبا ہوا سورج طلوع ہوا جس کی شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں میں لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں"۔
سوال:۔ آخر نماز عصر اتنی تاکید والی نماز۔ علیؓ نے کیوں قضا کر دی؟

جواب :—— مدارج النبوت اردو ——

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت اور اسی حالت میں آثار وحی نمودار ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حالت میں مناسب نہ سمجھا کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب راحت سے بیدار کیا جائے ——

شفاء شریف بمعہ نسیم الریاض جلد ۳۔ ص ۱۰ ۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ :——

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا۔ اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْحیٰ اِلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ ؓ فَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ ۔

" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی مبارک تھا۔ اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جس کی بناء پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز نہ پڑھی ۔"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ ؓ ؟ ——

کہ۔ یا علی ؓ —— تم نے نماز پڑھ لی ہے ؟ ——

قَالَ —— لَا —— جواب دیا نہیں ! ——

پھر محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ——

قَالَتْ —— اَسْمَاءُ فَرَاَیْتُھَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُھَا طَلَعَتْ ۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد میں نے دیکھا

کہ سورج ڈوب چکا ہے مگر پھر میں نے دیکھا کہ سورج طلوع ہوا ہے!"

مدارج النبوت فارسی صـ۲۵۴ــ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ ــــــــــــ

"کسی ایسے شخص کو جسے علم میں دسترس حاصل ہے لائق نہیں کہ وہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے حفظ میں تخلف کرے اسلیئے کہ حدیثِ اسماء از علاماتِ نبوت است! ۔"

سوال :۔ کہ غروبِ آفتاب سے نمازِ عصر قضا تو ہو جاتی ہے لیکن رجوعِ شمس سے یہ ادا تو نہیں ہوتی ؟ ــــــــــــ

جواب :۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ـــ اسلیئے کہ قضاء ایسی صورت میں جبکہ آفتاب، غیوبیت میں قائم وباقی رہے اور وقت فوت ہو جائے لیکن اگر سورج کے ساتھ وقت بھی لوٹ آئے تو کیوں ادا نہیں ہوتی ــــــ

اما ۔ اگر وقت نیز عائد گردد چرا ادا نشود نیز مواھب میں منقول ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں باسنادِ حسن روایت کیا ہے ۔

اعتراض :۔ کہ اسے ایک مجہول اور غیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا کسی کو علم نہیں لہٰذا ردِ شمس کا واقعہ درست نہیں ہے ۔

جواب ۱ :۔ ـــــ امام طحاوی ـــــ احمد بن ابی صالح طبرانی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں پھر یہ کہنا کہ کتبِ صحاح و حسن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا یہ درست نہ ہوگا ــــــــ

جواب ۲ :۔ ــــــ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا کسی کو حال معلوم نہیں اور وہ مجہول اور غیر معروف خاتون ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم ۔

مدارج النبوت فارسی — جلد ۲ - ص۲۵۴ ——— اسلئے کہ ان

کا حال تو سب کو معلوم ہے! ———

"زیرا کہ وے امراۃ جمیلۃ - عاقلۃ - جلیلۃ" ———

کہ وہ ایک حسین وجمیل ——— عقلمند عورت تھیں ———

وبود وے تحت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالبؓ وزائد وے

برائے عبداللہ بن جعفر - وبود وے تحت ابابکر وزائد وے محمد بن ابی بکر -

وبعد ازاں بود تحت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم وزائد وے یحیٰ را —

کہ - حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا بڑی دانا - بڑی عقلمند اور

خوبصورت خاتون تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ پہلے حبشہ کو ہجرت کی - پھر مدینہ

منورہ آئیں گویا ان کو دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہے ———

اور وہ پہلے حضرت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں

آئیں ——— ان کے بعد عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا ——— ان کے بعد

حضرت ابوبکر کی زوجہ بنیں، ان کے بعد ابوبکر کے صاحبزادہ محمد بن ابی بکر کی بیوی

بنیں اور پھر ان کے بعد سب سے آخر میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں ———

اس شجرہ حالات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت اسما بنت عمیسؓ کا کسی کو حال

معلوم نہیں کتنی زیادتی اور نا انصافی ہے -

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کے ردِ شمس کے دن کے عظیم معجزہ کو جھٹلانے کے لئے اور حضرت علی علیہ السلام

کی شان وعظمت کو مٹانے کے لئے ایسے بے بنیاد اعتراضات کرنا ہمارے اکابرین

کا شیوہ نہیں ہونا چاہیئے ! ـــــــــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن اس معجزۂ مقدس کو یوں سمجھتا ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی نے نہیں دیکھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی سوائے محمد مصطفےٰ علیہ السلام کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اور جس نے محبوب خُدا کے حسن و جمال کو دیکھا تو انہوں نے خدا کی نماز کو بھی قضاء کر دیا جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ـــــــــــ ع

نماز پڑھاں کہ میں تیں ول ویکھاں
مینوں کعبہ بھُل گیوای
تینوں رکھاں کہ تیری شرع نوں رکھاں
مینوں اگلا فکر پیوای

حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ع

سُبحان اللہ مَا اَجملکَ مَا اَحسنکَ مَا اَکملکَ ـ !
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء، گُستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

ـــــــــــــــ

لکھ دُنیا تے سوہنے ہوون میرے مدنی نال نئیں رل دے
کُن فیکون تے کل دی گل اے میرے آقا دے پیار ازل دے
یوسفؑ نبی وچہ مصر دکا دے جدوں زور عشق دے چل دے
سب صدقہ محبوب میرے دا کوہ طور تے دیوے بل دے

قارئین کرام ! ـــــــــــ

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے

خُداکے کسی نے نہیں دیکھا ——————

اسی لیئے علماءِ حق نے لکھا ہے کہ یہ نہ کہنا چاہیئے کہ شبِ معراج خداتعالےٰ پردوں سے باہر آئے —————— کیونکہ : ——————

اَلْحِجَابُ فِیْ حَقِّ الْمَخْلُوْقِ لَافِیْ حَقِّ الْخَالِقِ —— کہ

پردے کا لفظ مخلوق کے لئے ہے خالق کے لئے نہیں —— اسلئے یہ کہنا چاہیئے محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ انور سے پردے اٹھائے تاکہ خداتعالےٰ اپنے بنائے ہوئے حسین شاہکار کو اچھی طرح دیکھ لے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کسی نبی پر تین دفعہ نازل ہوئے ۔ کسی نبی پر ۵۰ دفعہ آئے اور کسی پر ۵۵ دفعہ حاضر ہوئے اور کسی نبی پر ۱۵۰ بار نازل ہوئے لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۵ ہزار دفعہ نازل ہوئے ——

گویا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ۲۵ ہزار بار رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے مگر معراج کی شب حضرت جبریل علیہ السلام سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا :—— ع

معراج کی شب جبریلؑ سے کہنے لگے خیر الامم ؐ

تو نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

عرض کی جبریلؑ نے شاہا مجھے تیری قسم

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری —— !

قَلَّبْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ —————— کہ

مَیں نے زمین و آسمان پھرے ہیں اور ایک حسین ترین آدمی سے لیکر انبیاء

علیہم السلام تک کا حسن و جمال دیکھا ـــــــ

لیکن ـــ یا محمد صلی اللہ علیک وسلم ! ـــــ

تو ۔ چیزے دیگری ـــــــ

تو کوئی اور ہی چیز ہے جو میری سمجھ بھی نہیں آیا کہ تو کیا ہے ؟

حضراتِ محترم ـــــــ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتاب احسن القصص اور نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ بھی سات آٹھ اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ـــــ مثلاً

۱ـــ اصحاب فیل کا ہاتھی ۔

۲ـــ اصحاب کہف کا کتا ۔

۳ـــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ۔

۴ـــ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ ۔

۵ـــ حضرت سُلیمان علیہ السلام کی چیونٹی ۔

۶ـــ حضرت بلقیس سلام اللہ علیہا کا ھُدھُد ۔

۷ـــ حضرت عزیر علیہ السلام کا حمار ۔

۸ـــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ ۔

اور میں دو سال تک ان جانوروں کے جنّتی ہونے پر غور و فکر کیا اور آخر یہ سمجھا کہ ان کے اعمال تو نہیں ہیں کہ یہ حیوانات جنّت میں جائیں گے ـــ کیونکہ یہ نہ تو نمازی ، نہ حاجی ، نہ زکوٰۃ دینے والے اور نہ ہی روزہ دار اور نہ کوئی نیک عمل پھر یہ جنّتی کیوں کر ہو گئے ؟

نسبت باعثِ جنت

بالآخر مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ صرف روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ ہی جنّت میں جانے کا سبب نہیں، بلکہ اچھی نسبت بھی جنتی ہونے کا باعث بن سکتی ہے ——— تو میں نے ان اشیاء کو اچھی نسبت کا رنگ دے کر، قرآن و حدیث کی روشنی میں اور مستند روایات کا جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام غزالی اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھ لکھا ہے بالکل سچ لکھا ہے۔

کیونکہ نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا کوئی مشکل نہیں — !

قارئینِ حضرات ! ———

یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب سے پہلے میری ایمان افروز کتاب "گستاخِ رسولؐ کی سزا" خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ اور جامعہ نوریہ رضویہ کے مہتمم سیّد ھدایت رسولؐ کی زیر نگرانی بازار میں آچکی ہے جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ —

گستاخِ رسولؐ واجب القتل ہے !

وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب فیصل آباد تشریف لائے تو سرکٹ ہاؤس میں ان سے ملاقات کے دوران یہ کتاب انہیں پیش کی ———

اور پھر چند دن کے بعد حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہو گیا کہ —

"گستاخ رسول کی سزا — سزائے موت ہو گی" ———

اور میں اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہوں ! — جناب محمد اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

دوزخ دچہ کوئی کافر جاوے یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے بے ادب نبی دا جیہڑا اس دی شان گھٹاوے

تے یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دل دکھاوے
اعظم — نہ کافر نہ بے ادب نبیؐ دا مینوں کیہڑی اگ جلاوے

حضراتِ گرامی قدر! ——————

پاکستان کا مطلب کیا؟ ——————

لا الٰہ الا اللہ! ——————

اور کتاب کا نام — "نسبت باعثِ جنّت"

اور یہ نسبت سب سے اچھی ہے ——————

اسلئے کہ — نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ اسی نسبت سے دامن وابستہ رکھو تو پھر جنّت تمہاری ہے! —

وطن سے محبّت — پرچم سے عقیدت اور ملک کی مٹی کو اکسیر سمجھنا ہی دراصل وفاداری ہے۔

پاکستان والو —— جشنِ آزادی تمہیں مبارک ہو!

صاحبزادہ
سیّد افتخار الحسن زیدی
شہزادہ تغزل - طارق آباد
— فیصل آباد —

مصنف کی دیگر تصانیف

- مقامات نبوت
- مقامات صحابہ
- مقامات اولیا
- کفر یزید
- اللہ کے شیر
- المعراج
- ماہ کنعان
- زندگی
- گستاخ رسول کی سزا
- نسبت باعث جنت

مکتبہ اویسیہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد